تذکرہ و سوانح

مردِ قلندر

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی

تالیف

مولانا عبدالقیوم حقانی

القاسم اکیڈمی • جامعہ ابوھریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

یہ کیا دستِ اجل کو کام سونپا ہے مشیّت نے
چمن سے توڑ دینا پھول' ویرانے میں رکھ دینا

مردِ قلندرؒ

(تذکرہ وسوانح حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ)

مردِ قلندرؒ

(تذکرہ وسوانح حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ)

تالیف .... مولانا عبدالقیوم حقانی

پروف ریڈنگ .... مولانا محمد اسرائیل الشاشی

نظرثانی .... پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

کمپوزنگ .... حافظ محمد طیب حقانی، جان محمد جان

ضخامت .... 288 صفحات

تعداد 1100

اشاعتِ اوّل .... جمادی الاوّل ۱۴۳۱ھ / مئی 2010ء

ناشر .... القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

یہ کتاب درج ذیل اداروں سے مل سکتی ہے

صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی

انجمن خدام الدین، شیرنوالہ گیٹ، لاہور

مکتبہ رشیدیہ، سردار پلازہ، اکوڑہ خٹک، ضلع نوشہرہ

کتب خانہ رشیدیہ ' مدینہ کلاتھ مارکیٹ ' راجہ بازار ' راولپنڈی

مکتبہ سید احمد شہید ' ۱۰ الکریم مارکیٹ ' اردو بازار ' لاہور

زم زم پبلشرز ' نزد مقدس مسجد ' اردو بازار ' کراچی

مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب، جامعہ ابوہریرہ، چنوں موم ضلع سیالکوٹ

مردِ قلندرؒ

(تذکرہ وسوانح حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ)

خاندانی پسِ منظر' ولادت' تذکرۂ والدین' تعلیم وتربیت' شخصیت وکردار' عادات و اطوار' فقر ودرویشی' مصائب ومشکلات' عفوودرگزر' اوصاف وکمالات' تواضع وانکساری' تقویٰ وخشیتِ الٰہی' سیاسی زندگی' سیاسی بصیرت' قران سے محبت' انگریز سے نفرت' سراپا علم وعمل' اخلاص وللّٰہیت' زہدواستغناء' اصول پسندی' عشقِ رسول ﷺ' اتباعِ سنت' مسئلہ ختمِ نبوت سے والہانہ عقیدت' فرقِ باطلہ کا تعاقب' دعوت وخطابت' قیدوبند کی صعوبتیں' ذوقِ شعروادب' ظرافت' حاضر جوابیاں' چٹکلے' سفرِ آخرت' آخری ایام اور اِن جیسے بہت سے عناوین اور روح پرور مضامین اس پر مستزاد۔

تالیف

مولانا عبدالقیوم حقانی

القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرۃ' خالق آباد نوشہرہ

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؔ

قلبِ مضطر کو نشاط انگیز تاریخی کتاب

حضرت حقانی صاحب مدظلہ کی نئی تالیف
مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ پر منظوم تأثرات

حضرتِ درخواستیؒ کا یہ حسین ہے تذکرہ
دل کشا و دل ربا و دلنشیں ہے تذکرہ
اللہ اللہ ایک دستاویز تاریخی کتاب
قلبِ مضطر کو نشاط انگیز تاریخی کتاب
سیرت و تاریخ کا یہ اک مکمل باب ہے
شائقین کے واسطے گویا دُرِّ نایاب ہے
یہ معطر تذکرہ حضرتؒ کی عظمت کی دلیل
آبِ زر سے لائقِ تحریر ہے بے قال و قیل
منتظر جس کے رہے مدت سے اہلِ دل تمام
ہاتھ آخر آگیا ان کے مئے عرفاں کا جام
ایک مردِ حق نظر کا تذکرہ تو نے لکھا
نسلِ آئندہ پہ احسان اک بڑا تو نے کیا
یہ سعادت بھی تری قسمت میں حقانیؔ رہی
حافظِ قولِ نبیؐ کی شان لاثانی رہی
آپ نے لکھے ہمارے تذکرے احناف کے
کس قدر وجد آفریں ہیں واقعے احناف کے
چار سو فانیؔ بس ایسے تذکروں کو دھوم ہے — سحرِ حقانی قلم ہر ایک کو معلوم ہے

فہرستِ عناوین

باب:۲ ...... مخزن العلوم کا قیام، ذوقِ تدریس، اشتغال بالحدیث، تدریس تفسیر قرآن اور تلامذہ ۵۵

باب:۶ ...... عظمت مقام، رفعت شان، حافظہ وذکاوت اور محدثانہ جلالتِ قدر ۱۰۳

باب:۷...... خطابت، طرزِ بیان، رُشد وہدایت اور افادات

باب:۱۶ ...... غیبی نصرتیں، عرفانی عظمتیں، کشف وکرامات اور روحانی تصرفات ۲۲۱

باب :۱۸ ...... شفقت ومحبت، تشجیعات اور حوصلہ افزائیاں ۲۵۱

باب : ۱۹ ذوقِ شعر و ادب اور پسندیدہ اشعار ۲۶۳

☆

عرضِ مؤلف

الحمد لحضرة الجلالة والصلوٰة والسلام علی خاتم الرسالة۔

اگست ۱۹۹۴ء میں جب حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کا انتقال ہوا تو احقر نے ''مردِقلندرؒ'' کے عنوان سے ان کی شخصیت وکردار پر ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ ''انوار القرآن'' کی خصوصی اشاعت ''حافظ الحدیث نمبر'' کے صفحہ ۶۳۹ کی زینت بنا۔ تب سے ارادہ تھا کہ اِسی عنوان کو مستقل کتابی شکل میں ڈھال کر قارئین کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ بحمد اللہ میری وہی خواہش آج حقیقت کا روپ دھار کر آپ کے سامنے ہے۔

۱۹۷۱ء کے وسط میں احقر نے مدرسہ عربی نجم المدارس کلاچی میں تحصیلِ علمِ دین کی غرض سے داخلہ لیا۔ اکابر اساتذۂ کرام حضرت مولانا قاضی عبدالکریم مدظلہٗ فاضل دیوبند، حضرت مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہٗ، حضرت مولانا محمد زمان صاحب (صاحب المصنفات فی الحدیث) اور دیگر اساتذہ وطلبہ سے اپنے اکابر کے نام سنے بزرگوں کے واقعات وحکایات سنے، زیادہ ذکر مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کا ہوا کرتا تھا۔ ان کی عظمت وشہرت سب کے دلوں پر مسلط تھی، جس چیز نے مجھے سب سے

زیادہ حیرت واستعجاب میں ڈالا اور جو میری زندگی کا سب سے انوکھا تجربہ تھا وہ یہ کہ ہر ایک استاذ اور ہر ایک طالب علم کی زبان سے اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، آتے جاتے حتیٰ کہ تفریح وفراغت کے اوقات میں بھی میں ہر وقت یہ سنا کرتا تھا کہ حضرت درخواستیؒ آج یہ کر رہے ہیں۔ حضرت درخواستیؒ نے فلاں مقام پر اپنے خطاب میں یہ کہا ہے۔ حضرت درخواستیؒ آج سفر پر ہیں، حضرت درخواستیؒ کا ارشاد یہ ہے، ان کا تعویذ یہ ہے، ان کی کرامت یہ ہے، ان کا علمی مقام یہ ہے، ان کو اتنی حدیثیں یاد ہیں، حضرت درخواستیؒ نے فلاں مقام پر جلسے میں ایسی پُر اثر، دلنشین اور دلچسپ تقریر کی کہ سارا مجمع مکمل طور پر گوش بَر آواز رہا۔ حضرت درخواستیؒ فلاں شہر میں داخل ہوئے، کیا کیا استقبال ہوا؟ حضرت درخواستیؒ کے دورۂ تفسیر میں کثیر تعداد نے شرکت کی۔ علماء، طلبہ، اساتذہ اور مشائخ سب مردِ قلندر حضرت درخواستی کا بڑی محبت، عقیدت اور بے حد گرویدگی سے تذکرہ کرتے تھے۔

دل سے ”اللہ اللہ“ کی آواز :

جمعہ کا مبارک دن ہے، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہٗ فاضل دیوبند خطبۂ جمعہ دے رہے ہیں۔ دورانِ تقریر مردِ قلندر حضرت درخواستی کا تذکرہ چھڑ جاتا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں :

> ”مردِ قلندر حضرت درخواستی شدید علیل ہیں، عالمِ اسباب میں ان کے دل کی دھڑکنیں بند ہو چکی ہیں، مدہوشی طاری ہے مگر بایں ہمہ ڈاکٹر کہہ رہے ہیں ان کے دل سے اللہ اللہ کی آواز آ رہی ہے“۔

بھرے مجمع کو رُلا دیا :

الغرض ...... علمی و دینی، مذہبی اور سیاسی حلقے مردِ قلندر حضرت درخواستی کے درس و تدریس اور عمومی روحانی تربیت کے سلسلہ میں ان کی بے نظیر صلاحیت اور انفرادیت کا جس محبت، اخلاص، اعتقاد، اور لذت و افتخار کے ملے جلے جذبات کے ساتھ تذکرہ کرتے تھے۔ اب بھی بھولی بسری یادوں کو اپنے کمزور حافظے کی سلوٹوں سے سمیٹ کر، قلم کی نوک پر لانا چاہوں تو میرے لئے ان کی عکاسی ممکن نہیں۔

O مردِ قلندر حضرت درخواستی نجم المدارس کلاچی کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کے موقع پر جامع مسجد میں بھرپور اجتماع سے خطاب کررہے ہیں۔ ابھی آغازِ بیان ہے، خطبۂ مسنونہ کے بعد چند کلمات کہے ہیں کہ مجمع پر گریہ طاری ہو گیا ہے اور لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہیں۔ مسجد کے ساتھ قدیم حجرہ کے چھوٹے سے کچے کمرے میں قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمود تشریف فرما ہیں، لوگوں کے رونے کی آوازیں کان میں پڑتی ہیں، تو بے اختیار حجرہ سے باہر آ جاتے ہیں۔ مخلوقِ خدا ہے کہ تڑپ رہی ہے اور رونا کیا ہے؟ کہ چیخیں نکل رہی ہیں۔ قائد ملت مولانا مفتی محمود یہ منظر دیکھتے ہیں تو دل پسیج جاتا ہے، اور آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں :

> ”مردِ قلندرؒ نے اپنی پوری توجہ سے لوگوں کو اپنے ربّ کی بارگاہ میں گناہوں پر رُلا دیا ہے۔ یہ رونا اور یہ آنسو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو گئے ہیں۔ انشاءاللہ ان کی برکت سے سب کی مغفرت ہو جائے گی“۔

سنہری خدمات کا اجمالی تعارف :

میری طالب علمی کا آغازِ کار تھا۔ مجھے مردِ قلندر حضرت درخواستی سے کوئی

خاصا تعارف نہیں تھا۔ قدرتی طور پر ان کا ذکر سن سن کر مجھے بڑی حیرت ہوتی تھی کہ کون مردِقلندر حضرت درخواستی ہیں، جنہیں لوگ مردِقلندر کہتے ہیں جو اس عصرِ خزاں دیدہ میں صرف عام لوگوں کے لئے ہی نہیں علماء، مشائخ، اساتذہ اور طلبہ کے دلوں پر آج کے دَور میں اس درجہ حکمرانی کرتے ہیں جس دَور میں سب نے بڑوں کے لئے احترام وعقیدت کا چولا اپنے کندھوں سے اُتار پھینکا ہے، اس کلیے سے صرف وہی خوش قسمت لوگ مستثنٰی ہو سکتے ہیں جن کا اخلاص ویقین ہر شبہے سے بالاتر اور اپنے فکر وعمل سے ان کی وفاشعاری وجان نثاری کسی سودے بازی یا تعریف وتحسین اور شکر و سپاس کی رہینِ منت نہ ہو۔

میں ہر وقت ان لوگوں سے پوچھتا رہتا، بھائیو! یہ کون سے مردِقلندر حضرت درخواستی ہیں جن کے ''ذکر'' اور ہمہ جہتی تذکروں میں آپ لوگ اُٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے، پڑھتے پڑھاتے اور کام کرتے اس طرح مشغول ہیں؟ اس وقت وہ مردِقلندر حضرت درخواستی کا نام' کام' رتبہ' عظمتِ شان' ان کے اوصاف' علمی اور روحانی کمالات' تدریس اور مذہبی وسیاسی حلقوں میں ان کے منصب ومقام' لوگوں بالخصوص علماء واساتذہ پر ان کے اثرات واحسانات اور ان کے افکار وخیالات کی دنیا میں صالح انقلاب برپا کرنے کی خاطر ان کی شب وروز کی جدوجہد، محنت ومشقت، ریاضت و مجاہدہ اور ہمہ جہتی مساعی کو تفصیل سے بتاتے، قومی وملی بالخصوص علماءِ اسلام اور دینی مدارس کے قیام اور بقاء واستحکام کے سلسلہ میں ان کے سنہری خدمات کی طرف توجہ دلاتے۔

دیدوشنید کی ابتداء :

میری طالب علمی کا سفر کچھ آگے بڑھا، مردِقلندر حضرت درخواستی کو دیکھا اور

سنا تب اچھی طرح علی وجہ البصیرت یہ معلوم ہوگیا کہ مردِقلندر حضرت درخواستی کون ہیں؟ کیا ہیں؟ علماء' اساتذہ ومشائخ اور نوجوانوں کی عقل وخرداور دل وضمیر کوانہوں نے اپنی گرفت میں کیوں لے رکھا ہے۔ کارکنوں کی تعلیم وتربیت' روحانی توجہ وعنایت' سیاسی سوجھ بوجھ' بصیرت اور ان کے عزم وحوصلے کومہیز کرنے والی انقلابی' منفرد' ساحرانہ اور روشن ترین شخصیت مردِقلندر حضرت درخواستی سے میری دید وشنید کی ابتداء عقیدت واخلاص کے اس گھنیرے سائے میں ہوئی۔

ضیاعِ وقت کا احساس وشکایت :

نجم المدارس العربیہ کلاچی کا سالانہ جلسہ تھا، اپنے استاذِ مکرم حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ (فاضل دیوبند) نے طلبہ کی ایک جماعت کو ہدایت کی کہ علماء وخطباء آ رہے ہیں، شہر کے بڑے گیٹ پر ان کا استقبال کرو، میں بھی طلبہ کی اسی جماعت میں شریک تھا۔ ابھی ہم راستے میں تھے۔ بڑے گیٹ کی طرف آگے بڑھ رہے تھے کہ پیچھے سے مردِقلندر حضرت درخواستی کا کاروان واپس ہورہا تھا، اور سامنے سے قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ اور شمس العلوم والمعارف مولانا شمس الحق افغانیؒ کی گاڑی آرہی تھی، دونوں قافلے آمنے سامنے ہوئے تو رُک گئے، مصافحے ہوئے معانقے ہوئے، مردِقلندر حضرت درخواستی نے مولانا مفتی محمود سے شکایت کی کہ ڈیرہ والوں نے میرے پروگرام کی ترتیب صحیح نہیں بنائی اور وقت ضائع کردیا ہے۔ قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ نے فرمایا، حضرت! ٹانک والوں نے پروگرام درست مرتب کیا ہے، وہاں یذکرون اللّٰہ قیامًا و قعودًا و علی جنوبھم والا منظر ہوگا، مردِقلندر حضرت درخواستی بہت خوش ہوئے اور شہد کی دو بوتلیں اپنی گاڑی سے لے کر ایک حضرت افغانی کو عنایت فرمائی اور دوسری مولانا مفتی محمودؒ کو۔

ریاضت ومجاہدہ :

مجھے یاد پڑتا ہے یہ میرے سکول پڑھنے کے ایام تھے، غالباً دسویں جماعت میں تھا، مردِقلندر حضرت درخواستی نے ہمارے گاؤں چودھواں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان آنا تھا، عشاء کے بعد سارا گاؤں جمع ہے، ٹیلی فون اور موبائل رابطوں کا زمانہ نہیں تھا، شدت کی سردی تھی، آخر لوگ نااُمید ہوکر گھروں کو واپس چلے گئے، رات کے دو بجے اعلان ہوا کہ حضرت درخواستیؒ تشریف لے آئے ہیں، سارا شہر اُمڈ آیا، حضرت نے چند لمحے بیان کیا اور رات کے اندھیروں میں اگلے سفر موسیٰ زئی شریف کے لئے روانگی اختیار کی۔

اس قدر محبت ومحبوبیت، مرجعیت اور حضرت کی محنت ومشقت اور شدید مجاہدہ میں نے نہ دیکھا تھا، نہ سنا تھا، اجتماعی کام اجتماعی مشن اور جماعتی کاز (Cause) کے لئے اخوت ومحبت، شفقت واطاعت اور مجاہدہ وریاضت بہت ضروری ہوتا ہے۔ یہی وہ صفت ہے جو وسیع اور بڑی جماعتوں کو متحد رکھتی ہے۔

غیر معمولی شخصیت :

پھر زمانہ طالب علمی سے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں ۱۹۷۸ء میں دورۂ حدیث کے سالِ فراغت تک اس کے بعد چار سال چکوال میں تدریسی خدمات ، ۱۹۸۲ء میں دارالعلوم حقانیہ میں تقرری اور مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کے سانحۂ ارتحال تک علماء مشائخ، قائدین، رہنمایانِ قوم وملت ......الغرض بہت سارے زعماءِ اُمت کو سنا، دیکھا، پڑھا اور بہت سوں سے قربت کی سعادتیں حاصل ہوئیں۔ان میں سے ہر ایک کا ہمارے سروں پر احسان ہے۔ ہر ایک کا احترام واجب ہے، ان کی قدر و

قیمت کا قائل ہوں، ان میں سے بعض کے تئیں قدر افزائی اور اعتقاد کا وہ جذبہ رکھتا ہوں، جس کے اظہار و بیان پر قلم قادر نہیں مگر یہ اعتراف کرنے میں ان کی ذرّہ برابر بھی حقارت یا کسرِ شان نہیں سمجھتا کہ وہ سب کے سب علم وفضل اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ضرور تھے لیکن خدمتِ دین' اہداف' خطابت' رہنمائی' قوم وملت کی خدمت' تصنیف وتالیف' درس وتدریس' وعظ وتبلیغ' قومی خدمت وسیاست الغرض زندگی کے بہت سارے گوشوں اور بہت سارے افکار وخیالات میں وہ بڑی حد تک ایک دوسرے کے مشابہ اور ہم پلہ تھے، ملتے جلتے افراد معمول کی چیزوں کی طرح ہوتے ہیں، ان کی مثال شب وروز کے عادی واقعات سے دی جاسکتی ہے، جو کسی کے لئے باعث توجہ نہیں ہوتے، لیکن ممتاز افراد' مولانا مناظر احسن گیلانی کے الفاظ میں ''اجتبائی شان رکھنے والے افراد غیر معمولی واقعات بلکہ ''خرقِ عادت حادثات'' ہوتے ہیں، وہ میدانی زمینوں میں' پہاڑوں اور ٹیلوں کی طرح بلند ہوتے ہیں، اس لئے دل چاہے نہ چاہے ان پر نظر پڑ ہی جاتی ہے''۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی بھی مجموعی طور پر ''غیر معمولی'' شخصیت تھے، اس لئے انہوں نے ہم فقیر' ناسمجھ طلبہ اور ساری اُمت کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی تھی۔

نئی طرز کی جامع کتاب :

مجھے چونکہ قلم وقرطاس سے تعلق ہے، اس لئے مجھے یہ مثال لکھنے میں کوئی جھجک نہیں، کہ مردِ قلندر حضرت درخواستی اپنے موضوع پر نئی طرز کی ایسی کتاب تھے جس کی طرزِ نگارش دلچسپ' صوری شکل دل کش اور طباعت دیدہ زیب ہو۔ قارئین اسے ہاتھوں ہاتھ لیں اور علم کے رسیا اسے پُر شوق طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش

کریں۔ وہ اپنے اکثر معاصر گرامی کی طرح کسی قدیم کتاب کی "نقل بمطابق اصل" نہ تھے۔ وہ علم، اخلاق و تصوف، للٰہیت، درس و تدریس اور سیاست الغرض زندگی کے تمام میدانوں میں اپنی نظیر آپ تھے۔ وہ بلاشبہ ان ممتاز ذہین اور خدا رسیدہ لوگوں میں تھے جو اپنے ماحول سے، اپنے امتیاز اور اپنی انفرادیت کو منوا لیتے ہیں اور سب کو اپنے پیچھے چلنے اور اپنی تقلید کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں ....۔

تَرَى النَّاسَ اِنْ سِرْنَا يَسِيْرُوْنَ خَلْفَنَا

وَ اِنْ نَحْنُ اَوْمَانَا اِلَى النَّاسِ وَقَّفُوْا

(تم لوگوں کو دیکھتے ہو کہ ہم چلیں تب وہ ہمارے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور ہمارا اشارہ پا کر یکسر رُک جاتے ہیں)

اندازِ درس و بیان :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا درس کی طرح بیان بھی "سنجیدگی" کے طویل، خشک اور صبر آزما مفہوم سے نا آشنا ہوتا تھا، وہ تصوف و سلوک، سیاست و حکومت اور ملکی قیادت سے متعلق تفریحی جملوں سے ہمیشہ جلسہ گاہ کو زعفران زار بنائے رکھتے، ان کا دل دلچسپ اندازِ گفتگو، پُر لطف انقلاب آمیز تقریر، پھر دین و دنیا، زندگی و کائنات، حال و مستقبل، سیاست و حکومت، ایمان و یقین، تعلیم و تربیت، تصوف و سلوک، فکرِ آخرت اور اخلاق و آداب کے حوالے سے بلیغ اشارے اور دلچسپ استعارے اس پر مستزاد ہوتے۔

مردِ خلیق :

اپنے باطنی کیفیات، پختہ عزائم و خیالات اور خالص روحانی کیفیات و جذبات کو دوسروں تک منتقل کر دینے کی اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل مردِ قلندر حضرت

درخواستی نے علماء واساتذہ، طلبہ اور جوانوں میں عقابی روح بیدار کردی تھی، ان کے فکرو خیال، ان کے شب وروز کے اعمال کو سنت سے منور اور ایمان ویقین سے مہمیز کردیا۔ مردِ قلندر کی جامع مخلصانہ اور مشفقانہ تربیت کی نتیجہ خیزی کو محسوس کرنے کی وجہ سے لوگ فدائیوں کی طرح ان پر پروانہ وار ٹوٹتے رہے۔ بقولِ مردِ قلندر حضرت درخواستی کے ان کے ہاں حلوائیوں کو جگہ نہیں ملتی تھی، شیدائی فدائی آگے بڑھ جاتے تھے۔

مجھے آج تک ان جلسوں اور عظیم تاریخی اجتماعات کا منظر یاد ہے، جس میں مردِ قلندر حضرت درخواستی کے خطابات ہوا کرتے تھے، لوگ سراپا شوق بن کر جوق در جوق، قافلہ در قافلہ بن کر شرکت کرتے، بعض دفعہ بغیر سابقہ اعلان کے حضرت کسی جگہ پہنچ جاتے تو عشاق اور فدائیوں کا اکٹھ اور اجتماع بن جاتا اور کسی بڑے جلسہ اور کانفرنس کا منظر پیش کرتا۔ مردِ قلندر کے پرجوش مخلصانہ، تحریکی، فکر انگیز روحانی و انقلابی رقت آمیز مواعظ وبیانات سے فکرونظر کے دھارے بدل جاتے ......

ہجوم کیوں ہے زیادہ ''شراب خانے'' میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے ''مردِ خلیق''

تقریر میں تاثیر :

جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، محدثِ کبیر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ سے ان کے دولت کدہ پر ملاقات کی بڑے شوق، ولولہ اور جذبۂ عشق ومحبت کے ساتھ قصیدہ بردہ کے اشعار سنائے۔ ملاقات میں قومی وملی اور ملکی حالات پر تبادلۂ خیال فرمایا جمعہ کا روز تھا، خطبۂ جمعہ مردِ قلندر حضرت درخواستی نے ارشاد فرمانا تھا، معتقدین ومخلصین کا اژدحام تھا، مسجد کو تنگ دامنی کی شکایت تھی، بازار اور گلیاں

بھر گئیں تھیں، خطبۂ جمعہ کا وقت شروع ہو گیا تھا، لوگ بے چینی سے انتظار کر رہے تھے، اِدھر حضرت درخواستیؒ کی میرے شیخ مولانا عبدالحقؒ سے بات طویل ہو گئی۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے میری طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''ڈیرہ والے! تم جاؤ اور تقریر شروع کر دو، میں حاضر ہوا چاہتا ہوں، میں نے تقریر شروع کر دی، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کچھ دیر بعد میرے شیخ محدثِ کبیر حضرت مولانا عبدالحقؒ کی معیت میں مسجد میں تشریف لے آئے، اور مجھے فرمایا: تقریر جاری رکھو اب میں مرتا کیا نہ کرتا، حسب الحکم تقریر جاری رکھی، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے اشارہ اور حکم پر آدھ گھنٹہ تک بیان طویل ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت درخواستیؒ نے بیان فرمایا۔ بیان کیا تھا، علوم اور معارف کے موتی لٹائے، میری تشجیعات بھی جاری ہیں، میرے بیان اور اندازِ بیان پر اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی ہے۔

اور سب سے زیادہ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ مردِ قلندر نے اپنے بیان اور تقریر دلپذیر کے دوران اپنے سامعین کے قلوب و اذہان کو اپنے خلوص' اپنی حقیقت بیانی' شریں گفتاری' اپنی پُر کشش شخصیت' رعنائی خیال اور چشم کشا و عقل کشا مضامین و معانی کے ذریعہ اسیر کر لیا۔ میں نے دیکھا وہ تقریر میں تاثیر کے لئے کسی خارجی سبب کا سہارا نہیں لے رہے، وہ اس ''کرتب'' سے بھی کام نہیں لے رہے جس سے عام طور پر پیشہ ور مقررین' مدرسین اور مجلس باز لوگ کام لیا کرتے ہیں، وہ نہ بلا ضرورت لطیفوں سے کام لیتے ہیں، نہ داستان سرائی کرتے ہیں اور نہ زینتِ گفتار کے لئے بے مقصد لفاظی کا سہارا لیتے ہیں، نہ موقع بہ موقع اشعار کی بھرمار کرتے ہیں اور نہ حکایات و بیانی سے محفل کو گرماتے ہیں۔

احادیث و سنت رسول ﷺ کی عطر پاشی :

اردو کے ایک دو اشعار سنے بھی، تو وہ بھی بے وزن قسم کے الفاظ اور مصرعوں کی ترتیب بدلی ہوئی بلکہ اکھڑی ہوئی مگر ذوقِ حدیث غالب ہے حدیث پہ حدیث سنائی جا رہی ہے، عشقِ رسول ﷺ کی انگیخت کی جا رہی ہے، مجمع بے خود ہے اجتماع پر سناٹا ہے۔

میں تو سراپا حیرت تھا کہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کس طرح چستی، سلیقے اور ہنر مندی سے حدیثِ یار سنا رہے ہیں۔ عشق رسول ﷺ ان کی رگ رگ میں خون کی طرح رواں دواں ہے۔ وہ آج خطبہ جمعہ میں احادیثِ نبوی اور سنتِ رسول ﷺ کی عطر پاشی کے ساتھ ساتھ، روحانیت اور تربیت کی گراں بہا دولت بھی لٹا رہے ہیں۔

نگاہِ شفقت و نظر عنایت :

خطبہ جمعہ سے فارغ ہوئے تو علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ خاص، الامام الکبیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ اجل، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نور اللہ مرقدہٗ انہیں لینے اور اٹک لے جانے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت یہاں سے فارغ ہو کر ان کے ساتھ اٹک کے لئے پابہ رکاب تھے۔ مجھ پر نظر پڑی، تو پکار کر فرمایا: ڈیرہ والے! تم نے ہمارے ساتھ اٹک چلنا ہوگا۔ رات کو واپسی ہوگی، تو تمہیں دارالعلوم حقانیہ اُتار دیا جائے گا۔ میں نے لبیک کہا اور حضرت کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا، سارے راستے میں حضرت بہت کچھ سناتے رہے اب سوائے ان کی نگاہِ شفقت اور نظر عنایت کے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ واپسی پر بھی حضرت کی توجہات کا وہی عالم تھا۔

اٹک میں محبین والہین اور شیدائیوں کی محبت اور جوشِ جنون کا وہی عالم تھا جو

اکوڑہ خٹک میں دیکھا گیا دراصل بات یہ ہے مربی کا محض علم وتقویٰ اس کو اپنے ماننے والوں یا مریدوں اور شاگردوں میں وہ نا قابلِ بیان مقبولیت اور محبوبیت نہیں دیتا، جو مردِقلندر حضرت درخواستی کو اپنے حلقۂ تلامذہ و مریدین اور حلقۂ تعارف میں حاصل تھی۔ دراصل اس محبوبیت کا سرچشمہ ان کا غیر معمولی اخلاص اور نفع رسانی میں فنائیت تھا، مخلص ہمیشہ محبوب ہوتا ہے۔

مولانا فداء الرحمٰن درخواستیؒ نے ماہنامہ انوار القرآن کی خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا ہے اور مولانا زاہد الراشدی مدظلہٗ ماہنامہ ''الشریعہ'' گوجرانوالہ کا خصوصی نمبر ترتیب دے رہے ہیں، یا مولانا فضل الرحمٰن درخواستی اس کا انتظام کر رہے ہیں اور یہ احقر حقانی بھی تذکرہ و سوانح لکھ رہا ہے اور نسل در نسل مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کے پیغام کو منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس کی بھی وجہ ظاہر ہے کہ کسی واقعے، تربیت، بیداری، انقلاب یا تحریک کے اثرات، صرف اسی نسل تک محدود نہیں رہتے، جس نے اس واقعے یا تربیت یا بیداری، یا انقلاب یا تحریک کو دیکھا، برتا اور اسی میں زندگی گزاری ہوتی ہے وہ اس کے اثرات اپنے ہمعصروں کو منتقل کرتا ہے بلکہ اس کا فیضان بعد کی نسلوں تک منتقل ہوتا رہتا ہے، اس لئے مردِقلندر حضرت درخواستی کی کوششوں کے نتیجے میں جو علمی' دینی' روحانی' سیاسی' ثقافتی بالخصوص دینی مدارس کے قیام واستحکام کی فکری بیداری اُمت میں رونما ہوئی اس کے اثرات نہ صرف یہ کہ اب تک باقی ہیں بلکہ انشاء اللہ ہمیشہ باقی رہیں گے اور صدیوں تک باقی رہیں گے ......۔

ہم نے جو طرزِ فغاں کی ہے، قفس میں ایجاد
فیض ! گلشن میں ، وہی طرزِ بیاں ٹھہری ہے

محبوبیت کا عجیب منظر :

محدثِ کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے سانحۂ ارتحال کے بعد تعزیت کے لئے جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ حضرت شیخ الحدیث کے مزار پر فاتحہ پڑھی، مخلصین و محبین، شیدائیوں اور فدائیین کو آناً فاناً حضرت کی تشریف آوری کی خبر ہوگئی۔ چند لمحوں میں لوگوں کا انبوہ جمع ہوگیا، لوگوں کا سیلاب اُمڈ آیا، سب ایک نظر دیکھنے کے لئے بےتاب تھے، محبوبیت و مرجعیّت کا عجیب منظر تھا۔

مردِ قلندر حضرت درخواستی کو یہ مقام اور محبوبیت کی یہ عظمتیں یوں نہیں ملی تھیں بلکہ یہ مشن سے لگاؤ، اُمت سے خیر خواہی، جمعیت و اتحادِ اُمت کے لئے شبانہ روز قربانیوں کا ثمرہ تھا، جس کے لئے انہوں نے اپنی عافیت و سکون، اپنی صحت و توانائی، رعنائی شباب، عزمِ جواں، خونِ تازہ، جوشِ نوا، اندیشۂ خرد اور بے باکی جنوں سبھی کچھ بے دریغ اور فیاضی سے صَرف کیا تھا ...... ؎

اب غم دو جہاں بھی راحت ہے
اے غم عاشقی جزاک اللہ

عظمت وانفرادیت :

مردِ قلندر حضرت درخواستی کو الامام الکبیر مولانا احمد علی لاہوری کے انتقال کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کا امیر مقرر کیا گیا۔ انہوں نے سیاسی میدان میں قدم کیا رکھا؟ امارت کو خدمت سمجھا اور جلد ہی اپنی عظمت اور انفرادیت منوالی، ان کے شوقِ سفر، ذوقِ جستجو اور حوصلہ، دعوتِ اتحاد، وحدتِ اُمت، عمل کا کاروانِ تازہ دم ہر وقت محوِ سفر، بلکہ آمادۂ صحرانوردی رہتا، مقصد کی حرارت، عزائم کی ہلچل اور جنونِ ارجمند کی فسوں

کاری پیہم، بعض دفعہ صدائے جرس اور شورِ کاروان کا شرمندہ احسان ہونے سے انہیں بے نیاز کر دیتی کہ وہ اپنے سبک خرامی کے طفیل، منزل تک پیش قدمی کر کے سب سے پہلے رحلِ اقامت اُتار لینے کی سعادت حاصل کر لیتے۔

رشتۂ وحدت واتحاد :

مردِ قلندر حضرت درخواستی کو اللہ پاک نے جو بہت ساری صلاحیتیں عنایت فرمائی تھی، ان میں نافع ترین صلاحیت یہی تھی کہ وہ اپنے متعلقین' جماعتی کارکنوں اور خدام کو رشتۂ وحدت میں پروئے رکھتے تھے، یہ صلاحیت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے، صرف اسی کو خدائے حکیم اس صلاحیت سے نوازتے ہیں جس سے کوئی بڑا' غیر معمولی اور انقلاب آفرین کام لینا اسے منظور ہوتا ہے۔ بعض دفعہ آدمی اپنی جگہ جلیل القدر عالم دین' زبردست ادیب' فطری شاعر' زوردار مقرر' باکمال انشاپرداز' عظیم ترین مدبر و منتظم' اور ہوشیار سیاست دان ہوتا ہے، لیکن وہ ہرگز یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ جماعتی کارکنوں اور خدام کو رشتۂ وحدت میں پروئے رکھے اور وہ اپنے امیر و مرکز سے تادمِ آخر مضبوطی کے ساتھ جڑے رہیں، ایسا آدمی چاہے کتنا بڑا ہو اور کتنا ہی قابلِ تعریف ہو مگر اس کا نفع محدود ہوتا ہے۔ اگر ایک بڑا آدمی رجال سازی' اتحاد و اتفاق اور کارکنوں میں محبوبیت و مرجعیت کی صلاحیت رکھتا ہے اور خدام کو اپنے ساتھ جوڑے رکھتا ہے تو وہ واقعی بڑا آدمی ہے اور کسی کے لئے یہ صلاحیت ضروری ہو یا نہ ہو لیکن جماعت کے امیر کے لئے نہایت ضروری ہے جو مردِ قلندر حضرت درخواستی میں بدرجۂ اتم موجود تھی۔

میں بھی ''تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی'' کا مصداق بن گیا ہوں، بات لمبی

ہوگئی ہے۔ القصہ مختصر! کتاب ''مردِ قلندر کا تذکرہ وسوانح'' آپ کے ہاتھوں میں ہے، اِسے پڑھتے جایئے اور سر دھنتے جایئے، یہ کتاب آپ کو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی روحانی مجلس میں پہنچادے گی۔ اس کی افادیت اور نافعیت کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

احقر نے اپنی دیگر سوانحاتِ اکابر بشمول جمالِ انورؒ (تذکرہ وسوانح مولانا انور شاہ کشمیریؒ)، جمالِ یوسفؒ (تذکرہ وسوانح مولانا محمد یوسف بنوریؒ)، سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، تذکرہ وسوانح قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ، تذکرہ وسوانح مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، سوانح شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی طرز پر زیرِ نظر کتاب مردِ قلندر میں بھی وہی ہدف اور مشن ملحوظ رکھا ہے قارئین کتاب پڑھیں تو محظوظ بھی ہوں، اوران کے فکروعمل کے زاویوں کا صحیح رُخ متعین ہو اور عملِ صالح کی انگیخت بھی ہو۔

وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہٖ محمد و الہ و صحبہ اجمعین۔

عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

۱۲ر جمادی الاوّل ۱۴۳۱ھ/ ۲۷ر اپریل ۲۰۱۰ء

سیرت وسوانح کا اجمالی خاکہ

جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی امیر عالمِ اسلام کی ممتاز علمی ، دینی ، سیاسی اور روحانی شخصیت' عارف باللہ' جامع شریعت وطریقت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہم اللہ کے علوم وافکار کے وارث اوران کے مشن کے علمبردار قایدِ قافلہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ اس دور کی عظیم المرتبت اور مقبول ترین ہستی تھے، علم وعمل اور ظاہر وباطن اور دینی واجتماعی میدان کے مہرعالم تاب تھے، وہ نادر العصر اور یکتائے روزگار تھے۔ متنوع کمالات و باطنی مقامات، بے شمار محاسنِ اعمال اور بے انتہاء بلند اخلاق وکردار کے لحاظ سے بالکل منفرد اور بے مثال تھے۔ علم واخلاق، تزکیہ نفس اور روحانیت وسیاست کی مرکزی شخصیت تھے۔ ان کی ذاتِ گرامی بلاامتیاز خواص وعوام کا مرجع تھی۔ ایک صدی سے بھی زائد کی دینی مذہبی، قومی وملی اور سیاسی تاریخ حضرت سے وابستہ ہے۔ ان کے سانحۂ ارتحال سے گویا ایک صدی کا ورق اُلٹ گیا ہے۔ ان کے مجاہدانہ کارنامے قربانیاں، درس و

تدریس، تعلیم وتبلیغ اورارشادوہدایت کی زرّین خدمات اظہر من الشمس ہیں، ان کی ایک زندگی میں بہت سی زندگیاں جمع ہوگئیں تھیں، وہ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً کی مکمل شرح اور تفسیر تھے۔ ایثار وقربانی کا مجسم پیکر اور ''خلقِ عظیم'' کا مظہر تھے۔ جامعیت علوم، زہد وتقویٰ اور مجاہدانہ عزم وعمل ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز خصوصیات تھیں۔ اسلاف کے صحیح جانشین اور یادگار تھے، دین وسیاست کے ہر میدان میں رہبرانہ اور قائدانہ حیثیت کے مالک تھے اوران عالی مرتبت افراد میں سے تھے جن کے متعلق کہا گیا ہے: بِاللَّیْلِ رُھْبَانًا وَ بِالنَّھَارِ فُرْسَانًا۔

ان کی اسی جامعیت اوراوصاف کی وجہ سے یہ کہنے میں کوئی تأمل نہیں ہوگا کہ:

وَلَیْسَ عَلَی اللّٰہِ بِمُسْتَنْکِرٍ اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی حیاتِ مقدسہ کے اتنے مختلف گوشے ہیں کہ ہرایک گوشہ مستقل مضمون اور مقالہ اور مفصل تحریر کا محتاج ہے مگراس کے باوجوداس کا نہ حق ادا ہوگا اور نہ آئندہ نسلیں اس کا یقین کرسکتی ہیں کہ واقعی اس پُرفتن دور میں کوئی ایسی فوق العادۃ ہستی تھی، مسلمانوں کے زوال وادبار کے اس دور میں، اخلاق کی پستی کے اس عہد میں، انتشار واختلاف اور باہمی تشتت وافتراق کے اس دور میں اور اخلاق کے فقدان کے اس زمانہ میں ایسی محیر العقول جامع کمالات شخصیت کا وجوداللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ پر لکھنے والے بہت کچھ لکھیں گے اورالفاظ کی حد تک بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ محمد بن یحییٰ نیشاپوری نے صحیح کہا تھا: لا یعرف قدر الغزالی من جاء بعد الغزالی۔ (وہ شخص غزالیؒ کی قدر کیا جانے جوامام غزالیؒ کے

بعد آیا ہو) ...... تاج الدین سبکیؒ نے اس پر مزید یہ اضافہ کیا ہے۔ الا ان یکون مثل الغزالی اوفوق الغزالی (الا یہ کہ وہ غزالیؒ کے ہم پلہ یا غزالیؒ سے اونچے درجے والا ہو)

حضرت کا ادراکِ نسبت یا ادراک کمالات درحقیقت ہم جیسے عقیدتمندوں کا منصب نہیں ہے اور نہ ان کے مریدین وتلامذہ اور جماعتی کارکنوں کے دائرہ علم میں ہے حضرت کی باطنی نسبت کا حق حضرت الامام لاہوریؒ، حضرت قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ، قائد قافلہ مولانا یوسف بنوریؒ، مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ ہی کو پہنچتا ہے۔

۱۸۵۷ء کے بعد دارالعلوم دیوبند کے قیام سے جس تعلیمی، دینی، روحانی اور اجتماعی تحریک کا آغاز ہوا تھا، اس کے لئے کئی انقلابوں اور ادوار کی تکمیل شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، قائد ملت مولانا مفتی محمود، ضیغمِ اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی اور قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمھم اللہ تعالیٰ سے ہو کر بالآخر ۱۹۹۴ء میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی پر اس کی انتہا ہوگئی۔ ۱۸۵۷ء کے بعد اس کی ابتدائی کڑی حضرت نانوتوی تھے جس سے اس نئے دور کا آغاز ہوا۔ درمیانی کڑی شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن، حضرت سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمھم اللہ تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا عبدالحق رحمھم اللہ بھی اسی سلسلۂ جہاد کی اہم کڑیاں تھیں، آخری کڑی حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی تھے

جو اپنے اسلاف کی طرح بزمِ علم و عرفان کی شمع روشن، محفل رُشد و ہدایت کے صدرِ نشین، میدانِ خدمت و سیاست کے شہسوار اور علم و عمل کی تمام خوبیوں سے آراستہ تھے۔ الغرض خصائص و کمالات کی ایک دنیا تھی جو اس جسدِ خاکی میں سمٹ گئی تھی۔

انہیں مرکزِ علم دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی و شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہم اللہ سے گہری محبت اور والہانہ تعلقِ خاطر تھا۔ مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ کے یومِ تاسیس سے وہ اس کی تعلیم و ترقی، ترقی و کمال اور خدمات پر خوش ہوتے تھے، دارالعلوم کے سالانہ جلسوں میں عوارض و امراض کے باوجود شرکت فرماتے تھے۔ جامعہ حقانیہ کے فضلاء سے انہیں قلبی شغف تھا، یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء جب ان کے ہاں دورۂ تفسیر کے لئے حاضر خدمت ہوتے تو پورے اہتمام اور ذاتی توجہ سے ان کے قیام اور آرام کا اہتمام فرماتے۔ ان کی خدمت و ضیافت کی بھرپور تاکید فرماتے، جامع مسجد دارالعلوم کے سنگ بنیاد کی تقریب میں اربابِ دل اور اساطینِ علم کے ساتھ انہوں نے بڑے اشتیاق و محبت سے شرکت فرمائی تھی۔ جب بھی ان کا صوبہ سرحد کا تبلیغی یا جماعتی دورہ بنتا تو دارالعلوم حقانیہ کے لئے خصوصیت سے وقت نکالتے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سے ملاقات و تبادلۂ خیال ہوتا تو دونوں بزرگوں کی والہانہ ملاقات اور باہمی مذاکرات میں ایک علمی و دینی اور روحانی کیف کا منظر دیدنی ہوتا۔ ''قِرَانُ السَّعْدَیْن'' کے اس دلکش نظارے کا تصور اب بھی دل و دماغ کو عجیب فرحت و سرور بخشتا ہے۔ دارالعلوم کے طلبہ کو اپنے علمی اور روحانی ارشادات سے مستفیض فرماتے، مئی ۱۹۷۶ء کو دارالعلوم تشریف لائے تو اپنے خطاب میں یہ پیش گوئی فرمائی کہ:

''یہاں سے ان شاء اللہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور اسلامی انقلاب کی لہریں اُٹھیں گی''۔

۱۹۷۷ء کے الیکشن میں جب اکابرِ جمعیت کے اصرار پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق الیکشن لڑ رہے تھے، مقابلہ میں وزیرِ اعلیٰ تھے، تمام حکومتی مشینری اور انتظامیہ ان کے اشارۂ ابرو پر چلتی تھی، بھٹو مرحوم کی پالیسی کے مطابق چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو بہرصورت کامیاب کرانا تھا۔ ابتدائی مراحل میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز کے کاغذات کے داخل کرانے اور انہیں رَدّ (Reject) کرانے میں حکومت کے تمام حربے ناکام رہے مگر پھر بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ جس کا دستِ قدرت ہر ووٹر کی پرچی پر پہنچتا ہو ووٹ کی پرچیاں اس کی چیرہ دستیوں سے کس طرح محفوظ رہ سکیں گی۔ اسی دوران مردِ قلندر حضرت درخواستی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کے کمرہ میں مراقبہ کیا اور فرمایا کہ میں نے حضرت شیخ الحدیث کے مدمقابل وزیرِ اعلیٰ کو گدھے پر سوار بھاگتے ہوئے دیکھا ہے، وہ فرار ہو گیا ہے، گدھے پر سواری ان کے آبائی پیشہ خرکاری سے مناسبت تھی، پھر ایسا ہی ہوا جو مردِ قلندر حضرت درخواستی نے پیش گوئی کی تھی، تینوں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کامیاب تھے، سرحد کے وزیرِ اعلیٰ بری طرح ناکام رہے۔ جب بھٹو مرحوم نے ان سے وجہ دریافت کی تو کہنے لگے میرا مقابلہ تو (بزعمِ قائل کے) پیغمبر (یعنی وارثِ پیغمبر) سے تھا، میں کس طرح جیت سکتا تھا؟ اس طرح درخواستی کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ہمہ صفت موصوف تھے، خطیب، مدبر، مصلح، روحانی پیشوا، سیاست دان، عالمِ دین...... غرض اس پیکر صدق و صفا میں خوبیوں کا اِک

جہان آباد تھا، سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ایک سچے اور عظیم مسلمان تھے، انہوں نے اپنے عہد میں زندگی کے ہر شعبے کے افراد کو متاثر کیا، مختلف الخیال اور متضاد طبیعتوں کے حامل افراد کو مجتمع کر کے نہ صرف انہیں ہم خیال بنایا بلکہ ان کے قدم ان کے ہاتھ اور افراد و اقوام کو ملا کر سرفروشوں اور بہادروں کا ایک قافلۂ جمعیت تشکیل دیا۔

ان کی عظیم مساعی اور ان کا لازوال تاریخی کارنامہ حکمرانوں کے شب خون کا شکار رہا اور جس مملکت کے قیام و استحکام اور جس ملت کے اتحاد و عروج کے لئے اور جس گلشن کی آبیاری کیلئے انہوں نے اپنا سب کچھ نثار کر دیا، اس کے ضمیر فروش اور چھچھورے حکمرانوں تیرہ باطن تاریخ نویسوں، مفاد پرست طالع آزماؤں، قلم فروش صحافیوں اور امریکی ایجنڈے پر کاربند جرنیلوں نے انہیں کنج عزلت میں دھکیل دینے کی مذموم کوششیں کیں مگر .... ؎

فَالْخَیْلُ وَ اللَّیْلُ وَ الْبَیْدَاءُ تَعْرِفُنِیْ
وَالسَّیْفُ وَالرُّمْحُ وَالْقِرْطَاسُ وَالْقَلَمُ

پس گھوڑا، رات، میدان، تلوار، نیزہ، کاغذ اور قلم سب مجھے پہنچانتے ہیں۔

آپ نے مخالفت و مزاحمت کے طوفانوں میں چراغِ حق جلائے رکھا جس کی حقیقت افروز روشنیوں کے سامنے شرار بولہبی ہمیشہ دم توڑتے اور خائب و خاسر ہوتے رہے۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی وفات سے ایک عہد اور ایک تاریخ اور ایک صدی کا خاتمہ ہوگیا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ ملک بھر میں دینی مدارس کا قیام و استحکام، سرپرستی و معاونت اور خاص کر جمعیت علماءِ اسلام کی تنظیم، تحریک، قیادت،

امارت اور سرپرستی ہے۔ حضرت لاہوریؒ کی وفات سے لے کر اب تک جمعیت علماءِ اسلام نے ان کی رہنمائی قیادت اور امارت میں مؤثر کردار ادا کیا۔

الغرض مردِ حق آگاہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی حقانیت کے ترجمان اور علمی و روحانی دنیا کا سرمایۂ افتخار تھے، ان کا بدل اور نظیر چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آئے گا کہ اس دور میں ایسے وسیع النظر، حق پرست اور اتحادِ اُمت کے داعی علماء تو کیا ان سے بہت کم درجے کے اصحابِ علم و دانش کا وجود بھی عنقا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ حق تعالیٰ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو ان علمی اور روحانی عظمتوں کی طرح وہاں بھی بلند اور ارفع درجات سے نوازے اور ان کی برکات سے ان کی اولادِ صالح، پسماندگان، متعلقین و متوسلین اور جماعتی کارکنوں کو سرفراز فرمادے۔

اَللّٰهُمَّ اَفِضْ عَلَيْهِ مِنْ شَآبِيْبِ رَحْمَتِكَ وَ عَفْوِكَ

وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاسْتَفِضْنَا مِنْ عُلُوْمِهٖ وَ بَرَكَاتِهٖ۔ (آمین)

☆

[1] میری مندرجہ بالا تحریر ماہنامہ انوار القرآن کراچی کی خصوصی اشاعت حافظ الحدیث نمبر میں جبکہ اس سے قبل ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں بطور اداریتی کالم شائع ہوئی۔ (ع ق ح)

باب : ا

سلسلۂ نسب، ولادت، والدین، تحصیلِ علم، تزکیہ وتربیت اور اساتذۂ کرام

سلسلۂ نسب، خاندانی پسِ منظر :

اسلام نے خاندان، مال و دولت اور زمین و جائیداد کو عزت اور کامیابی کا معیار نہیں ٹھہرایا بلکہ فرمایا : اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ (الحجرات)

(اللہ کے نزدیک شریف ومعزز وہ ہے جو زیادہ متقی ہے)

قرآنِ کریم نے واضح کیا ہے کہ ربّ ذوالجلال نے سب انسانوں کو ایک ہی ماں اور باپ سے پیدا کر کے سب کو بھائی بھائی بنادیا ہے، مگر پھر اس کی تقسیم مختلف قوموں، قبیلوں میں جو حق تعالیٰ ہی نے فرمائی ہے، تو اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کا تعارف اور شناخت آسان ہوجائے۔ مثلاً ایک نام کے دو شخص ہیں تو خاندان کے تفاوت سے ان میں امتیاز ہوسکتا ہے، اور اس سے دور اور قریب کے رشتوں کا علم ہوسکتا ہے۔ نسبی قرب وبُعد کی مقدار پر ان کے حقوقِ شرعیہ ادا کیے جاسکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ نسبی تفاوت کو تعارف کے لئے استعمال کرو، تفاخر کے لئے نہیں۔

مولدو مسکن :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے ایک علمی، دینی، روحانی اور دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ان کی جائے پیدائش بستی ''درخواست'' ہے۔

جنوبی پنجاب کے آخری دہانے پر خانپور کٹورہ شہر ہے۔ اس کے مضافات میں شمال کی طرف تقریباً بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر ''درخواست'' نام کی بستی ہے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہٗ کا مولد اور جائے پیدائش یہی بستی اور یہی گاؤں ہے، جس کی طرف نسبت کے حوالے سے آپ درخواستی کہلاتے تھے اور اب حضرت کا سارا خاندان اپنے آپ کو درخواستی کہتا، لکھتا اور کہلواتا ہے۔ حضرت کے علوِ مرتبت کی بناء پر درخواستی کہنا اور لکھنا اب پورے خاندان کے لئے سرمایۂ افتخار ہے۔

''درخواست'' اگرچہ جدید ذرائع ابلاغ اور نشریات کی اعلیٰ سہولتوں سے محروم ہے لیکن مردم خیزی میں وہ کسی بھی ترقی یافتہ شہر سے پیچھے نہیں رہا۔ یہاں ملی، دینی، روحانی، ادبی اور سیاسی اعتبار سے جاندار، باوقار اور ایک عظیم یادگار ''شخصیت'' نے جنم لیا۔ ایسا کون صاحبِ علم، صاحبِ ذوق ہے جو مردِ قلندر حضرت درخواستی کی علمی و روحانی عظمت اور پیغامِ درد و سوز سے آگاہ نہ ہو؟ وہ کونسا اہلِ دل ہے جس نے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی ضرب لا الٰہ سے اپنے اندر ارتعاش محسوس نہ کیا ہو؟ جس مردِ فقیر کی نسبتوں نے ''درخواست'' جیسے ویران اور گمنام بستی کو اپنی نسبت کے حوالے سے انقلاب اور تصوف کا گہوارہ بنا دیا، یہی وہ خطہ ہے جس نے اپنی گود میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی پرورش کی۔

والد ماجد :

• مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کے والد ماجد کا نام میاں جی محمود الدین تھا۔
مولانا منظور احمد نعمانی آف ظاہر پیر لکھتے ہیں :

''بستی'' درخواست'' کے چار میاں جی ایسے پاکباز انسان تھے کہ ان کی معصومانہ صورتیں اور پاکیزہ سیرتیں اہلِ علم وعمل کے لئے قابلِ رشک تھیں۔ چاروں حضرات بانی دین پور شریف اعلیٰ حضرت خلیفہ غلام محمد صاحبؒ سے بیعت تھے۔ انہوں نے اپنی زندگیاں خدمتِ قرآن کے لئے وقف کردی تھیں اور حسبۃً للہ قرآنِ پاک کی تعلیم دیتے رہے۔ ہزاروں حفاظ ان سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اُن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں :

(۱) میاں جی محمود الدین (مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کے والد ماجد)
(۲) میاں جی خیر محمد (جو کہ عمر بھر دین پور شریف میں پڑھاتے رہے)
(۳) میاں جی احمد دین (ہزاروں حفاظ کے اُستاذ)
(۴) میاں جی محمد یوسف (مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کے ماموں)''۔

(ماہنامہ انوار القرآن' حافظ الحدیث نمبر ص: ۲۵۷)

نیت میں اخلاص نہیں رہے گا :

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کے والد ماجد میاں جی محمود الدین کے بارے میں مولانا منظور احمد نعمانی لکھتے ہیں :

'' میاں جی محمود الدینؒ کو اعلیٰ حضرت دین پوریؒ کی صحبت نے ولایتِ کاملہ کے مقام پر پہنچادیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پیکرِ اخلاص تھے۔ ان کے تقویٰ اور اخلاص کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ نمازِ جمعہ دین پور شریف

اپنے شیخ کی اقتداء میں ادا کرتے تھے۔ایک دن نمازِ جمعہ کی تیاری کر رہے تھے،اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ خان پور سے گھر کے لئے نمک بھی لیتے آئیں۔آپ نے فرمایا کہ میں فقط نمازِ جمعہ کی خاطر جا رہا ہوں اگر نمک کا ارادہ بھی ساتھ کرلوں تو نیت میں اخلاص نہیں رہے گا،اور شرک لازم آئے گا بقولِ کسے .... ؎

بر دِل سالک ہزاراں غم بود
گر زباغِ دل خلالے کم بود

پھر فرمایا: آج فقط جمعہ کے لئے جا رہا ہوں،دوسرے دن نمک لینے جاؤں گا۔۔یاد رہے کہ بستی "درخواست" سے خان پور تقریباً بارہ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ایسے پاکباز کے گھر علم و معرفت کا ایسا آفتاب طلوع ہوا جس نے اپنی تابانی سے اطرافِ عالم کو روشن کردیا .... ؎

کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستورِ میخانہ

(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۵۷)

پیدائش :

محرمِ رازِ شریعت مردِ قلندر مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی ولادت باسعادت محرم الحرام ۱۳۱۳ھ بروزِ جمعۃ المبارک اپنے آبائی گاؤں بستی "درخواست" میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم :

قرآنِ مجید کی تعلیم اور ابتدائی تربیت مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور نو برس کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کرلیا۔محترم حامی عبیدی

مصنف ''یدِ بیضا'' لکھتے ہیں :

'' آپ کے والد ماجد میاں جی محمود الدین نہایت کامل بزرگ اور باخدا انسان تھے، حضرت دین پوریؒ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ ہونہار بچے کی تعلیم وتربیت ابتداء ہی سے حضرت دین پوری کے صلاح ومشورہ اور توجہ سے ہوئی۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا''۔ (ص:۲۹۲)

مزید تحصیلِ علم کے لئے آپ دین پور تشریف لے آئے۔ یہاں متوسطات اور درجاتِ علیا کی تعلیم حاصل کی اور یہیں دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ کچھ عرصہ مہند شریف میں بھی پڑھا اور ایسے ایک آدھ سال احمد پور شرقیہ میں پڑھتے رہے۔ البتہ نحو کے لئے اپنے زمانہ کے امام النحو مولانا غلام رسول پونٹوی کے ہاں تشریف لے گئے اور علم نحو میں عبور حاصل کیا، مزید تفصیل تذکرۂ اساتذۂ کرام میں آرہی ہے۔

اساتذۂ کرام :

مندرجہ ذیل علماءِ کرام اور مشاہیر اہلِ علم سے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے علمی، عملی اور تربیتی استفادہ کیا اور ان کے آگے زانوئے تلمذتہ کیا۔

(۱) میاں جی حافظ محمود الدین ...... جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

(۲) الشیخ احمد بخش صاحب ...... ان سے حضرتؒ نے خوش نویسی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

(۳) حضرت مولانا قادر بخش صاحب ملک پوری، ان سے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے وسطانی درجات تک تعلیم حاصل کی۔

(۴) حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ ...... یہ نحو کے امام تھے۔ یہ مولانا غلام

رسول کالا کے نام سے بھی مشہور تھے۔ موصوف کا علمی شہرہ دارالعلوم دیوبند تک پہنچا ہوا تھا۔ اپنے طلباء کو دورۂ حدیث کے لئے دیوبند بھیج دیتے۔ دارالعلوم دیوبند میں ان کے طلباء کو بغیر امتحان کے دورۂ حدیث میں داخلہ مل جاتا۔ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے صرف ونحو میں مہارت پیدا کرنے کے لئے مولانا کی شاگردی اختیار کی۔

(۵) استاذِ جلیل مولانا الٰہی بخش صاحب ...... اپنے زمانہ کے مشہور استاذ تھے۔ ان کے تلامذہ میں (۱) شیخ ابومحمد عبدالحق المحدث، شیخ الحدیث ''دارالحدیث'' دارِ ارقم بن الارقم، مؤلف شرح اوسط تین جلد (شرح بخاری شریف)۔(۲) الشیخ خیر محمدؒ، مدرسِ حرم شریف۔ (۳) حضرت مولانا حبیب اللہ گمانوی مؤسس جامعہ انواریہ طاہر والی بہاولپور۔

ان ہی مولانا الٰہی بخش صاحب کی بیٹی ''غلام عائشہ'' کا نکاح بچپن میں ''عبد الرزاق'' سے ہوا جو جوان ہو کر قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا اور مرزائی بن گیا تھا۔ مولانا نے دختر غلام عائشہ کے نام سے احمد پور شرقیہ کی عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ کر دیا جو بعد میں بہاولپور کی عدالتِ عالیہ میں فسخِ نکاح اور مرزائیت کے کفر پر منتج ہوا۔ اسی مقدمہ کیلئے شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبند سے تشریف لائے تھے۔

(۶) حضرت مولانا عبدالغفور حاجی پوریؒ ...... شاگردِ رشید حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اسیرِ مالٹا، مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے ان سے علمِ فقہ اور حدیث پڑھی۔

(۷) حضرت مولانا غلام صدیق صاحب ...... شیخ الحدیث مدرسہ قادریہ

راشدیہ دین پور شریف تلمیذِ شیخ المحدثین علامہ محمد انور شاہ محدث کشمیریؒ۔
ان سے حضرت نے بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس لیا۔
معروف شخصیت علامہ عبدالرشید نسیم طالوت جو علامہ طالوت کے نام سے
بھی معروف ہیں لکھتے ہیں :
"جب یہ معلوم ہوا کہ "درخواست" بہاولپور کے مضافات میں سے ہے
اور مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا تعلق صوری ومعنوی لحاظ سے حضرت دین
پوری کے ساتھ ہے تو اور زیادہ خوشی محسوس ہوئی اور جب یہ معلوم ہوا کہ
مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا تلمذ راقم کے دادا خسر حضرت مولانا
عبدالغفور صاحب حاجی پوری اور حضرت مولانا غلام صدیق صاحب
حاجی پوری سے ہے تو یہ ربطِ قلبی اور بھی بڑھ گیا۔
(ماہنامہ انوار القرآن" حافظ الحدیث نمبر" ص:۴۱۶)

(۸) امام المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ واں بھچراں میانوالی' فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے شاگرد ہیں ۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے ان سے ترجمہ وتفسیر القرآن الکریم پڑھا۔

حضرت دین پوریؒ سے نسبت وافادہ :

برصغیر پاک و ہند میں دارالعلوم دیوبند کے بعد جہاد اور تحریک آزادی و حریت کا دوسرا بڑا مرکز دین پور شریف تھا۔ جہاں علماء ومحدثین کے علاوہ قطبِ وقت حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ کی سلسلۂ راشدیہ قادریہ کی عظیم خانقاہ بھی تھی ۔ یہاں تعلیم وتعلم، تزکیۂ قلوب کے علاوہ حریت وآزادی کا سبق بھی ملتا تھا اور جہاد فی سبیل اللہ کی عملی مشق اور ٹریننگ بھی دی جاتی تھی ۔اس عظیم الشان ہمہ جہتی دینی

مرکز میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کے حوالے سے سیرت نگار اقبال محمد صدیقی صاحب لکھتے ہیں :

"ابتداء ہی سے احادیثِ نبوی ﷺ یاد کرنے کا از حد شوق تھا۔ چنانچہ معمول بنا کر روزانہ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ عالی مرتبت حضرت دین پوریؒ پوچھتے "مولوی عبداللہ! آج کیا پڑھا ہے"۔ آپ چند احادیثِ نبویہ مع ترجمہ سناتے تو حضرت دین پوریؒ پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ مردِ قلندر حضرت درخواستی کی ترقی حافظہ، ذہنی آسودگی اور درازیٔ عمر کی دعا فرماتے جو بارگاہِ قدس میں قبول ہوئی اور آنے والے وقت میں آپ واقعی حافظ الحدیث اور عالم باعمل بنے"۔ (ماہنامہ انوار القرآن "حافظ الحدیث نمبر" ۲۳۸)

تکمیلِ تعلیم و دستارِ فضیلت :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے حصولِ علم کے لئے بہت محنت کی۔ مختلف اساتذۂ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔ ایسے ہی علمی تشنگی کی سیرابی کے لئے کسی ایک مدرسۂ علم یا کسی ایک جگہ پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ازدیادِ علم کے لئے جہاں کہیں علم و معرفت کا چشمۂ صافی اور بحرِ علم موجزن پایا وہاں پوری تڑپ کے ساتھ پہنچے، بستی درخواست، بستی کھنڈر والی، مہند شریف، احمد پور شرقیہ اور ہمہ جہتی دینی مرکز دین پور شریف قابلِ ذکر ہیں۔

اطراف و اکناف سے حصولِ علم کے بعد مرکز دین پور پہنچے۔ یہیں درجہ علیا کی کتابیں پڑھیں اور دورۂ حدیث شریف سمیت تعلیم کی تکمیل بھی یہیں ہوئی۔ قبلہ اعلیٰ

حضرت خلیفہ غلام محمد صاحبؒ دین پور کے زیرِ سایہ رہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تصوف وتزکیہ کے مراحل بھی یہیں طے ہوئے۔ حضرتؒ کی بابرکت صحبت نے آپ کو کندن بنا دیا اور سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور دین پور شریف کے اسی مدرسہ ''راشدیہ قادریہ'' میں تکمیلِ تعلیم پر دستار بندی ہوئی اور حضرت خلیفہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے سر سے دستار اُتار کر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے سر کی زینت بنائی۔ اللہ اکبر! حضرت عزیز الحسن مجذوب نے کیا خوب کہا ہے .... ؎

ساقی نے بدل ڈالی دنیا مری ہستی کی
آنکھیں ہیں کہ میخانے ، دل ہے کہ پری خانہ

''یدِ بیضاء'' کے مصنف حاجی عبیدی صاحب مرحوم لکھتے ہیں :

''دورۂ حدیث شریف کی تکمیل دین پور شریف میں حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام صدیق صاحب حاجی پوریؒ کے ہاں ہوئی۔ دستار بندی کے موقع پر حضرت دین پوری نے کمالِ شفقت فرماتے ہوئے اپنی دستارِ مبارک آپ کے سر پر رکھی اور ارشاد فرمایا کہ آئندہ آپ تعلیم وتدریس کا کام کیا کریں''۔

(ص:۲۹۲)

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی سندحدیث :

☆ ساقیِ کوثر، شافعِ محشر، امام الانبیاء، سرتاج الرسل، خاتم النبیین، سرکارِ دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و الہ وسلم۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما۔

☆ حضرت ابی قابوس مولی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما۔

شیخ عمرو بن دینار
شیخ سفیان بن عیسیٰ
شیخ عبدالرحمٰن بن بشیر بن الحکیم الصدری
شیخ ابو حامد احمد البزاز
شیخ ابو طاہر محمد بن محسن الزمادنی
شیخ ابو صالح احمد بن مالک الموذن
شیخ ابو سعید اسماعیل بن ابی صالح نیشاپوری
شیخ الحافظ ابوالفرج ابن الجوزی
شیخ نجیب الدین عبداللطیف حرانی

شیخ ابی الفتح محمد بن المبردی
شیخ ابی الحامد المطری
شیخ علامہ برہان الدین الابناسی
شیخ حافظ الرحلۃ تقی الدین بن محمد فہد الہاشمی العلوی
شیخ عبدالقادر بن عبدالعزیز بن فہد
شیخ عبدالرحمٰن بن فہد مکی
شیخ قاضی بہلول بدخشانی
امام الہند شیخ احمد الفاروقی سرہندی (مجدد الف ثانی)
شیخ محمد سعید

شیخ عبدالاحد
شیخ حاجی محمد افضل
شیخ الامام المجدد شاہ ولی اللہ دہلوی
شیخ شاہ عبدالعزیز دہلوی
شیخ شاہ محمد اسحٰق دہلوی
شیخ شاہ عبدالغنی
شیخ مولانا محمد قاسم نانوتوی
شیخ مولانا رشید احمد گنگوہی
شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی
شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی
شیخ علامہ انور شاہ کشمیری
شیخ الحدیث مولانا غلام صدیق حاجی پوری
شیخ الاسلام حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ

☆

باب : ۲

مخزن العلوم کا قیام، ذوقِ تدریس، اشتغال بالحدیث، تدریسِ تفسیر قرآن اور تلامذہ

معلمِ انسانیت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

"بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً"۔ (پہنچادو مجھ سے اگرچہ وہ ایک آیت ہی ہو)

اگر کوئی زیادہ نہیں کم از کم ایک آیت، ایک مسئلہ یا ایک حکم ہی جانتا ہے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ عالی کے مطابق پابند ہے کہ اسے آگے دوسرے مسلمان تک پہنچادے۔ اسی فرمانِ عالی کا تواتر ہے کہ آج دنیا کے اندر جس قدر علومِ اسلامیہ اشاعت پذیر ہیں، کوئی دوسرا مذہب اس کا شریک وسہیم نہیں، بلکہ دوسرے مذاہب کے علوم کو اسلامی علوم کے ساتھ اشاعتی جہت میں عُشرِ عشیر کی نسبت بھی نہیں۔ اسلامی علوم نبوت کی میراث ہیں جو قدردانی کے ساتھ ان کے حصول میں لگ جائے گا وافر حصہ پالے گا، کسی کیلئے کوئی روک نہیں! کوئی مستثنٰی نہیں ......

ع جو بڑھ کر اُٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری نور اللہ مرقدہٗ نے مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو فراغت تحصیل علومِ نبوت کے وقت اپنی دستار ان کے زیبِ سر کرتے ہوئے یہی نصیحت فرمائی تھی کہ : ”آئندہ آپ تعلیم وتدریس کا کام کیا کریں“۔

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے اپنے شیخ کے حکم کو سرآنکھوں پر رکھتے ہوئے اپنے آبائی گاؤں بستی ”درخواست“ میں ”مخزن العلوم“ کے نام سے ایک مدرسہ قائم فرمایا۔ یہی ننھا سا علمی پودا خانپور شہر منتقل ہو کر تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا اور اب تک پوری آب وتاب کے ساتھ قائم ودائم ہے۔

صبح سے عشاء تک تدریس :

ڈاکٹر محمد ظفر اللہ شفیق صاحب لکھتے ہیں :

”مردِقلندر حضرت درخواستیؒ ایک مستعد، محنتی اور جفاکش مدرّس تھے۔ آپ نے ستر (۷۰) برس تدریسی فرائض نہایت ہمت اور استقامت سے نبھائے۔ آغاز میں کافی مدت تک درسِ نظامی کے تمام اسباق خود پڑھاتے رہے۔ بعض اوقات آپ اکیلے ہوتے اور درسِ نظامی کی تمام کتب آپ کے زیرِ درس ہوتی تھیں۔ تہجد کی نماز کے بعد آپ تدریس کا آغاز فرماتے اور نمازِ عشاء تک یہ سلسلہ وقفے وقفے سے جاری رہتا۔ مدرّس ایک، طلباء اور اسباق زیادہ۔ گویا ایک انار سو بیمار کا معاملہ ہوتا تھا“۔

(ماہنامہ انوار القرآن ”حافظ الحدیث نمبر“ ص:۳۴۴)

مخزن العلوم کا قیام :

پروفیسر حافظ بشیر حسین صاحب لکھتے ہیں :

آپ نے فراغت کے بعد حضرت دین پوریؒ کے حکم کی تعمیل میں ۱۳۵۴ھ میں ''مخزن العلوم'' کے نام پر اپنے گاؤں ''درخواست'' میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اور بارہ سال تک اسی مدرسہ میں لوجہ اللہ تعلیم وتدریس میں مشغول رہے۔ یہاں درسِ نظامی کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں، مگر جگہ تنگ پڑ جانے کی وجہ سے آپ نے ۱۳۶۶ھ میں حضرت دین پوری کے حکم سے شاہی مسجد عیدگاہ خانپور شہر میں مدرسہ کو منتقل کر دیا۔

(ص ۳۹۸)

اپنے مدرسہ مخزن العلوم میں درجۂ کتب کے آپ تنہا مدرّس تھے۔ تمام درجات کے طلباء کو اکیلے آپ ہی پڑھایا کرتے تھے۔

سبق بھی جاری رہتا اور سیر بھی :

مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں :

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے بحیثیتِ مدرس، مفسر، محدّث کے سالہا سال تک پڑھایا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ تن تنہا فنون کی چالیس چالیس کتابیں پڑھاتے رہتے اور بعض اوقات صبح شروع فرماتے اور عصر تک مسلسل پڑھاتے ہی رہتے۔ عصر کی نماز کے بعد سیر کے لئے نکلتے تو شاگرد بھی ساتھ ہوتے۔ کتب طلباء کے ہاتھ میں ہوتیں، طلباء عبارت پڑھتے آپ انہیں سبق پڑھاتے جاتے، سبق بھی جاری رہتا اور سیر بھی ہو جاتی۔ (ص ۴۵۷)

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کا محبوب مشغلہ :

مردِقلندر حضرت درخواستی کی زندگی کا محبوب مشغلہ کتبِ فقہ اور دوسرے فنون کی تدریس کا تھا لیکن اس سے محبوب ترین اور عزیز ترین احادیثِ مبارکہ کی

تدریس اوران کا درس تھااور یہی وہ گنجِ گرانمایہ ہے جس کی نسبت سے آپ معروف تھے، یہی آپ کی پہچان تھی اور تمام زندگی آپ کی قال اللہ اورقال الرسول پڑھاتے گذری ......۔

جب وہ سناتے تھے قولِ رسولؐ
اُن کے ہونٹوں سے جھڑتے تھے پھول !

نجی مجلس ہو یا بزمِ آرائی ہو، سفر ہو یا حضر، تقریر ہو یا عام گفتگو، زبان پر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہوتا اور کبھی ''شان والے میؐ نے فرمایا'' ہوتا احادیث پر احادیث پڑھتے جاتے آنکھیں پُرنم ہو جاتیں، خود بھی روتے دوسروں کو بھی رُلاتے ......۔

اب تو میں ہوں اور شغلِ یادِ دوست
سارے جھگڑوں سے فراغت ہوگئی

ذوقِ حدیث کا غلبہ :

مولانا زاہدالراشدی مدظلہٗ فرماتے ہیں :

''وہ (مردِ قلندر حضرت درخواستی) اپنے ذوق کے لحاظ سے ''فنافی الحدیث'' تھے۔رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو یاد کرنا، ہر وقت ان کا تذکرہ کرتے رہنا اور ہر موقع پر جنابِ نبی اکرم ﷺ کی کوئی نہ کوئی حدیث سنا دینا، ان کے مزاج کا حصہ بن گیا تھا۔انہیں ''حافظ الحدیث'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور بلاشبہ انہیں اپنے معاصرین میں سب سے زیادہ احادیث یاد کرنے کا شرف حاصل تھا۔(ص:۲۳۲)

حضرت مولانا فداء الرحمان درخواستی فرماتے ہیں :

دستر خوان پر بعض مرتبہ اپنے ہاتھوں سے دوسرے ساتھیوں کے منہ میں لقمہ ڈال دیتے اور خود احادیثِ مبارکہ پڑھ پڑھ کر سناتے رہتے۔ (ص:۳۰)

شان والے نبی ﷺ کا فرمان ضرور سناتے :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے دل میں احادیث کی محبت رچی بسی ہوئی تھی، کوئی کتنا ہی قد کاٹھ کا کیوں نہ ہوتا، علمی طور پر کتنی قد آور شخصیت کیوں نہ ہوتی، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ پر اثر انداز نہ ہوتی اور حضرت جس حال میں ہوتے صحت میں ہوتے یا مرض میں، گھر میں ہوتے یا ہسپتال میں جو مجلس میں آتا اور ملاقات کیلئے آتا اسے شان والے نبی ﷺ کا فرمان ضرور سناتے اور وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا......

جس پر نگاہ کی وہی سرشار ہوگیا　　　　تیری نگاہِ ناز پہ دوار ہوگیا

حدیثِ یار ﷺ سے والہانہ تعلق :

ڈاکٹر پروفیسر احمد خان (اسلام آباد) لکھتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سے آخری ملاقات میو ہسپتال لاہور کے اسپیشل وارڈ میں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر عبد الواحد ہالیپوتہ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل) سے حضرتؒ کی علالت کا تذکرہ ہوا تو وہ بھی تیار ہوگئے۔ حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم، جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ اور ناچیز ایک ہی فلائٹ سے لاہور روانہ ہوئے۔ جناب جسٹس ڈاکٹر منیر احمد مغل صاحب لاہور ائیر پورٹ پر منتظر تھے۔ لاہور ائیر پورٹ سے سیدھے ہسپتال پہنچے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی بیماری کی وجہ سے کافی کمزور تھے، مگر جب احادیثِ مبارکہ سنانا شروع ہوئے تو جوانی کا عالم محسوس ہوتا تھا۔ آواز اور حافظے میں ذرا بھی کمی کا شائبہ

تک نہ تھا۔ حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم نے علالت کی بنا پر درخواست کی کہ حضرت دعا فرمائیں، مہمان اجازت چاہتے ہیں۔ حضرتِ اقدس نے اجازت دیدی ورنہ احادیثِ مبارکہ کا یہ درس جاری رہتا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۲۷۹)

احادیثِ مبارکہ سے عشق، تعلقِ خاطر، وارفتگی اور شیفتگی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی بحرِ علومِ نبوت کے شناور تھے۔ نازشِ دوراں فخرِ رسل ﷺ کے چشمۂ صافی سے روحانی جام پئے ہی نہیں جام پہ جام لنڈھائے ہوئے تھے تو کیوں نہ "حدیثِ یار" پر مست ہوں۔

علامہ زاہد الراشدی، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا اپنا فرمودہ نقل کرتے ہیں :

"وہ (مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ) خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرتا ہوں اور ان کی احادیثِ شریفہ سُنا تا ہوں تو مجھے وقت کا ہوش نہیں رہتا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۲۷۹)

احادیثِ مبارکہ سے عشق اور لگاؤ کی ایک مثال :

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) فرماتے ہیں :

"ایک دفعہ مسجدِ نبوی شریف میں مردِ قلندر حضرت درخواستیِ فرمانے لگے کہ جب کسی آیتِ مبارکہ میں کوئی اشکال پیش آتا، اسی آیت کو پڑھتا رہتا اور خانہ کعبہ کے سراپا جلال و جمال کو دیکھتا رہتا۔ اشکال خود بخود رفع ہوجاتا تھا اور جب کسی حدیث میں اشکال سامنے آتا، روضة من رياض الجنة میں بیٹھ کر اس حدیث کو

پڑھتا، اشکال دور ہو جاتا، یا گنبدِ خضراء پر نگاہ ڈالتا تھا اور حدیث مبارک پڑھتا تھا، اشکال دور ہو جاتا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۰۴)

سفر میں حدیث سنانے کا معمول :

صاحبزادہ سعید الرحمٰن درخواستی لکھتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب بھی سفر فرماتے۔ آپ کے ساتھ جو احباب و مریدین ہوتے۔ آپ ان سے فرماتے کہ ایک حدیث سن لو، جب حدیث شریف سنا لیتے تو پھر فرماتے، حدیث سن لو۔ اس طرح اختتامِ سفر تک حدیثیں سناتے رہتے تھے۔ احادیثِ مبارکہ سناتے وقت ایسا محسوس ہوتا تھا، جیسا کہ اب ان کو ان کی مرغوب چیز میسر آ چکی ہے۔ حضرت جب بھی دعا فرماتے تو گھنٹوں حدیثِ نبوی ﷺ سے ثابت ماثور دعائیں پڑھتے رہتے تھے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۴۷۷)

قرآن مجید کے بعد احادیثِ رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ ہے۔ حدیث وحیِ الٰہی کا دوسرا درجہ ہے، اس کا احترام انتہائی ضروری ہے۔ اس کو بغیر وضو کے پڑھنے سے علماء نے منع کیا ہے، وگرنہ حدیث کی خیر و برکات حاصل نہ ہوں گی۔ امام دارالہجرۃ مالک بن انس جب حدیث کا درس دینے آتے تو اُجلا لباس زیبِ تن فرماتے، عمدہ خوشبو استعمال فرماتے اور پورے وقار و تمکنت کے ساتھ درسِ حدیث کے لئے جلوہ افروز ہوتے۔ حدیث کی طرف پوری توجہ اور مکمل انہماک ہوتا۔ ایک مرتبہ فرمایا :

"عبداللہ بن المبارک جو امام مالک کے شاگرد ہیں، حدیث، فقہ، تفسیر اور

قراءت کے بڑے امام ہیں، علماء کے طبقہ میں ایسے مشہور ہیں کہ ان کی شہرت، تعریف اور توصیف سے بالکل مستغنی کرتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، تو وہ روایتِ حدیث فرمارہے تھے۔ ایک بچھو نے نیش زنی شروع کی، تو شاید دس مرتبہ آپ کو کاٹا، اس کی تکلیف کے سبب امام صاحب کا چہرہ کچھ متغیر ہوکر مائل بہ زردی ہوجاتا تھا، مگر امام صاحب نے درسِ حدیث کو قطع نہیں فرمایا اور نہ کچھ لغزش آپ کے کلام میں ظاہر ہوئی۔ جب مجلسِ حدیث ختم ہوئی اور سب آدمی چلے گئے، تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آج آپ کے چہرہ پر کچھ تغیر محسوس ہوتا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا: بیشک تمہارا خیال صحیح ہے اور پھر تمام واقعہ ان سے بیان کر کے فرمایا کہ میرا اس قدر صبر کرنا، اپنی طاقت وشکیبائی کی بناء پر نہ تھا بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا"۔

(بستان المحدثین مؤلفہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی ص:۴۰)

ادب واحترام حدیث :

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ درس میں حدیث کے آداب وحقوق اور احترام کو پورے طور پر ملحوظ رکھتے۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ڈاکٹر مولانا عبدالرزاق سکندر فرماتے ہیں :

"اُس دور میں زندگی کی جدید آسائشیں میسر نہیں تھیں، کمرے ٹھنڈے کرنے والے کولر اور ائرکنڈیشنز وغیرہ کا تصور تک نہ تھا لیکن مخزن العلوم خانپور میں شائقین علم ڈیرے ڈالے رہتے۔ شدید گرمی اور تپتے ہوئے موسم میں بھی مردِقلندر حضرت درخواستی پانچ چھ گھنٹے تک مسلسل بیٹھ کر پڑھاتے۔ مگر حدیثِ نبوی علی

صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلو تک نہ بدلتے۔ جون' جولائی کے مہینوں میں بھی جب دھوپ کی تمازت نا قابلِ برداشت ہو جاتی' تو پانی میں کپڑا بھگو کر حضرتؒ اپنے سر اور شانوں پر اوڑھ لیتے اور ہمارا کوئی ہم سبق ساتھی یا حضرتؒ کا خادم کھڑا ہو کر ہاتھ کا پنکھا جھلتا رہتا اور حضرت پڑھاتے رہتے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۳۶۸)

ذوقِ حدیث :

ذوق اور چسکا ایک ایسی چیز ہے، جب تک طبیعت کو اس کی تسکین کا سامان میسر نہ آئے تو قرار نہیں آتا اور جب یہ ذوق ملکۂ راسخہ کی شکل اختیار کر لے تو اب اگر تسکینِ ذوق کی چیز طبیعت کو نہ مل پائے تو بے اطمینانی، بے چینی اور بے کلی مزید بڑھ جاتی ہے۔ معاملہ جب تسکینِ ذوق اور تسکینِ دل کا ہو تو تقریرِ ناصحانہ تو دور کی بات ہے، اندازِ ناصحانہ بھی بھلا نہیں لگتا۔ یہی کچھ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ فرماتے ہیں ......

ربط و ضبط اپنا کچھ ایسا پڑا پیمانوں سے
کچھ تعلق ہے یگانوں سے نہ بیگانوں سے

کیا کہوں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا ذوق اشتغالِ حدیث کا تھا اور اپنے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے میٹھے بول سنانے کا تھا۔ ''شان والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کے فرمانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کر کے جمالِ نبوت کو آشکارا اور عام کرنے کا ذوق تھا اور اس دن بنتی نہیں تھی۔

مولانا عبدالشکور خیر پوریؒ تحریر فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ نے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو جو علومِ نبوت کا ذوق وشوق عطا فرمایا تھا، وہ اس میں اپنی مثال آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ: ''جب تک میں حدیث کا متن نہ پڑھوں' اس وقت تک حدیث بیان کرنے میں مجھے لطف نہیں آتا''۔

گھنٹوں گھنٹوں احادیث کا متن پڑھ کر سامعین کو محظوظ فرماتے تھے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۴۸۴)

حافظ الحدیث اسمِ عَلَم بن گیا:

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہٗ کے لئے ''شیخ الحدیث'' کا لقب موزوں ہوا۔ یہ گویا ان کا نام ہوگیا۔ برصغیر میں جب ''حضرت شیخ الحدیث'' کہا جاتا ہے تو ذہن فوراً حضرت شیخ زکریاؒ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ سہارنپوری اپنی ''آپ بیتی'' میں ایک جگہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے نام کا تار آیا۔ اس پر ایڈریس فقط یہ درج تھا۔ ''شیخ الحدیث سہارنپور'' ڈاکیا نے تار آپ تک پہنچادیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت تھی جو انہیں حاصل تھی۔ پاکستان میں بھی لفظِ ''شیخ الحدیث'' حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ بانی ومؤسس دارالعلوم حقانیہ کا اسمِ علم بن گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کو بھی اس شرف، فضیلت اور مقبولیت سے نوازا تھا کہ جب ''حافظ الحدیث'' کہا جاتا تو عام وخاص تمام کا ذہن مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی طرف پلٹتا۔ یہ لقب بھی ان کے نام کا حصہ بن گیا تھا۔ پاکستان میں جہاں کہیں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے نام کا اشتہار شائع ہوتا تو نام سے پہلے حافظ الحدیث ضرور لکھا ہوتا۔

''حافظ الحدیث'' کا خطاب علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے دیا :

جناب اقبال احمد صدیقی لکھتے ہیں :

''احادیثِ نبویہ کو اُصولِ حدیث کے ساتھ پڑھنے اور اصل عربی متن نیز مع مآثر و ماخذ حفظ کر لینے میں انہیں ایسی مہارت حاصل ہوئی کہ اس صلاحیتِ خداداد نے اُن کے وعظ و خطابت کو بھی فاضلانہ اور بارانِ رحمت بنا دیا تھا۔ مردِ قلندر مولانا محمد عبد اللہ درخواستیؒ بن ولی کامل میاں جی حافظ محمود الدینؒ کو ۱۹۳۲ء میں مقدمۂ قادیانیت بہاولپور کے موقع پر محدثِ کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ''حافظ الحدیث'' کا خطاب عطا فرمایا جو مشہور ہو کر ان کے نام کا حصہ بن گیا۔ گویا ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستیؒ نے اسلاف کی سنت کو زندہ رکھا''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۲۴۲)

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد صاحب صدر کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی فاضل مخزن العلوم خانپور تحریر فرماتے ہیں کہ امام المحدثین علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ آپ کی علمی قابلیت کا اعتراف اس طرح فرماتے ہیں :

''حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستیؒ کی قوتِ حافظہ نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ مجھے انہوں نے بخاری شریف دیکھ کر سنائی ہے، مگر میں نے دورانِ درس ان کا بڑے غور سے معائنہ کیا ہے کہ کتاب انہوں نے رسماً کھولی ہوئی تھی، ورنہ بخاری شریف تو انہیں زبانی یاد ہے۔

اس موقع پر علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو خصوصی سند عنایت فرمائی اور ''حافظ الحدیث'' کے خطاب سے بھی نوازا''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۲۶۸)

شامی عالم کی شہادت :

بطورِ "ختامہ مسك" کے مردِ قلندر حضرت درخواستی کے حفظِ حدیث کا ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں۔ حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک لکھتے ہیں :

"مدینہ منورہ میں مقیم قراءِ کرام اور طلباء علومِ اسلامیہ نے مجھے کہا کہ آپ مردِ قلندر حضرت درخواستی سے درخواست کریں کہ وہ مدینہ منورہ کے فضائل پر بیان فرمادیں۔ عشاء کی نماز کے بعد بندہ نے احباب و خدام کا مطالبہ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ باب الرحمۃ کے بالمقابل مسجدِ نبوی شریف کے اندرونی میدان میں خطبہٗ مسنونہ کے بعد فضائلِ مدینہ منورہ پر احادیث و روایات سند کے ساتھ اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمانے لگے۔ عرب و عجم، مصر و شام کے بعض علماءِ کرام و مشائخ بھی آ کر بیٹھ گئے۔ مسجدِ نبوی شریف کے معمر محدّث علامہ شیخ عمر فلاتہؒ بھی آ کر بیٹھ گئے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ مسلسل احادیثِ مبارکہ بیان فرماتے رہے۔ تقریباً پون گھنٹہ تک یہ سلسلہ جاری رہا، پھر مسجد نبوی شریف کے خدام آ کر کہنے لگے کہ ہم مسجد نبوی شریف کے دروازے بند کرنے والے ہیں۔ حضرت نے مختصر دعا سے اپنے زرین خطاب کو ختم کیا۔ ایک شامی عالم زار و قطار رو رہا تھا، مجھ سے پوچھنے لگا :

من هذا الشيخ ؟ یہ کون سے بزرگ عالم ہیں؟

میں نے کہا : هو امير جمعية علماءِ الاسلام فی باكستان معالی الشيخ محمد عبد الله الدرخواستی۔

یہ پاکستان میں جمعیت علماءِ اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب ہیں۔

شامی عالم نے کہا : کنا نسمع من مشائخنا و نطلع فی الکتب بان السلف الصالحین کانوا حفظة الکتاب والسنة ولِلّٰہ الحمد ولہ المنة حیث شاھدنا الیوم ھذا الشیخ یسردُ الاحادیث سندا و متنًا ۔

یعنی ہم اپنے بزرگوں سے سنتے رہے اور کتابوں میں پڑھتے رہے کہ ہمارے اسلاف قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ ﷺ کے حافظ ہوتے تھے ۔ الحمدللہ! آج ہم نے بچشمِ خود حافظ الحدیث دیکھا جو احادیث کو سند اور متن کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

بندہ بھی عرب و عجم میں سینکڑوں علماءِ کرام، محدثین و مفسرین کی زیارت سے متمتع ہوا۔ احادیثِ نبویہ کا جو عظیم ذخیرہ مردِ قلندر حضرت درخواستی کے دل و دماغ میں سورۃِ فاتحہ کی طرح منقوش و مسجل تھا۔ عصرِ حاضر میں یہ صرف مردِ قلندر حضرت درخواستی کی خصوصی شان تھی۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۱۹۷)

تفسیر اور دورۂ تفسیر :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو قال الرسول علیہ السلام کی طرح قال اللہ بھی حرزِ جان تھا۔ قرآن مجید اور تفسیر سے آپ کو خاص شغف تھا اور درک حاصل تھا۔ قرآن مجید کی آیات سے استخراجِ معانی، مطالب، مسائل اور استخراجِ احکام پر عبور حاصل تھا۔

حضرت ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں :

”مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ایک آیت سے بے شمار مسائل کا استنباط فرمایا کرتے۔ جس طرح امامِ بخاری ایک حدیث سے متعدد مسائل مستنبط کرتے ہیں، اسی طرح مردِ قلندر حضرت درخواستی ایک ہی آیت سے کئی کئی مسائل کا استخراج فرماتے

تمام سورتوں کے مضامین، ربطِ سور، ربطِ آیات، تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالاحادیث اور دیگر علومِ قرآن پر سیر حاصل تبصرہ فرماتے"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۱۹۹)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہٗ ظاہر پیر تحریر فرماتے ہیں :

"آپ تفسیر میں ہر سورت کا پہلی سورت کے ساتھ مختلف طرق سے ربط بیان فرماتے، پھر سورۃ کی وجہ تسمیہ، فضیلت، خلاصہ، بعدہٗ تشریح مضامین اور تشریح مربوط انداز میں ہوتی۔ ہر لاحق رکوع کو سابق رکوع کے ساتھ اور پچھلی آیت کو پہلی آیت کے ساتھ تفسیری بیان میں ایسا جوڑتے جیسا کہ جواہر کو ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہو استخراجِ مضامین میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ ایک آیت بلکہ ایک لفظ سے متعدد مضامین کا استخراج فرمالیتے، بطورِ نمونہ سورۃ الناس کے مضامین تحریر ہیں۔ "قُل" میں اثباتِ رسالت وفریضۂ خاتم الانبیاء کا بیان۔ "اَعُوذُ" میں مستعیذ کا بیان ۔ بِرَبِّ النَّاسِ' میں بیان مستعاذ بہٖ بمع اوصافِ ثلثہ۔ "مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ" الخ میں مستعاذ منہ کا بیان بمع صفاتِ لازمہ۔ "مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ" میں مستعاذ منہ کے اقسام کا بیان"۔ (ص ۲۵۸)

طرزِ تدریس :

سورۃ الکوثر کے متعلق فرماتے۔ یہ سورۃ تین حصوں پر منقسم ہے۔

☆ پہلا فضائلِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان۔

☆ دوسرا فرائضِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان۔

☆ تیسرا اُصولِ ہزیمت دشمنانِ اسلام کا بیان۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۴۲۷)

دورۂ تفسیر القرآن الکریم :

مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ ظاہر پیر تحریر فرماتے ہیں :

''ویسے تو تدریس کے ابتدائی دور سے ہی آپ تفسیر القرآن پڑھاتے رہے مگر مستقل دورۂ تفسیر کی ابتداء ۱۹۴۸ء میں شہر مظفر گڑھ سے ہوئی۔ خانپور کٹورہ شہر میں پہلا دورۂ تفسیر ۱۹۵۰ء میں محلہ خواجگان حافظ عبدالستار خواجہ مرحوم کے مکان میں پڑھایا، جس میں یہ ادنیٰ خادم بھی شریک تھا۔ آپ کا یہ سلسلہ اور صدقہ جاریہ اب بھی جامعہ مخزن العلوم میں جاری وساری ہے۔ اللہ قبول فرمائیں ....

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را ''

(حافظ الحدیث نمبر ص: ۲۵۹)

ڈاکٹر ظفر اللہ شفیق لکھتے ہیں :

''۱۹۷۳ء کے ہولناک سیلاب میں جب مدرسہ مخزن العلوم کی کچی عمارت نذرِ آب ہوگئی تو آپ مدرسہ مفتاح العلوم حیدر آباد سندھ تشریف لے گئے اور وہاں دورۂ تفسیر پڑھایا۔ سورۃِ فاتحہ کی تفسیر قلات، بنگلہ دیش اور مختلف مقامات پر پڑھائی۔ بنگلہ دیش میں تفسیرِ فاتحہ کی کلاس میں دو ہزار علماء شریک تھے''۔ (ص ۳۴۴)

مفسرِ قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ فرماتے ہیں :

''مولانا درخواستیؒ ان بزرگوں میں سے تھے، جن کا فیض ساری دنیا میں جاری ہوا۔ آپ پچاس ساٹھ سال تک قرآنِ پاک کی تفسیر کا درس دیتے رہے۔ آپ

سے پچاس ہزار لوگوں نے تفسیر پڑھی۔ان میں عرب وعجم کے بھی لوگ شامل ہیں"۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۲۲۶)

تمام تفسیر عربی میں قلمبند ہوئی :

حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی مدظلہم مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ لکھتے ہیں :

"۱۹۵۹ء کی بات ہے۔ جنرل ایوب خان کے دورِ اقتدار میں حضرت والد محترم مدظلہٗ (حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی) کے خلاف حکومت کی جانب سے تین ماہ کی زبان بندی کا آرڈر جاری ہوا تو آپ نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے یادگار مدرسہ مخزن العلوم خانپور میں دورۂ تفسیر قرآنِ کریم میں شرکت فرما کر ان سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور دورۂ تفسیر کے دوران حضرت درخواستیؒ کے بالکل سامنے بیٹھ کر بالبداہۃ آپ کی اردو تقریر کو عربی میں منتقل کیا۔ پچیس پاروں کی تفسیر کے بعد مردِ قلندر حضرت درخواستی بیمار ہو گئے۔ اس لئے باقی پانچ پاروں کی تفسیر اس وقت تو مکمل نہ ہو سکی لیکن بعد میں ایران کے ایک طالب علم کی بیاض سے اسے بھی حاصل کر لیا گیا۔ یوں والدِ محترم مدظلہٗ کو مردِ قلندر حضرت درخواستی کی دورۂ تفسیر کی تمام تقریر کو اردو سے عربی میں منتقل کرنے کا شرفِ عظیم حاصل ہے"۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۵۰۳)

ہر سال شعبان و رمضان المبارک میں اس دورۂ تفسیر کے سبق کا دورانیہ کئی گھنٹوں پر مشتمل ہوتا تھا، پون پارہ اور پارہ کی روزانہ تفسیر ہوتی تھی۔ اس مجلس کی کیفیت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی یوں تحریر کرتے ہیں :

''بلا مبالغہ آپ (مردِ قلندر حضرت درخواستی) شعبان اور رمضان میں چار سے پانچ گھنٹے تک بلا تکان مسلسل ایک نشست پر بیٹھ کر درسِ قرآن دیتے اور ذرہ بھر کسی اُکتاہٹ اور بوریت کا احساس نہ ہوتا''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۶۲۷)

مردِ قلندر حضرت درخواستی کے چند مشہور تلامذہ :

آپ کے تلامذہ کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ پچاس ہزار علماءِ کرام نے آپ سے تفسیر القرآن پڑھی۔ تمام تلامذہ کا شمار تقریباً ناممکن ہے۔ اس لئے تفصیل میں جائے بغیر ذیل میں چند ان مشہور شخصیات کے اسمائے گرامی درج کر رہے ہیں جو مردِ قلندر حضرت درخواستی کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو کر اُمتِ مسلمہ کی ہدایت کے لئے دنیا بھر میں مصروفِ عمل ہیں۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سکونت
۱	حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر	شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲	حضرت مولانا سیف الرحمٰن المہمند	شیخ الحدیث مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ سعودی عرب
۳	حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ	شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ
۴	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر	مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
۵	حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی	مہتمم جامعہ انوار القرآن نارتھ کراچی
۶	حضرت مولانا محمد مکی حجازی	مدرس مسجد الحرام مکہ مکرمہ سعودی عرب
۷	حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی	شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۸	حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی	ناظمِ عمومی انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ پاکستان
۹	حضرت مولانا عبدالستار تونسوی	صدر تنظیم اہلسنت والجماعت پاکستان

۱۰	حضرت مولانا سید عبدالقادر آزاد	سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور پاکستان
۱۱	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ	سابق پروفیسر جامعۃ الازہر مصر
۱۲	حضرت مولانا محمد یونس خالص	افغانستان
۱۳	حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی	مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۱۴	حضرت مولانا محمد یوسف متالا	انگلینڈ
۱۵	حضرت مولانا نعمت اللہ خان	کوہاٹ، صوبہ سرحد
۱۶	حضرت مولانا محمد عبداللہ شاہ	مدینہ منورہ سعودی عرب
۱۷	حضرت مولانا فیوض الرحمٰن بریگیڈیئر (ر)	کراچی
۱۸	حضرت مولانا جلال الدین حقانی	افغانستان
۱۹	حضرت مولانا عبدالغفور حیدری	سابق ایم این اے کوئٹہ بلوچستان
۲۰	حضرت مولانا محمد صدیق شاہ	سابق ایم این اے قلات، صوبہ بلوچستان
۲۱	حضرت مولانا منظور احمد نعمانی	مہتمم مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر، رحیم یار خان
۲۲	حضرت مولانا ڈاکٹر فضل احمد	صدر شعبہ قرآن وسنہ جامعہ کراچی
۲۳	حضرت مولانا محمد یوسف کشمیری	مہتمم جامعہ امام ابوحنیفہ محمد علی سوسائٹی کراچی
۲۴	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہید	خطیب جامع مسجد مکہ حیدر آباد کالونی کراچی
۲۵	حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری	دین پور شریف ضلع رحیم یار خان
۲۶	حضرت مولانا شمس الدین شہید	فورٹ سنڈے مین صوبہ بلوچستان
۲۷	حضرت مولانا سراج احمد دین پوری	سجادہ نشین خانقاہ عالیہ راشدیہ قادریہ دین پور
۲۸	حضرت شفیق الرحمٰن درخواستی	مہتمم جامعہ عبداللہ بن مسعود، خان پور
۲۹	حضرت مولانا شمس الزمان	کالاباغ، صوبہ پنجاب

۳۰	حضرت مولانا قاری محمد عباس	مدینہ منورہ، سعودی عرب
۳۱	حضرت مولانا قاری غلام نبی	مہتمم مرکزی مدرسہ تجوید القرآن کوئٹہ
۳۲	حضرت مولانا عبدالحکیم	سابق ایم این اے راولپنڈی
۳۳	حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید	سمندری فیصل آباد
۳۴	حضرت مولانا منظور احمد نعمانی	ظاہروالی، ضلع رحیم یارخان
۳۵	حضرت مولانا عبدالحمید سربازی	مہتمم مدرسہ جنیدیہ لیاری کراچی
۳۶	حضرت مولانا علاؤالدین	جنوبی افریقہ
۳۷	حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک	سابق وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب
۳۸	حضرت مولانا عبدالسلام صدیقی	مدیر اقرأ روضۃ الاطفال بفرزون نارتھ کراچی
۳۹	حضرت مولانا قاری محمد امین	سری کوٹ ہری پور ہزارہ
۴۰	حضرۃ مولانا میاں مسعود احمد دین پوری	درگاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف
۴۱	حضرت مولانا امیر محمد تونسوی	شیخ الحدیث جامعہ مخزن العلوم خانپور
۴۲	حضرت مولانا پروفیسر عبداللہ خلجی	
۴۳	حضرت مولانا جاوید حسین شاہ	مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ عبیدیہ فیصل آباد
۴۴	حضرت مولانا امیر احمد میانوی	
۴۵	حضرت مولانا علی محمد	سابق مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم عیدگاہ کبیروالا

☆

بنگلہ دیش کے چند مشہور تلامذہ

نمبر شمار	اسماءِ گرامی	پتہ سکونت	ضلع
۱	حضرت مفتی تاج الاسلام	مدرسہ حسینیہ عرض آباد ہری رام پور	ڈھاکہ
۲	حضرت مولانا منیرالدین	شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم	جی گنج

۳	حضرت مولانا عبدالباری	ہرائی ٹیکا نواگاؤ	جی گنج
۴	حضرت مولانا عبدالسبحان	مہتمم جامعہ اسلامیہ مدرسہ جواباز	سنام گنج
۵	حضرت مولانا غلام مولیٰ نظامی	مدرسہ قاسم العلوم	جی گنج
۶	حضرت مولانا عبدالباری	خطیب جامع مسجد روڈ ہوزنگ اسٹیٹ	مولوی بازار
۷	حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن چودھری	مدرسہ اسلامیہ کولنج	سنام گنج
۸	حضرت مولانا عبدالمالک	دارالعلوم مدرسہ چلتیا تلا	جی گنج
۹	حضرت مولانا مقبول حسین	شیخ الحدیث دارالعلوم شاہ مصطفیٰ روڈ	مولوی بازار
۱۰	حضرت مولانا مفتی عبدالشہید دولتپوری	مدرسہ قاسم العلوم	جی گنج
۱۱	حضرت مولانا قاضی تاج الاسلام گوہر	پرانا ہستال روڈ، ممتاز محل قاضی آفس	جی گنج
۱۲	حضرت مولانا شیخ محی الدین علاپوری	مدرسہ قاسم العلوم	جی گنج
۱۳	حضرت مولانا عبدالباری	مہتمم مدرسہ سدھارائی	سنام گنج
۱۴	حضرت مولانا عبدالجلیل	ولوئی، نواگاؤں	جی گنج
۱۵	حضرت مولانا عابداللہ نواگاوی	خطیب جامع مسجد شسی پور	جی گنج
۱۶	حضرت مولانا عبدالباری انصاری	مدرسہ قاسم العلوم	جی گنج
۱۷	حضرت مولانا سراج الدین شیخ	ہرائی ٹیکا نواگاؤ	جی گنج
۱۸	حضرت مولانا مفتی تاج الاسلام	نواگاؤں، حکاوڑا	جی گنج
۱۹	حضرت مولانا رشید احمد	دکھن مانیکا	جی گنج
۲۰	حضرت مولانا شیخ عبدالمنان	دکھ مانیکا	جی گنج
۲۱	حضرت مولانا عبدالمنان	مدرسہ چندنیا	جی گنج
۲۲	حضرت مولانا عبدالخالق	مدرسہ چندینا	جی گنج
۲۳	حضرت مولانا عبدالستار	مدرسہ شیخ محلہ	جی گنج
۲۴	حضرت مولانا عبدالحکیم	شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم	سلہٹ

۲۵	حضرت مولانا محمد اسحٰق	شیخ الحدیث جامعہ مدینہ قاضی بازار	سلہٹ
۲۶	حضرت مولانا شمس الاسلام خلیل	مہتمم مدرسہ رینگا توکلیہ	سلہٹ
۲۷	حضرت مولانا اکبر علی مشور چکی	مہتمم مدرسہ اسحاق پور	سنام گنج
۲۸	حضرت مولانا مظاہر الحق	مہتمم مدرسہ شائی ٹولہ	مولوی بازار
۲۹	حضرت مولانا عبداللہ چودھری	کرچہ فقیر باڑی	جی گنج
۳۰	حضرت مولانا محمد اسماعیل شیرازی	مدرسہ چاری گرام	ڈھاکہ
۳۱	حضرت مولانا خلیل الرحمٰن حمیدیؒ	مہتمم مدرسہ انوار العلوم	مولوی بازار
۳۲	حضرت مولانا حافظ تفضل الحق	شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ اُمید نگر	جی گنج
۳۳	حضرت مولانا تمیز الدین	بھانندوپور	دیناج پور
۳۴	حضرت مولانا عبدالرحمٰن	شرئیل	برہمن باڑیہ کوملا

باب : ۳

دعوت وتبلیغ، پند ونصائح، اعلاءِ کلمۃ الحق، جرأت واستقلال اور مصائب وآلام

اشاعتِ اسلام میں جس قدر حصہ دعوت وتبلیغ کا ہے۔ غالباً یہ دین کے دیگر تمام شعبوں سے بڑھ کر ہے اور اسلام کا نقطۂ آغاز بھی دعوت وتبلیغ ہی ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس نور اللہ مرقدہٗ کا جاری کردہ طریقِ تبلیغ جس قدر مفید اور اُمت مسلمہ کے لئے جتنا بارآور ثابت ہوا، اس کی مثال نہیں ملتی ....

یہ بلند رُتبہ جسے ملا مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

مردِ قلندر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستیؒ کی زندگی کا ایک حصہ اسی مبارک شغل میں خرچ ہوا۔ متعدد بار آپ نے پاکستان سے ہجرت کرنے کی ٹھانی اور مستقل طور پر مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً میں قیام کا ارادہ کیا لیکن استخارہ میں حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ واپس جاؤ اور پاکستان میں کام کرو۔

مدینہ منورہ میں قیام کی اجازت نہ ملی :

مناظرِ اسلام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ تحریر فرماتے ہیں :

''مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ایک دن سبق سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جانے لگے تو بندہ بھی پیچھے ہولیا۔ حضرت نے دیکھ کر دریافت فرمایا ''دیوانہ! کدھر آرہا ہے؟'' میں نے حضرت سے عرض کیا ''حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ سے دریافت کروں کہ جب آپ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے ارادہ سے استخارہ فرمایا تو حضور اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا تھا؟'' تو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا : دو لفظ تھے، اِذْهَبْ ثُمَّ ارْجِعْ ۔اب آپ جائیں، پھر آنا''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۹۴)

دعوت و تبلیغ میں انہماک :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے حسب الحکم بڑی خوبصورتی کے ساتھ اور التزام کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس ادائیگی فرض میں حضرت نے نہ دن دیکھا اور نہ رات دیکھی، سب راحتوں اور تمام آرام کو تج کر اس راہ میں پیش آنے والی ہر تکلیف اور ہر مصیبت کا پامردی اور خندہ پیشانی سے پورا پورا مقابلہ کیا اور بالیقین آپ اس میں سرخرو ہوئے۔

قاتلانہ حملے :

خطیبِ اسلام مولانا قاری محمد اجمل خانؒ صاحب فرماتے ہیں :

''آپ پر کئی بار قاتلانہ حملے ہوئے۔ جن سے آپ کے ماتھے، ناک، کان

پر چوٹیں آئیں، لیکن مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو راہِ حق سے ہٹانے والوں کے عزائم خاک میں مل گئے اور مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے اپنا سفر مسلسل جاری رکھا۔ آپ زندہ دماغ، حساس دل، مفکر مزاج، دردمند طبیعت، جفاکش، بے لوث خادم، نڈر عالم اور بے باک داعی تھے۔ آپ اپنی ذات میں ایک ادارہ، ایک انجمن، ایک زندہ تحریک تھے۔ حضرت ۱۰۳ سال کی عمر میں اس دارِ فانی کو چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۱۸۰)

بندوق نہ چل سکی تو چھری کا وار کر دیا :

شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر زیدہ مجدہٗ فرماتے ہیں :

''مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی ناک پر ایک خاص نشان تھا۔ راقمِ اثیم نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ہے؟ تو مسکرا پڑے اور فرمایا کہ :

''سندھ کے اندر ایک مقام پر تقریر کیلئے جا رہا تھا، مخالفین نے مجھ پر بندوق چلائی مگر بندوق نہ چل سکی، اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا، مگر ان ظالموں نے میرے ناک پر چھری چلا دی اور بہت گہرا زخم آیا جو کافی دنوں کے بعد مندمل ہوا۔ یہ اس کا نشان ہے''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۲۸۲)

شمشیرِ بے نیام :

ڈاکٹر فضل احمد صاحب لکھتے ہیں :

''بستی ''درخواست'' میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ حضرت دین پوری

کے حکم سے تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع فرمادیا۔ اس وقت پورا علاقہ شرک و بدعات کے سیلاب کی لپیٹ میں آیا ہوا تھا۔ جہالت کی وجہ سے معاشرہ اتنا گر چکا تھا کہ لوگ جائیداد بچانے کے لئے بیٹوں اور بہنوں کو یہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے گھر میں قید کر دیتے کہ ان کی شادی ہم نے قرآن مجید سے کردی ہے اور وڈیرے بیٹیوں کے وجود کو اپنے لئے باعثِ ذلت سمجھنے لگے تھے۔

جب معاشرہ اس قدر بگڑ جائے تو قانونِ فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ معاشرے کی اصلاح کے لئے نائبینِ رسولِ عربی ﷺ کا انتخاب کرتے ہیں تا کہ اُمتِ محمدیہ کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر راہِ راست پر لے آئیں' علاقے میں اس ظلمت بھرے دور میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو متلاشیانِ حق کی ہدایت کے لئے منتخب فرمایا۔

چنانچہ مردِ قلندر حضرت درخواستی اس علاقے کے جاہلانہ رسوم و بدعات کے خلاف شمشیرِ بے نیام بن کر نکلے اور جان کی پرواہ کئے بغیر بھرپور جہاد کیا اور آپ قریہ قریہ بستی بستی تشریف لے جاتے' گھر گھر جا کر تبلیغ فرماتے اور لوگوں کو جمع کر کے نماز روزہ کی اہمیت اور توحید کی حقانیت بیان فرما کر شرک و بدعات کے نقصانات سے آگاہ فرماتے''۔

اندازِ بیان' شوقِ شہادت اور استقلال :

''جہاں تک وعظ و خطابت کا تعلق ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا عجیب وغریب ملکہ عطا فرمایا تھا کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ الفاظ میں اس طرح کی روانی ہوتی جیسے دریا کا دھارا بہہ رہا ہو۔ جب گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ آپ کی ہر تقریر شرک و بدعات کے رد میں ہوا کرتی تھی، جس کی

وجہ سے علاقہ کے بعض لوگ آپ کے سخت خلاف ہو گئے، لیکن آپ کبھی کسی سے مرعوب نہ ہوئے۔ بے خوف ہو کر دینِ اسلام کی خدمت میں لگے رہے، جب کوئی خیر خواہ عرض کرتا کہ فلاں علاقہ میں نہ جائیں، ان لوگوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر آپ وہاں گئے تو قتل کر دیں گے، تو آپ مسکرا کر جواب دیتے کہ:

''اگر موت کا وقت آ گیا ہے تو اس سے زیادہ خوش نصیبی میرے لئے اور کیا ہوگی کہ دینِ حق کی تبلیغ کرتے ہوئے شہادت نصیب ہو جائے ....۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اِک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں''

(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۶۴)

پاکستان میں کام کرنے کا اشارہ :

مردِ قلندر حضرت درخواستی کی دلی تمنا، آرزو اور خواہش یہ رہی کہ روضۂ رسول ﷺ کی مجاوری کروں اور مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً جاتا رہوں بلکہ پاکستان سے مستقل طور سے ہجرت کر جاؤں۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی نے اسی نیت سے متعدد بار اسفارِ حرمین شریفین کئے لیکن مراقبات اور استخاروں میں حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی طرف سے ارشاد ہوا، ''واپس پاکستان جاؤ اور وہیں کام کرو''۔

محترم حفیظ رضا پسروری صاحب لکھتے ہیں :

''ایک مرتبہ میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اپنے کمرے میں اکیلے تھے، مجھ سے حال احوال پوچھا اور دعاؤں سے نوازا۔ فرمانے لگے کہ اب عمرہ کیلئے روانہ ہو جائیں گے اور چاہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں زندگی کا باقی

حصہ گزاریں، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کے لئے پاکستان ہی میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ آپ اپنا علمی، تبلیغی اور تدریسی سلسلہ پاکستان میں جاری رکھیں۔ اس لئے حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں یہاں کام کر رہا ہوں''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۳۱۵)

دس رہنما اُصول :

حفیظ رضا صاحب مزید لکھتے ہیں کہ :

''مردِ قلندر حضرت درخواستی صوبہ سرحد کے دورہ سے واپسی پر بھائی ظفر اقبال ایڈوکیٹ کے ساتھ غریب خانہ پر تشریف لائے مختصر سا ناشتہ فرمایا۔ اس اثناء میں چند اور احباب بھی آ گئے اور حضرت نے احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں مختصر سا خطاب اور دعا فرماتے ہوئے دس رہنما اُصول اپنی اپنی زندگیوں میں اپنانے کی تاکید فرمائی :

ایمان باللہ، ایمان واتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدۂ ختمِ نبوت۔

(۱) اصلاحِ عقائد (۲) التزام العبادات (۳) التزام التوکل علی اللہ (۴) التزامِ الدعوت الی الخیر (۵) التزام الاتباع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۶) التزام شعائر اللہ (بیت اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب اللہ، صلواۃ اللہ) (۷) التزام الرفاقت اولیاء الرحمٰن (۸) التزام اجتناب من اولیاء الشیطان (۹) التزام الدعاء الی اللہ (۱۰) عقیدۂ ختمِ نبوت، عصمت وعظمتِ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۱۸)

دین وایمان میں جو جس قدر مضبوط اور سخت ہوگا، اس قدر آزمائشوں اور امتحانات کی ناہمواریوں سے گذرے گا۔ حدیث شریف میں ہے، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: اَشَدُّ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَل ثُمَّ الْاَمْثَل۔ (سب سے زیادہ سخت مصائب انبیاء علیہم السلام پر آتے ہیں) پھر ان پر جو دین وتقویٰ میں انبیاء علیہم السلام کے قریب ہوتے ہیں۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی زندگی راہِ حق میں آنے والے مصائب و حوادثات سے خالی نہیں، لیکن مجال ہے کہ پائے استقامت میں لغزش آئی ہو۔

استقامت کے پہاڑ :

مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحب لاہور رقمطراز ہیں :

"مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ استقامت کے پہاڑ تھے، جس بات کو حق سمجھتے اس پر ڈٹ جاتے۔ بعض اوقات یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ اگر میں تن تنہا رہ جاؤں، تب بھی اپنے موقف سے جو کہ حق ہے، سچ ہے، ایک لحہ کے لئے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ میں دشمنانِ دین، منکرینِ ختمِ نبوت، منکرینِ حدیث، منکرینِ صحابہؓ اور دیگر باطل فرقوں کے ساتھ ایک لحہ کے لئے چلنے کو تیار نہیں ہوں"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۵۷)

صبر وتحمل اور حکمت وتدبیر :

حافظ ارشاد احمد دیوبندی آف ظاہر پیر تحریر فرماتے ہیں :

جامعہ مخزن العلوم خانپور سے متصل عیدگاہ میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو تنگ کرنے کے لئے نام نہاد سنی حضرات ایک سالانہ جلسہ کرایا کرتے تھے۔ اس مصنوعی سنی جلسہ میں حضرتؒ کی شانِ اقدس میں غلط باتوں اور بہتان تراشیوں کا تین دن تک ایک سلسلہ قائم رہتا۔ حضرتؒ سے متعلق نازیبا جملے بلکہ گالی گلوچ تک ہر مقرر پوری

کوشش سے جاری رکھتا، جس سے ہم طلبہ کے کلیجے پھٹنے کو آتے۔ ہم سے یہ بکواسات برداشت نہ ہو سکتے تھے۔ ہم حضرت ممدوحؒ سے رو رو کر ان مصنوعی سنیوں اور دریدہ دہنوں کے منہ بند کرنے کے لئے اجازت طلب کرتے اور عرض کرتے کہ حضرت! یہ لوگ ہمارے گھر آ کر ہم کو گالیاں دیتے ہیں، آپ ہمیں اجازت عطا فرمایئے، ہم اپنی جان کی بازی لگا کر ان کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو بھی ہماری مجبوری اور جوانی کے جذبات کا اندازہ ہوتا تھا، مجھے آج بھی یاد ہے کہ آپ بڑے خاص انداز سے مسکرا کر فرماتے کہ: ''تم بیوقوف ہو، تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو یہی ان کا مقصد ہے، تم ان کو کیا اپنے مقصد میں کامیاب کرنا چاہتے ہو''۔

تم اپنا کام جاری رکھو:

اللہ اکبر! پھر اپنے خاص انداز میں فرماتے کہ:

''تم نادان ہو، سوچتے نہیں ہو کہ برتن میں اگر دودھ ہے تو باہر بھی دودھ ہی نکلے گا اور اگر برتن کے اندر پانی ہے تو باہر وہی پانی ہی آئے گا اور اگر بدقسمتی سے کسی کے برتن میں پیشاب بھرا ہوا ہے تو کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ باہر پانی یا دودھ برآمد ہوگا جو کچھ ان کے برتنوں میں بھرا ہوا ہے، وہی باہر آ رہا ہے۔ جاؤ، اپنے اپنے اسباق پڑھو۔ تم اپنا کام کرو اور ان کو اپنا کام کرنے دو''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۴۶۴)

یہ سودا سستا ہے:

مولانا صفی اللہ مشوانی فرماتے ہیں: ''مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے ایک

مجلس میں میرے اُستاذ محترم قاری محمد امین سری کوٹی کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :

دنیا میں چار چیزیں قیمتی ہیں ، جان، مال، آبرو، ایمان، جب جان پر کوئی مصیبت آئے تو مال قربان کرنا چاہیے اور آبرو پر کوئی مصیبت آئے تو جان و مال دونوں کو قربان کرنا چاہیے اور اگر ایمان پر کوئی مصیبت آئے تو مال، جان، آبرو سب کچھ قربان کرنے سے ایمان محفوظ رہتا ہے، تو یہ سودا سستا ہے"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۵۴۴)

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی عظیم شخصیت یادگارِ سلف، نمونہ فقر، مرقعِ درویشی اور آبروئے اہلِ تقویٰ کے منصب پر فائز تھی، جن کی زندگی حلف کی حد تک نمائش، آسائش، آرائش، ہوس، تصنع اور دنیاداری سے پاک رہی، جو سادگی، تقویٰ، تدین، علمِ تفسیر، علمِ فقہ، علمِ حدیث اور اگلے زمانے کی مسلمہ شرافت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ایک دنیا آپ کی علمی سنجیدگی، فقہی پختگی، تفسیری مہارت، سیاسی بصیرت اور اخلاقی بلندی کی معترف ہے۔

اگر سادگی، شرافت، متانت، درویشی، قناعت، روحانیت، سیاسی بصیرت، فقہ و تفسیر میں علمی عظمت، علمی و روحانی قیادت، فقر اور غیرتِ فقر جیسے الفاظ کسی انسان کے روپ میں ڈھل جائیں تو لاریب وہ روپ مردِ قلندر حافظ الحدیث شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کا بنتا ہے۔

☆

باب : ۴

اکابر سے محبت، اعتماد، انقیاد اور مسلکِ اعتدال

ہمارے دینِ اسلام میں توارث ہے، جیسے قوموں اور خاندانوں میں ایک چیز ابًا عن جدٍ نقل ہوتی ہے اور نسل در نسل آگے منتقل ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح دین طبقۃً عن طبقۃٍ منتقل ہوتا آیا ہے۔ بعد والوں کی تشریحات بھی اس وقت معتبر قرار پائیں گی جب وہ اسلاف اور قرونِ اُولیٰ کی تشریحات و توضیحات سے میل کھاتی ہوں اور مناسبت رکھتی ہوں۔

ہمارے دوست فاضل نوجوان شیخ الحدیث مولانا محمد شفیق صاحب بیان فرماتے ہیں :

''پہلی مرتبہ جب حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی کی زیارت و ملاقات کے لئے ان کے درِ دولت پر حاضری ہوئی۔ آپ اپنے گھر کے بالا خانہ پر تشریف فرما تھے، خوب پند و نصائح سے نوازا۔ اس اثنا میں فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جبریہ قدریہ وغیرہ گمراہ فرقہ کے لوگ آئے اور انہوں نے اپنے

غلط عقائد و نظریات کو قرآن مجید کی آیات سے اپنے تئیں ثابت کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کی ساری بات سن کر ایک ہی جملہ ارشاد فرمایا جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا : قَرَءُوْا مَا قَرَاْتُمْ ۔ تم نے اپنے غلط نظریات اور عقائد کے اثبات میں جو آیاتِ قرآنیہ پڑھی ہیں، وہ تم سے پہلے کے حضرات نے بھی پڑھی تھیں لیکن انہوں نے ان آیات سے وہ مطلب نہیں لیا جو تم نے اخذ کیا ہے، تو تمہارے گمراہ ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ آج کل کے جدیدیت کے پرستاروں کے لئے یہ واقعہ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ جن لوگوں کو اپنے زعم پر بڑا اعتماد ہے جو کہتے ہیں ہم عقلِ رسا رکھتے ہیں اور جو پہلوں کی کہی ہوئی کو فرسودہ روایات کہتے ہیں، وہ اس واقعہ کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں''۔

مردِ قلندر حضرت درخواستی کو اکابر کے مسلک سے سرِ مو انحراف گوارا نہ تھا، اکابر کے مسلک و مشرب پر سختی سے کار بند تھے۔

اکابر سے محبت و اعتماد :

حدیث شریف میں سرورِ کائنات ﷺ کا ایک ارشاد یہ بھی منقول ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ : نزولِ برکت اکابر کے ساتھ وابستگی میں ہے۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی اپنے اسلاف اور اکابر کے ساتھ وابستگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ آپ کی کوئی نجی مجلس ہو یا مجمع عام میں آپ کا کوئی وعظ ہو یا کوئی تقریر، اکابر کے تذکرہ سے خالی نہ ہوتی اور ہاں محض روکھا پھیکا تذکرہ ہی

نہ ہوتا بلکہ تذکرہ کے ساتھ اپنی قلبی عقیدت اور دلی اور روحانی وابستگی کا اظہار اپنی پرنم آنکھوں اور اس سے بڑھ کر آنسوؤں سے کرتے .... ؎

بیٹھا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
روئے زمین کو کوچۂ جاناں کئے ہوئے

مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی نے ۳۰؍رجب ۱۳۸۲ھ کو تقریبِ ختمِ بخاری شریف کی ایک تقریر کو مِن وعَن نقل کیا ہے۔ اس میں مردِ قلندر حضرت درخواستی فرماتے ہیں :

''مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ نے جو مدرسہ بنایا ہے اس کے عقائد کیسے ہیں ؟ سنو! ہمارا مسلک اہلِ سنت والجماعت کا ہے، ہندوستان میں ہمارے امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہیں، ان کے فیضان سے ہمارے اکابر نے دارالعلوم دیوبند اور سہارنپور بنائے۔ دیوبند کا فیضان اس وقت اکثر اسلامی ممالک میں ہے، خدا کی شان ہے جس جگہ رنگ چڑھا، مٹانے والے مٹ جائیں گے، وہ رنگ باقی رہے گا۔ یہ مدرسہ مخزن العلوم یادگار ہے حضرت دین پوریؒ کی آج یہاں ہمارے اکابر بھی موجود ہیں۔

وہ جمعہ کا دن یاد آتا ہے جب دین پور میں' میں فارغ ہو رہا تھا، حضرت شیخؒ کی شفقت کا کیا بتلاؤں، مجھے میرے شیخ کی دعا پہرہ دے رہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کو نہیں مانتے، میرا اور میرے بزرگوں کا عقیدہ ہے، جب تک بزرگ ہوں گے تو یہ دنیا

باقی ہوگی، جب دوستانِ خدا ختم ہوجائیں تو یہ دنیا بھی ختم ہوجائے گی ...... ۔

نہ کتابوں سے' نہ وعظوں سے' نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

مسلکِ اعتدال کے داعیٔ اعظم :

مردِ قلندر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہٗ کی پوری زندگی مجموعی طور پر اپنے اسلاف کے عین نقشِ قدم پر گزری۔ آپ اخلاق، اخلاص، علم وعمل، اسوۂ حسنہ کی پیروی، سخاوت، شجاعت، جرأت، بلکہ ظرافت، لطافت، چال ڈھال میں حتیٰ کہ نجی مجالس تک میں اپنے اسلاف علمائے دیوبند رحمہم اللہ کی عملی وحقیقی یادگار تھے، اوران کے مسلکِ اعتدال کے ترجمان تھے۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ذاتی مجالس میں اپنے اسلاف خصوصاً حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ایسے نایاب اور دل کو ہلا دینے والے واقعات وقصص بیان فرماتے جو کتابوں میں کہیں مرقوم نہیں ملتے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی ایک رباعی :

ایک مجلس میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی طرف منسوب رباعی ایسے خصوصی ذوق سے پڑھی کہ اکثر سامعین کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور حضرتؒ خود بھی آبدیدہ ہوگئے' قارئینِ کرام کے ذوق کے لئے یہ رباعی پیشِ خدمت ہے ...... ۔

ہر چند گفتم ایں نفس دنی را   کہ نہ کردہ باید نا کردنی را

نہ شنید آخر ایں نفس کافر تا دید آخر نا دیدنی را

ترجمہ : جتنی بار بھی اس خسیس اور رذیل نفس سے کہا کہ مکروہ اور ناپسندیدہ کاموں کو نہیں کرنا چاہئے، اس نفسِ کافر نے نہ سنا۔ یہاں تک کہ نادیدہ (یعنی نزع کی حالت میں جزا وسزا اور جنت وجہنم) کو دیکھا ......

ع اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت

فرماتے : محدثِ اعظم حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ جب یہ مذکورہ رباعی پڑھتے تو آپ کے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپی طاری ہوجاتی تھی۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی کی عادتِ مبارکہ بھی ایسی ہی تھی کہ جب اپنے اسلاف کے عظیم الشان کارناموں کا تذکرہ فرماتے تو آپ کی حالت بھی بڑی عجیب ہوجاتی تھی۔ اکثر فرمایا کرتے : كَبَّرَنِىْ مَوْتُ الْكُبَرَاءِ ۔ بڑوں کی موت نے مجھے بڑا بنادیا۔

مردِ قلندر حضرت درخواستی تو واقعتاً بڑے اسلاف کی صفِ اوّل کے رہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مرحوم ومغفور اپنے وقت کے حقیقی اور سچے قائد تھے اور اس قحط الرجال کے دور میں آپ واقعی آیۃ من آیات اللہ کے مصداق تھے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۴۶۰)

ڈار سے بچھڑی ہوئی کونج :

مولانا عبدالرشید انصاری صاحب لکھتے ہیں :

ناموسِ صحابہؓ کے دفاعی علوم کے عصرِ حاضر میں بڑے عالم جو بذاتِ خود یادگارِ اسلاف ہیں حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی دامت برکاتہم نے سچ فرمایا کہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ موجودہ دور کے علماء میں سے نہیں تھے۔ وہ مجاہدِ ملت

مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے عہد کے آدمی نہیں تھے بلکہ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ جیسے اکابر حضرات ان کے ہم عصر تھے جنہوں نے برطانوی سامراج کے عہدِ تسلط میں امامِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی زیرِ قیادت آزادی کی جنگ لڑی اور اسلام کے خلاف اُٹھنے والے ہر فتنے خصوصاً عیسائیت کی انگریزوں کی سرپرستی میں ارتدادی مہم جوئی، قادیانیت، مغرب زدگی اور بدعات وتوہم پرستی سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے دمِ واپسیں تک برسرِ پیکار رہے' جانے والوں کی یاد آتی تو کبھی کبھی مردِ قلندر حضرت درخواستی خود فرمایا کرتے تھے :

''میں تو اپنے ساتھیوں کی ڈار سے بچھڑی ہوئی ایک کونج ہوں''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۳۶۷)

مرقعٔ جلال و جمال :

مردِ قلندر درخواستیؒ فرماتے ہیں :

''شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دین پور تشریف لائے تھے، واپسی پر میں بھی ملتان تک ساتھ گیا۔ حضرت مدنی جلالی بھی تھے، جمالی بھی تھے۔ اس کی حقیقت آپ یوں سمجھیں کہ حضور اکرم ﷺ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلال و جمال دونوں کا عکس پڑا۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ میں جلال اور حضرت عثمانِ غنیؓ میں جمال آیا، مگر حضرت صدیقِ اکبرؓ میں جلال و جمال دونوں کا عکس ہے۔ سبحان اللہ! سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کسی پر جلال اور کسی پر جمال کا عکس پڑا۔

ہندوستان میں سب سے پہلے جامع شخصیت شاہ ولی اللہ دہلویؒ تھے ان میں

بھی جلال و جمال تھا۔ ان کے بعد کاملین میں سے حضرت نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے شاگردوں میں حضرت تھانویؒ پر جلال اور حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ پر جمال کا عکس پڑا اور حضرت مدنیؒ جامع تھے، جلالی بھی تھے اور جمالی بھی تھے۔

اسی طرح جلال و جمال کا سلسلہ سندھ میں بھی ہے۔ بھرچونڈی شریف کے حافظ محمد صدیق صاحب جلال و جمال کے مظہر تھے۔ حضرت دین پوریؒ میں جمال اور حضرت امروٹی میں جلال آیا اور پھر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ میں جمال و جلال دونوں صفات تھیں۔ اسی طرح بخاری شریف جلالی بھی ہے، جمالی بھی۔ ابتداء جلال سے ہوتی ہے، انتہا جمال پر ہوتی ہے۔ آج جو احادیثِ مبارکہ پڑھی گئی ہیں، جمالی ہیں، میں تو رو رو کے بوڑھا ہو گیا ہوں، میں نے مکہ مکرمہ میں استخارہ کیا تو معلوم ہوا کہ پاکستان خالی ہو رہا ہے، جب واپس کراچی پہنچے تو پہنچنے سے پہلے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب جو اپنے صاحبزادوں کی حج سے واپسی پر استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے انتقال فرما گئے۔

کچھ دنوں کے بعد حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہم سے جدا ہو گئے، اسی طرح دوسرے اکابر بھی۔ پچھلے سال رمضان میں ترجمہ پڑھا رہے تھے، اطلاع ملی کہ حضرت لاہوری بھی رحلت فرما گئے، جن کی دعاؤں پر ہمیں بھروسہ تھا اور تسلی ہوتی تھی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پتہ چلا کہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری بھی انتقال فرما گئے۔ اس کے علاوہ اور کچھ دوسرے حضرات بھی اس دنیا سے چلے گئے۔ اب تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید پر قائم رکھے۔ حضرت دین پوریؒ کی جماعت کو صحیح عقیدے پر قائم رکھے، ان کے خاندان کو دین کے ساتھ نوازے۔

آج کل چور پھیل گئے ہیں، کوئی ایمان کے چور ہیں، کوئی مال کے چور ہیں، سب فکر میں ہیں کہ مال نہ اُجڑ جائے، دین کی حفاظت کی تمہیں کوئی فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دین کو چوروں سے محفوظ رکھے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۱۳۶)

اعتدال ایک ایسا وصف ہے جو شرعاً نہ صرف مطلوب ہے بلکہ محمود بھی ہے۔ قرآن مجید نے ہمیں "اُمۃً وسطًا" (معتدل اُمت) کے لقب سے نوازا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ کسی بھی حالت میں اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اسی میں ہماری دینی اور دنیاوی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

☆

باب : ۵

دینی مدارس کا قیام' بھرپور تعاون سرپرستی' تحریکِ تحفیظ و تجوید اور آزاد اسلامی سکولوں کا استحکام

موجودہ دور میں مدارسِ عربیہ دینیہ کا وجود بھی بسا غنیمت ہے۔ عوام سے لے کر خواص تک میں جیسی کیسی دینی لہر موجود ہے۔ یہ انہی مدارسِ اسلامیہ کی مرہونِ منت ہے۔ اسلام اور دین کو آج کے دور میں جس قدر سہارا اور سنبھالا ملا ہوا ہے، شہر شہر' گاؤں گاؤں' قریہ قریہ اور ہر گلی ہر محلے میں جو مساجد آباد ہیں اور آج دنیا میں بسنے والے انسانوں میں سے جن جن کی زبان پر کلمہ پڑھا جارہا ہے، قرآن مجید کی تلاوت جاری ہے، غرض کہ دین کے کسی بھی شعبہ میں جتنا اور جیسا کچھ کام ہو رہا ہے، یہ سب دینی مدارس، مساجد اور مساجد میں قائم جو چھوٹے چھوٹے مکتب ہیں ان کا فیض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے خلاف ہر باطل تحریک اور طاغوتی طاقتوں کی نظریں مدارس و مساجد پر ہیں اور ان میں تعلیم پانے والے طلباءِ علومِ اسلامیہ پر ہیں، یہ سب ان دشمنانِ اسلام کو دہشت گرد نظر آتے ہیں اور مدارس و مساجد ان کو منبعِ فساد دکھائی دیتے

ہیں۔ چاروں طرف سے ان پر ہر سطح کی یلغار ہے اور یہ مدارس واہلِ مدارس اور دین کا دردر کھنے والا طبقہ ہر خلافِ اسلام قوت سے تحفظِ دین اور بقاءِ دین کی چومکھی جنگ لڑ رہا ہے اور جہاد کے عظیم ترین فریضہ کو انجام دے رہا ہے۔

بہشتی اور محمدی باغات :

خوشا نصیب مردِ قلندر حضرت درخواستی کو مدارس ومساجد کے ساتھ ایک قلبی دُھن تھی، عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور فطری وابستگی تھی، بڑی وارفتگی سے فرمایا کرتے۔ ''مساجد بہشتی باغ ہیں اور مدارس محمدیؐ باغ ہیں، محمدیؐ باغ آباد ہیں اور یہ تا قیامت آباد رہیں گے، ان کو ختم کرنے والے خود مٹ جائیں گے''۔

مردِ قلندر حضرت درخواستی کی زندگی کا اکثر حصہ سفر میں گزرا۔ مدارس و مساجد کی تقریبات میں تقریر اور وعظ کے لئے ہی سفر کرتے۔ مدارس ومساجد کا قیام، تعمیر وترقی اور سرپرستی آپ کا خاص مشن تھا۔

قیامِ مدارس اور فروغِ تجوید کا اہتمام :

حضرت مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی فرماتے ہیں :

''حضرت جس شہر یا بستی میں تشریف لے جاتے تو ان سے پوچھتے کہ یہاں پر قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام ہے؟ جواب نفی میں ملتا، تو آپ جوش میں آ کر فرماتے تم کیسے مسلمان ہو، فوراً قرآن مجید کا درس کھولو، چنانچہ وہاں پر آپ کی دعا سے قرآن مجید کی تعلیم کا کام شروع ہو جاتا۔

میں عمر کے ابتدائی حصہ میں تھا کہ حضرت کے ساتھ کوئٹہ گیا، وہاں پر بڑے

بڑے علماء بھی تجوید میں کمزور تھے، آپ نے فوراً عیدگاہ کوئٹہ میں اپنے مایہ ناز شاگرد قاری غلام نبی صاحب ایرانی کو لاہور سے بلا کر حکم فرمایا کہ آپ نے بلوچستان کے ان سنگلاخ پہاڑوں میں رہنے والے مسلمانوں کو قرآن مجید تجوید سے پڑھانا ہے"۔

کوئٹہ میں مرکز قائم فرمایا اور پھر پورے بلوچستان کے مختلف شہروں میں اس کی شاخیں قائم کیں۔ ایک ٹیم مقرر کی جو انتظامات کرتی تھی، جن میں حاجی یار محمد مرحوم، جناب اقبال شاہ صاحب گیلانی کوئٹہ والے، سیٹھ حاجی محمد اسماعیل صاحب کوئٹہ والے اور کچھ دیگر احباب تھے۔ آگے چل کر یہ مدرسہ ایک عظیم الشان مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ کی شکل میں معرضِ وجود میں آ گیا۔ حضرتؒ ان مدارس کی دیکھ بھال کے لئے ہر سال پندرہ (۱۵) دن تشریف لے جاتے تقریباً بیس سال کے بعد حضرت نے اس مدرسہ اور شاخوں سے فارغ التحصیل تقریباً دو ہزار قراء و حفاظ طلباء کرام کی دستار بندی فرمائی۔

اسی طرح آپ نے پاکستان کے بقیہ تینوں صوبوں میں سینکڑوں کی تعداد میں دینی مدارس قائم فرمائے اور مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) سلہٹ، چاٹگام، بوگرا اور ڈھاکہ وغیرہ میں بھی کافی مدارس قائم فرمائے۔

ایک دن کا مدرسہ :

ایک مرتبہ خواجہ سلیمان مرحوم کی دعوت پر جو خواجہ ناظم الدین مرحوم کے رشتہ دار تھے، محلہ جاترا باڑی ڈھاکہ میں تشریف لے گئے۔ کھانے کے دوران حضرت درخواستیؒ نے خواجہ سلیمان مرحوم سے پوچھا کہ : "اس محلے میں دینی مدرسہ ہے؟"

انہوں نے کہا نہیں ہے۔ آپ نے قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تعلیم کی اہمیت پر وعظ فرمایا، جس تین منزلہ بلڈنگ میں دعوت تھی، خواجہ سلیمان اُٹھ کر اس کے

مالک کے پاس گئے اور کہا کہ میں مدرسہ کے لئے یہ بلڈنگ خریدنا چاہتا ہوں، رقم طے ہوگئی، خواجہ سلیمان نے بلڈنگ کے مالک کو چیک دے دیا اور حضرت سے فرمایا یہ عمارت مدرسہ کے لئے وقف ہے۔ آپ مدرسہ کی ابتداء فرمادیں، آپ نے اسی وقت مدرسہ شروع فرمادیا اور اس مدرسہ کا نام "ایک دن کا مدرسہ" مشہور ہوگیا۔

تحفیظ القرآن مکہ مکرمہ :

سب سے عجیب بات یہ ہے کہ آپ کا یہ جذبہ فروغِ تعلیمِ قرآن وحدیث صرف پاکستان تک محدود نہ تھا بلکہ جہاں آج حرمین الشریفین میں سینکڑوں قراء وحفاظ قرآن مجید کی تعلیم دے رہے ہیں اور ہزاروں طلباء فیض حاصل کرر ہے ہیں، اس کا سہرا بھی سیٹھ محمد یوسف ٹرسٹ راہوالی ضلع گوجرانوالہ اور حافظ الحدیث مردِ قلندر حضرت درخواستی کے سر ہے۔ ۱۹۵۲ء میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ اور سیٹھ یوسف صاحب نے مکہ مکرمہ میں شعبۂ تحفیظ القرآن الکریم قائم فرمایا جس کا خرچہ سیٹھ یوسف صاحب ٹرسٹ راہوالی سے بھیجتے تھے۔ سبحان اللہ! شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے جانشینوں نے کیسے کیسے کارنامے انجام دیئے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص۴۴)

قرآنی درسگاہ کا فوری اقدام :

محترم مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہٗ لکھتے ہیں :

نفاذِ شریعت اور تحفظِ ختمِ نبوت کے لئے کلمۂ حق بلند کرنے اور علماء اور کارکنوں کو اس کی خاطر تیار کرتے رہنے کے علاوہ قدرت نے جو خصوصی ذوق مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو ودیعت فرمایا تھا، وہ دینی مدارس کا قیام تھا۔ وہ جس علاقے میں تشریف لے جاتے، دینی مدارس کی امداد کی طرف وہاں کے لوگوں کو متوجہ فرماتے،

مدارس کے سالانہ اجتماعات میں اپنی جیب سے بھی رقم عنایت فرماتے، اپنے عقیدت مندوں کا نام لے لے کر انہیں جلسے میں کھڑا کرتے اور ان سے مدرسے کے تعاون کے لئے فرماتے۔ جہاں مدرسہ نہیں ہوتا تھا وہاں دینی درسگاہ قائم کرنے کی ترغیب دیتے اور کوشش فرماتے کہ ان کی موجودگی میں ہی مدرسے کے قیام کی طرف عملی پیش رفت ہو جائے۔

آرام کے لئے رُکے اور مدرسہ بنا کر چل دیئے :

مردِ قلندر حضرت درخواستی کے ایک رفیقِ سفر واقعہ سناتے ہیں کہ قبائلی علاقہ کے سفر میں وہ ایک جگہ رُکے، لوگ مردِ قلندر حضرت درخواستی کا نام سن کر جمع ہو گئے، ایک صاحب حیثیت شخص نے آپ کو اپنے گھر چلنے اور چائے پینے کی دعوت دی۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ یہاں کوئی دینی مدرسہ ہے؟ جواب ملا کہ نہیں' اس پر حضرت نے فرمایا کہ پہلے مدرسہ قائم کرنے کا وعدہ کرو پھر تمہارے گھر چلیں گے۔ اس نے وعدہ کر لیا گھر پہنچے تو فرمایا کہ نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے، اس لئے مدرسہ کے لئے جگہ مخصوص کر دو، اس نے اپنے گھر کے ساتھ اپنی زمین میں ایک ٹکڑا مخصوص کر دیا۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے کہا کہ اب مزید دیر کس بات کی ہے؟ دو چار اینٹیں لاؤ تا کہ سنگِ بنیاد رکھ دیا جائے۔ وہ اینٹیں لایا اور مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا اور اس طرح جہاں وہ دورانِ سفر صرف تھوڑی دیر آرام کے لئے رُکے تھے وہاں ایک دینی مدرسہ کا آغاز کر کے آگے بڑھ گئے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۲۳۴)

چار ہزار سے زائد مدارس کا افتتاح :

مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب شہید لکھتے ہیں :

''دینی تعلیم کی اشاعت کے لئے دارالعلوم دیوبند قائم کرکے جس تحریک کا آغاز کیا گیا تھا، علماءِ حق نے اُس کو جاری رکھا اور یہ ان مدارس کی برکت ہے کہ برصغیر میں دینی علوم کی اشاعت سب سے زیادہ ہے۔ حضرت مولانا درخواستی کو اس کا خاص شغف تھا۔ آپ جس قریہ اور بستی میں جاتے ان کو مدرسہ قائم کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کے دستِ مبارک سے چار ہزار سے زائد مدارس کا افتتاح ہوا۔ آپ سینکڑوں مدارس کے سرپرست تھے۔ آپ کا اپنا قائم کردہ مدرسہ مخزن العلوم اب جامعہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ آپ کے ہزاروں شاگرد پوری دنیا میں تفسیرِ قرآن کے درس میں مشغول ہیں۔ ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم اور روحانی تربیت بھی فرماتے تھے''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۸۷)

مدارسِ عربیہ کی سرپرستی :

محترم حافظ ارشاد احمد دیوبندی تحریر فرماتے ہیں :

''لاریب ! مردِ قلندر حضرت درخواستی نے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک بھی خاص کر پورے برصغیر میں مدارسِ عربیہ کا جال بچھا دیا بلکہ جب کہیں کوئی وعظ و تقریر کے لئے دعوت دیتا تو اس شرط پر آپ دعوت قبول فرماتے کہ مدرسہ ضرور قائم کریں گے، پھر اس مدرسہ کے لئے خود اپنی جیبِ خاص سے بہت معقول مالی امداد فرماتے اور عوام و خواص کو بھی مدرسہ کی امداد کے لئے بھرپور توجہ دلاتے۔ عادتِ مبارکہ تھی کہ کسی ایک فرد کو نام لے کر یا اشارہ کرکے فرماتے کہ تم کھڑے ہو جاؤ اور سورتِ اخلاص سناؤ، جب وہ صاحب کھڑے ہو کر سورتِ اخلاص سنا لیتے تو پھر فرماتے اب کہو میں ایک کمرہ اپنی طرف سے اور ایک کمرہ اپنے والدین کی جانب سے

بنوا کردوں گا یا مدرسہ کے لئے اتنی نقد امداد کروں گا، اس طرح عوام بڑی خوشی سے مردِ قلندر حضرت درخواستی کے فرمان کے مطابق اپنے اپنے وعدہ کے مطابق کھلے دل سے مدرسہ کے ساتھ تعاون جاری رکھتے اور مدرسہ حضرت کی زیرِ سرپرستی اپنا کام جاری رکھتا۔

چونکہ حضرتؒ پر قاسمی ذوق کا غلبہ تھا، اس لئے عام اجتماعات میں چندہ کی اپیل نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ دارالعلوم دیوبند کے ذوق کو ملحوظِ خاطر رکھتے ۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے مدارسِ عربیہ کے لئے آٹھ زرّیں اُصول تجویز فرمائے تھے، آپ بھی ان کو ہمیشہ مدِ نظر رکھتے تھے"۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۲۶۹)

آزاد اسلامی سکولوں کی سرپرستی :

پروفیسر نذیر احمد بھٹی صاحب ڈیرہ نواب لکھتے ہیں :

"مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے مواعظ میں دردمندی اور دل سوزی کی ایسی کیفیت ہوتی تھی جو عام و خاص سبھی لوگوں کو متاثر کرتی تھی، وہ نوجوانوں کو عیسائی مشنری اداروں کی دست برد سے بچانا چاہتے تھے ۔ ایک مرتبہ مردِ قلندر حضرت درخواستی کا کوئٹہ کا سفر تھا، میں ان دنوں گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں لیکچرار تھا۔ یہ غالباً ۱۹۶۱ء کی بات ہے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی قاری غلام نبی ایرانی جو میرے خانپور کے دورۂ تفسیر کے ساتھی تھے، کے مدرسہ تجوید القرآن عیدگاہ کوئٹہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کے سلسلے میں تشریف لائے تھے، فقیر کو بھی ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

میں نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ یہاں کچھ بزرگوں نے عیسائی مشنریوں کے مقابلے کے لئے تعمیرِ نو پبلک سکول قائم کیا ہے ۔ اس سکول کی سرپرستی حضرت

مولانا عبدالغفور مظاہری خطیب جامع مسجد چمن اور امیر جماعت اسلامی کوئٹہ فرمارہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس سکول میں تشریف لے چلئے اور اس کی کامیابی کی دعا فرما دیجئے۔ مردِقلندر حضرت درخواستی نے میری درخواست کو قبول فرمایا۔ عبدالستار روڈ پر قائم اس سکول میں تشریف لے گئے اور اس کی ترقی وکامیابی کے لئے دُعا فرمائی۔ مجھے پچھلے سال اس ادارے کو دیکھنے کا موقع ملا تو حیرت ہوئی کہ مردِقلندر حضرت درخواستی کی دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑی ترقی وکامرانی سے نوازا ہے۔ وہ ادارہ بلوچستان کا معیاری نظریاتی درسگاہ کے طور پر ممتاز ومنفرد مقام پا چکا ہے۔ اس کی کئی شاخیں ہیں اور اس کے سامنے مشنری ادارے ماند پڑ چکے ہیں"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۵۱۹)

کیونکہ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نصف صدی تک درس وتدریس کے ساتھ ساتھ طالبانِ علومِ نبوت کی تربیت کرتے رہے، اور ہزارہا طلباء کو مستفید اور فیضیاب فرمایا۔ آج دُنیا کے گوشے گوشے میں مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کے تلامذہ اور تربیت یافتہ علماء موجود ہیں۔ ان میں مشہور اساتذہ اور مدرسین بھی ہیں، اور مصنفین ومؤلفین بھی، داعی ومبلغ بھی ہیں، اور امام وخطیب بھی۔ خود مردِقلندر حضرت درخواستیؒ ہمہ تن علم کے لئے وقف اور علم میں فنا تھے۔

درس وتدریس ہی سے علم کی بقا وابستہ ہے۔ علماءِ دین اگر درس وتدریس میں مصروف رہے، تو ان کا علم ترقی کرتا جائے گا۔ تدریس کے تحفظ اور بقا کے لئے مشکلات اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہئے۔

درس وتدریس کا فائدہ متعدی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے اکابر کی طرز پر تدریس کے شغل میں دن رات منہمک رہنا چاہئے، یہی سعادت وفلاحِ دارین کا راستہ ہے۔

☆

باب : ٦

عظمتِ مقام، رفعتِ شان، حافظہ وذکاوت اور محدثانہ جلالتِ قدر

جس شخصیت کے صبح و شام اور لیل ونہار قال اللہ وقال الرسول ﷺ میں گزرتے ہوں، تعلیم وتعلم اور درس وتدریس ہی جس کی زندگی کا عنوان رہا ہو، اور علم اور فقط علم ہی اوڑھنا بچھونا رہا ہو اور طلباء علومِ دینیہ اور علماءِ کرام اور کبار علماءِ کرام ہی کا گردو پیش میں جھرمٹ رہا ہو، تو ایسی شخصیت کے علم اور علمی مقام میں کیا کلام ہوسکتا ہے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ علم کا ایک بھرپور خزانہ تھے بلکہ تفسیر وحدیث کا چلتا پھرتا کتب خانہ تھے۔

محدثانہ جلالتِ قدر :

مولانا سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہ لکھتے ہیں :

"ایک مرتبہ والد صاحب (حضرت مفتی عبدالشکور ترمذیؒ) نے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سے سوال کیا کہ حدیث میں ایک صحابیؓ کے متعلق ہے کہ جب انہیں دفن کیا گیا تو تدفین کے بعد حضور اکرم ﷺ نے تسبیح فرمائی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین نے بھی تسبیح پڑھی، آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کے سوال پر فرمایا :

لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ قَبْرُہٗ۔

ترجمہ : اس بندۂ صالح پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی۔

تضیق (قبر کی تنگی) کی وجہ کیا تھی؟

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا کہ وہ صحابیؓ بکریاں چراتے تھے اور ان کو بول یعنی پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہیں ہوتا تھا جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ اس میں احتیاط نہ کرنے سے عذابِ قبر ہوتا ہے۔

چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِسْتَنْزِھُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّۃَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْہُ۔

(توضیح السنن ج:۱، ص:۱۲۷)

(ترجمہ: پیشاب سے بچو کیونکہ عموماً عذابِ قبر بے احتیاطی کی وجہ سے ہوتا ہے)

حضرت والد صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ :

''اس تقریر سے مجھے اطمینان ہوگیا اور بعد میں بعینہٖ یہ توجیہ شروحِ حدیث میں بھی مل گئی۔ اس سے مردِ قلندر حضرت درخواستی کی وسعتِ نظر اور حدیثِ پاک سے خاص مناسبت واضح ہے''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۳۶)

وسعتِ مطالعہ :

حافظ عبدالرشید ارشد ایڈیٹر الرشید لاہور تحریر کرتے ہیں :

''مجھے ایک مسئلہ پر ایک خاص حدیث کی تلاش تھی، بہت جگہ سے بڑے بڑے علماء سے دریافت کیا، اس کے بعد مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سے پوچھا تو فوراً

فرمایا: کنز العمال میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے اور میری مراد پوری ہوگئی۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۳۶)

ایک عالمانہ توجیہ و تطبیق :

مولانا مجاہد الحسینی صاحب فاضل ڈابھیل انڈیا لکھتے ہیں :

ایک شخص نے میری موجودگی میں مردِ قلندر حضرت درخواستی سے دریافت کیا کہ مسجد حرام کو سعودی انتظامیہ ساری رات کھلا رکھتی ہے لیکن مسجد نبوی ﷺ نصف شب کے بعد بند کر دیتی ہے، یہ تفاوت کیوں ہے؟

حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ نے جواب میں فرمایا کہ "مکہ معظمہ کی مسجد حرام میں اللہ تعالیٰ کا علامتی گھر بیت اللہ شریف ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْم .... اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند کی صفت حاصل ہے۔

اس لئے مسجد حرام ساری رات کھلی رکھی جاتی ہے اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی ﷺ حجرۂ نبوی سے ملحق ہے، چونکہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی آخری آرام گاہ اور آپ کا مسکن ہے، آپ کو آرام و استراحت کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے مسجد نبوی ﷺ رات کے کچھ حصے سے تہجد تک کیلئے بند کر دی جاتی ہے۔

مردِ قلندر حضرت درخواستی کے اس مدلل جواب سے سائل کی بھی تسلی ہوگئی اور حضرت درخواستیؒ نے آپ ﷺ کی برزخی حیات النبی ﷺ کا مسئلہ بھی حل فرما دیا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۱۸)

ایک حدیث کی عالمانہ تشریح :

اَللّٰہُ یَغْضَبُ اِنْ تَرَکْتَ سَوَالَہٗ وَ ابْنُ اٰدَمَ حِیْنَ یُسْئَلُ یَغْضَبُ۔ (کنز العمال)

(ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس وقت ناراض ہوتا ہے جب کوئی اس سے مانگنا چھوڑ دے اور بندہ اس وقت ناراض ہوتا ہے جب کوئی اس سے سوال کرے)

اس حدیث شریف کی تشریح اور حکمت میں ارشاد فرمایا کہ :

''انسان سوچتا ہے کہ اگر میں دینا شروع کر دوں تو میرے پاس کچھ بھی نہ رہے گا اور میں خالی ہاتھ رہ جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے خزانے میں کمی کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

بخاری شریف میں ہے : ارأیتم ما انفق منذ خلق السماء والارض ۔

فرمایا: بتاؤ جب سے آسمان وزمین کو پیدا کیا کتنا خرچ کیا، مانگنے والے مانگتے رہے دینے والا دیتا رہا۔ آج تک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کے خزانے میں کمی نہیں آئی۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۸۹)

روضۃ الرسول ﷺ بیت اللہ سے افضل ہے :

فرمایا : اسی مسجد میں روضۂ اطہر ہے جہاں آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں، وہ جگہ جو آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کو لگ رہی ہے وہ بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ لامکان ہے اور یہ ان کے محبوب ﷺ کی قیام گاہ ہے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۴۴)

داڑھی بڑھاؤ :

حافظ ارشاد احمد دیوبندی صاحب فرماتے ہیں :

ایک بار درسِ حدیث کے دوران ایک نامور مصنوعی سنی مولوی صاحب حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور طنزاً یہ دریافت کیا کہ :

''حضرتؒ ! کیاایک مشت سے زیادہ لمبی داڑھی کا شرعاً کوئی جواز ہے؟''

آپ نے اپنی فراستِ مومنانہ سے اس کے سوال کو بھانپ کر جواباً ارشاد فرمایا :

''حضرت نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے : ''اُعْفُوا اللُّحٰی ''(داڑھی بڑھاؤ) ''اُعْفُوا ''امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ داڑھی بڑھاؤ، داڑھی کٹانے کا آپ ﷺ نے حکم نہیں فرمایا''۔

اس نے کہا :

''حضرت ! نبی کریم ﷺ نے تو خود اپنی داڑھی تراشی ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کا اپنا فعل ہے، کیا آپ نبی کریم ﷺ کے فعل کو حجت نہیں سمجھتے ؟''۔

مردِ قلندر حضرت درخواستی کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ :

''اگر فعلی حدیث اور قولی حدیث میں تضاد ہو تو ہم کس حدیث پر عمل کریں گے؟''۔

اس مذکورہ مولوی صاحب نے کہا کہ :

''ہم نبی کریم ﷺ کی فعلی حدیث پر عمل کریں گے''۔

حضرت نے فرمایا :

''تو کیسا جاہل مولوی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ تو نے کم از کم اُصول الشاشی بھی شاید نہیں پڑھی۔ اُصولِ حدیث کی رُو سے اگر قولی حدیث اور فعلی حدیث میں تضاد ہو تو پھر ہم قولی حدیث پر عمل کریں گے''، پھر آپ نے عملی مثال دے کر اس مولوی صاحب کو سمجھایا'' کہ قولی حدیث ہے کہ تم چار شادیاں کر سکتے ہو، مگر آنحضرت ﷺ

نے خود گیارہ شادیاں بیک وقت کی ہیں، اب قول اور فعل میں کافی تضاد ہے کیا تم فعلی حدیث پر عمل کر کے اب گیارہ بیویوں کے ساتھ نکاح کر سکتے ہو؟''۔

تو مولوی صاحب سے کوئی جواب نہ بن آیا اور وہ بغیر اجازت لئے کچھ بڑبڑاتا ہوا فَفِرُّوا ہوگیا۔ (یعنی بھاگ گیا) (حافظ الحدیث نمبر)

تعوذ اور تسمیہ سے آغاز میں حکمت :

تعوذ اور تسمیہ کے ساتھ ابتداء کرنے کی حکمت یہ ہے کہ انسانوں کے دشمن دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری دشمن اور دوسرا باطنی۔ ظاہری دشمن سے حفاظت کے لئے قدرت نے بہت سے ظاہری اسباب مہیا فرما دیئے ہیں اور یہ ناممکن تھا کہ اس سے زیادہ نقصان پہنچانے والے باطنی دشمنوں کے حملوں سے بچنے کا سامان میسر نہ کر دیا جائے اور ہماری عبادات وغیرہ میں علی الخصوص اور تلاوتِ قرآنِ مجید میں جو افضل العبادات ہے اس کو رخنہ اندازی کا موقع دیا جائے۔ اس سے ربّ العالمین نے ہمیں مخفی تدبیروں سے بچنے کے لئے عمدہ ہتھیار اور حصنِ حصین بتلا دیا۔

ارشاد فرمایا: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ جب تم قرآنِ پاک کے پڑھنے کا ارادہ کرو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم پڑھا کرو جس کے معنی ہیں کہ میں شیطان مردود کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ استعاذہ شیطان کے مکر اور شر سے بچنے کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (حٰمٓ السجدة:۳۶) جب بھی شیطان ترے دل میں کوئی وسوسہ ڈالے تو آپ اَعُوْذُ بِاللّٰه پڑھ لیا کریں۔ بے شک وہ (اللہ کریم) سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

علامہ آلوسیؒ کی توجیہ :

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام جب ابتداء میں تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔
جب اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھا تو اللہ تعالیٰ کا نام آیا تو پہچان کا شوق پیدا ہوا تو ساتھ ہی مختصر پہچان کے لئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر کامل پہچان کے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو بیان فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ :جب آدمی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتا ہے تو حصنِ حصین یعنی خدا کی حفاظت کے مضبوط قلعے میں آجاتا ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کی تشریح :

''اعوذ'' تعوذ سے ماخوذ ہے۔عوذ کا معنی پناہ گرفتن،استعاذہ میں ایک مستعیذ ہوتا ہے(پناہ مانگنے والا) وہ انسان ہے اس کا ذکر اعوذ میں ہے۔

۲۔ مُسْتَعَاذَ بِہٖ۔ جس کے ساتھ پناہ مانگی جائے وہ (اللہ تعالیٰ) کی ذات ہے۔

۳۔ مُسْتَعَاذَ مِنْہُ - جس کے شر سے پناہ مانگی جائے وہ شیطان مردود ہے۔

۴۔ مُسْتَعَاذَ لَہٗ - جس مقصد کے لئے پناہ مانگی جائے وہ ہے حفاظتِ نفس۔

"بِاللّٰهِ" با استعانت کے لئے ہے۔اعتصام باللہ اور اعراض عن ماسوی اللہ، یعنی اللہ تعالیٰ سے مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔

''مِنَ الشَّیْطٰنِ '' شیطان شیطنت سے ماخوذ ہے معنی سرکش۔

سرکشی کرنے والے بہت ہیں، آگے رَجِیْمِ صفت لاکر تعیین فرمادی کہ اس سے خاص ابلیس مراد ہے۔شیطنت کا معنی بُعْدٌ عَنِ الرَّحْمَۃِ بھی ہے یعنی رحمت سے

بعید ہونا۔ رحمت سے بعید ہونے والے دو قسم کے شیطان ہیں، جنات میں اور انسانوں میں؛ جیسا کہ فرمایا :

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ۔ (انعام:۱۱۴)

(ترجمہ: اور ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن شیطانوں اور جنات سے بنادیے)

حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہے :

اُخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۔

(ترجمہ : یعنی جنت سے نکل جا اس لئے کہ تو راندۂ درگاہ ہے)

یہاں پر رجیم سے ابلیس مراد ہے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۸۴)

اَلْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا ۔

ذخیرۂ حدیث کا رُعب :

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری کی مجلس میں بڑے بڑے علماء وصلحاء تشریف لاتے تو بعض اوقات حضرت شاہ جی ہنسی مزاح سے مجلس کو زعفرانِ زار بنادیتے۔ ایک مرتبہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ تشریف لائے تو حضرت شاہ جی نے ایسا مزاح کیا کہ حضرت لاہوری اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر خوب ہنستے رہے، تھوڑی دیر کے بعد اسی مجلس میں مردِ قلندر حضرت درخواستی تشریف لائے تو حضرت شاہ جی نے فرمایا کہ حضرت! میرے نانا کی کچھ احادیث مبارکہ سنا دیں تو مردِ قلندر حضرت درخواستی نے اپنے خاص انداز میں احادیث مبارکہ سنانی شروع فرمائیں تو حضرت شاہ جی سمیت پورا مجمع رونے لگا۔ مجلس ختم ہوگئی مردِ قلندر حضرت درخواستی جب چلے گئے تو مولانا عبدالرحمٰن سانوی نے حضرت شاہ جی سے کہا کہ شاہ جی! حضرت لاہوری بھی بڑے پایہ کے بزرگ اور شیخ التفسیر تھے، ان کو

آپ نے ہنسا ہنسا کر لوٹ پوٹ کردیا اور مردِقلندرؒ حضرت درخواستی کے سامنے آپ روتے رہے ان کو ہنسایا نہیں۔ شاہ جی نے فرمایا، عبدالرحمٰن ! مردِقلندر حضرت درخواستی کے سینہ میں جو حدیث پاک کا خزانہ ہے اس کا رُعب اتنا ہے کہ میں ان کے ساتھ مزاح نہیں کرسکتا"۔ (حافظ الحدیث نمبر،ص:۲۳)

قرونِ اولیٰ کے قافلے کا بچھڑا ہوا فرد :

مولانا قاری محمد یوسف نقشبندی مہتمم دارالتجوید ڈیرہ اسماعیل خان لکھتے ہیں :

"میں قاسم العلوم ملتان میں پڑھتا تھا، ایک مرتبہ چھٹی کے بعد برصغیر کے خطیبِ اعظم حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کا ذکرِ خیر آیا تو میں نے امیرِ شریعتؒ سے پوچھا کہ آپ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ میں کوئی کمال دیکھتے ہیں تو حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا :

"بھائی! حضرت درخواستیؒ کا کیا پوچھتے ہو وہ تو قرونِ اولیٰ کے قافلے کا ایک بچھڑا ہوا فرد ہمیں نصیب ہوا"۔ (صحافظ الحدیث نمبر:۳۳۹)

دُنیا میں آخرت کے آدمی :

پاکستان کے فاشسٹ وزیرِاعظم ذوالفقار علی بھٹو نے جب مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو حراست میں لیا تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا :

"مردِقلندر حضرت درخواستیؒ اس زمانے میں قدیم علماء اور بزرگوں کا بقایا ہیں اور وہ اپنے دوستوں سے مجبور ہو کر سیاسی اُفق پر ان کی رہنمائی کرتے ہیں ورنہ وہ دنیا میں آخرت کے آدمی ہیں"۔ اور پھر فرمایا کہ: "موجودہ حکومت نے بہت ظلم کیا ہے، لیکن مردِقلندر حضرت درخواستیؒ پر ہاتھ ڈالنے کے بعد شاید یہ حکومت اُن سے بھرپور معافی نہ

مانگے تو ان کے دن ختم ہو جائیں گے اور یہ حکومت مزید نہیں چل سکے گی"۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۱۸۹)

سید علوی بن عباس مالکی کی حضرت درخواستیؒ سے عقیدت :

ایک تقریب بمقام مدرسہ صولتیہ حرمین شریفین (قدیم ترین عظیم علمی مرکز مکہ مکرمہ شریف) میں ہوئی، جس میں حضرت مولانا محمد سلیم کیرانوی مہتمم اور ان کے صاحبزادہ مولانا محمد مسعود شمیم نیز امیرِ تبلیغی جماعت حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب، مولانا غلام رسول اور دیگر اکابر تبلیغ وعلماءِ برصغیر تشریف فرما تھے۔ ساتھ ہی اکابر علماء حرمین شریفین بھی موجود تھے اور خصوصاً حضرت سید علوی بن عباس مالکیؒ بھی تشریف فرما تھے (جن کے بارے میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ عرب میں ان کی مثال ہمارے ہاں سید علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ جیسی ہے) مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے اعزاز میں منعقدہ اس مبارک مجلس میں بار بار سید علوی مالکیؒ اپنے نوجوان بیٹے سید محمد علوی کو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے سامنے پیش کرتے اور دعا کے لئے عرض کرتے کہ اللہ تعالیٰ اس کو علم وعمل سے نوازے اور مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ بہت شفقت اور پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا دیتے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۱۹۲)

"حافظ الحدیث" کے حوالے سے تعارف :

حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ :

"دینی حلقوں میں مولانا درخواستی کا سب سے پہلا بھرپور تعارف اس وقت ہوا جب ۱۹۵۴ء میں مدرسہ خیر المدارس میں مولانا خیر محمد صاحبؒ نے مولانا کا تعارف "حافظ الحدیث" کے حوالے سے کرایا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۱۹۴)

ایک زندہ کتب خانہ :

نوشہرہ (سرحد) کے ایک عظیم الشان تاریخی اجلاس؛ جس کی صدارت اسیرِ مالٹا حضرت مولانا عزیر گلؒ فرمارہے تھے؛ میں :

"مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے تقریباً تین گھنٹے تقریر فرمائی۔ بعد میں حضرت مولانا عزیر گلؒ نے اپنے ایک بیان کے دوران خصوصی مجلس میں علماءِ کرام سے فرمایا کہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ علومِ اسلامیہ اور معارفِ دینیہ کا ایک زندہ کتب خانہ ہیں۔ ان کے علمی آفاق حددرجہ وسیع ہیں۔ ہر مسئلہ ان کی زبان سے نکلنا چاہتا ہے۔ یہ شخص کشف وکرامات اور ایمانی فراست کا مالک ہے"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۲۰۲)

امامِ لاہوریؒ کا والہانہ استقبال :

بریگیڈیر (ر) مولانا فیوض الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ :

"یاد پڑتا ہے کہ ۱۹۵۶ء میں میری سب سے پہلی ملاقات اِن (مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ) سے مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار لاہور کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں ہوئی تھی۔ اس تقریب میں ملک کے تمام نامور قراء اور تمام مکاتبِ فکر کے ممتاز علماءِ دین موجود تھے۔ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کی تقریر جاری تھی کہ مدرسہ کے شمال مشرقی گیٹ سے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ جب اندر تشریف لائے تو حضرت لاہوریؒ انتہائی تیزی کے ساتھ استقبال کے لئے دروازہ پر پہنچ گئے، گلے ملے اور اپنے ساتھ لاکر اسٹیج پر بٹھا دیا اور پھر جہاں سے تقریر چھوڑی تھی وہیں سے دوبارہ شروع کردی۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۲۰)

متکلم بالحدیث :

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہ لکھتے ہیں :

۱۹۷۰ء کے سیاسی اختلافات کے حوالہ سے یاد آیا کہ مردِ قلندر حضرت درخواستی اور حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی' حضرت مفتی محمد شفیع' حضرت مولانا احتشام الحق رحمہم اللہ کے مابین سیاسی اختلاف اپنے عروج پر تھے لیکن اس کے باوجود جب مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا ذکر آتا تو حضرت عثمانیؒ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا درخواستیؒ نیک آدمی ہیں اور متکلم بالحدیث ہیں"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۳۶)

تہجد میں دُعا کا اہتمام :

مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں :

"میں روزانہ تہجد کی نماز کے بعد مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دُعا گو ہوتا ہوں کیونکہ مغربی و مشرقی پاکستان میں جہاں بھی میں گیا نوے فیصد (90%) مدارس انہی کے زیرِ سرپرستی کام کر رہے ہیں۔ مدارسِ عربیہ اسلام کے قلعے ہیں۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ جگہ جگہ اسلامی قلعے تعمیر کر رہے ہیں۔ موجودہ دور میں یہ اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۶۸)

حضرت درخواستیؒ کی موجودگی میں کون جمعہ پڑھائے گا :

ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب حضرو ضلع اٹک فرماتے ہیں :

"۱۹۴۶ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دین پور تشریف لائے' رات کو جامعہ مخزن العلوم خانپور میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی قدس سرہٗ کے ہاں قیام فرمایا، اس دوران حضرت مدنیؒ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کا یہ شعر بار بار

پڑھتے رہے ......

اب تو ہے بس تادمِ آخر وردِ زباں اے میرے اللہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ .... لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

دوسرے دن مولوی خدا بخش مرحوم (جو پاکستان سے دیوبند کے لئے چندہ جمع کر کے دیوبند بھیجتے تھے) کی دعوت پر حضرت مدنیؒ اور مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ملتان تشریف لے گئے، جہاں جامعہ قاسم العلوم ملتان کی بنیاد رکھنا تھی، بہت بڑا سہ روزہ اجتماع تھا۔

نمازِ جمعہ کے لئے منتظمین نے حضرت مدنی سے گزارش کی کہ آپ جمعہ پڑھائیں، حضرت مدنیؒ نے فرمایا "میں تو معذور ہوں"، پھر ان حضرات نے گزارش کی کہ آپ ہی کسی اور عالم کو حکم فرما دیں، حضرت مدنیؒ نے ارشاد فرمایا کہ :

"حافظ الحدیث مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی موجودگی میں اور کون جمعہ پڑھا سکتا ہے؟"

آپ کے حکم پر مردِ قلندر حضرت درخواستی نے جمعہ پڑھایا۔ اس موقع پر دونوں بزرگ بیمار بھی تھے"۔

شاید یہ آخری ملاقات ہو :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے حکیم عطاء اللہ مرحوم' جو حضرت حنیف اللہ صاحب مدظلہٗ کے والد بزرگوار تھے' کے گھر میں قیام فرمایا۔ اس دوران دونوں حضرات تنہائی میں بیٹھ کر اُمتِ مسلمہ کے اتحاد کے لئے مشاورت بھی فرماتے رہے، واپسی کے وقت حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ: "شاید یہ آخری ملاقات ہو"۔ تو مردِ قلندر

حضرت درخواستیؒ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ: ''آپ ایسا نہ فرمائیں، آپ کے بغیر جینا ہم کمزوروں کے بس کی بات نہیں، آپ کا سایہ ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ تمام اُمت کے لئے رحمت ہے''۔

حضرت مدنیؒ سے عقیدت ومحبت :

حضرت مدنیؒ بھی آبدیدہ ہوگئے، پورا مجمع بھی رورہا تھا، سب نے آہوں اور سسکیوں کے ساتھ حضرت مدنیؒ کو رخصت کیا، پھر حضرت مدنی جب سیّدپور (انڈیا) کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں شرپسند لوگوں نے حضرت مدنیؒ کی توہین کی۔ اس واقعہ کی مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو جب خبر ہوئی تو کافی دیر تک روتے رہے۔

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو حضرت مدنی قدس سرہٗ کے ساتھ بے حد محبت تھی ان کی شان میں کسی بھی طرح کی تنقید کو برداشت نہ فرماتے تھے۔ جب حضرت مدنیؒ کی وفات کی خبر مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے سنی تو شدتِ غم سے کئی روز تک روتے رہے، تعزیتی خط میں یہ شعر بھی تحریر فرمایا ....۔

مَضَتِ الدُّهُوْرُ وَمَا اَتَيْنَ بِمِثْلِهٖ   وَلَقَدْ اَتٰى فَعَجَزْنَ عَنْ نَظَرَائِهٖ

(صدیاں گزر گئیں ایسے لعل نہیں آئے آئے تو پھر گئے تو اپنی نظیر چھوڑ کر نہ گئے)

ابتداء اور انتہاء اللّٰہ اللّٰہ !

المعاصرۃ سبب المنافرۃ ایک معروف کہاوت ہے اور بہت حد تک صادق بھی آتی ہے۔ ہم عصروں میں رقابت اور پھر منافرت چلتی رہتی ہے لیکن جب کسی کے ساتھ تعلق عقیدتمندانہ اور نیازمندانہ ہو اور اس کی بنیاد خلوص اور اخلاصِ نیت پر ہو، محبت کا منشأ ذات نہیں بلکہ صفات ہوں اور محاسن وکمالات ہی وجہ گرویدگی ہو تو

منافرت، حسد اور بغض وعناد کو دور دور سے بھی راہ نہیں مل پاتی۔ عادات وخصائل ہی دُوری اور بُعد کا باعث بنتی ہیں اور قربت کا باعث بھی یہی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی کو بیان فرمایا :

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۔(آل عمران:۱۵۹)

(اے نبی ﷺ! اگر تو ترش رو اور سخت دل ہوتا' البتہ بھاگ جاتے وہ تیرے گرد سے)

مردِ قلندر حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ کمالات اور خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ للّٰہیت، تقویٰ، انابت، رجوع الی اللہ اور خشیتِ الٰہی ان کے رگ وپے میں سرایت کیے ہوئے تھی اور زندگی کی شناخت اور پہچان اللہ تعالیٰ اور اعمالِ صالحہ کی دعوت تھی۔ قصہ مختصر کے طور پر کہوں، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا آغاز اللہ اللہ سے تھا اور انتہا بھی اللہ اللہ ہی ہوئی ......

جو کل تک وجہ بینائی تھے ، ہر اہل بصیرت کو
وہی فردوس میں ہیں نورِ بخشِ دیدہ آج

خوشا نصیب مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سے اکابرین نے محبت کی ۔ معاصرین نے اخلاص نذر کیا اور گلہائے محبت پیش کئے اور اصاغرین نے تو دیدہ ودل فرشِ راہ کئے۔

لعلِ بدخشاں :

خطیبِ اسلام قاری محمد اجمل خان صاحبؒ لکھتے ہیں :

''مردِ قلندر حضرت محمد عبد اللہ درخواستیؒ اس دور کے ان علماء راسخین میں

سے تھے جن کی دقتِ نظر، وسعتِ تحقیق، حسنِ ذوق کا بہت کم کسی کو علم ہوگا۔ وہ حیا کے پیکر تھے، ان کا سرخ وسفید نورانی چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے لعلِ بدخشاں چمک رہا ہے۔ ربیع الاوّل کے مبارک مہینہ میں ہم سب کے شفیق بزرگ سچے عاشقِ رسول ﷺ حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہٗ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔

حافظ الحدیث کے لقب سے شہرت :

حضرت قاضی عبدالکریم کلاچی (فاضلِ دیوبند) مدظلہٗ فرماتے ہیں :

"دورِ آخر میں "حافظ الحدیث" کا مبارک لقب اور اسی کے ساتھ شہرت قدرت نے آپ ہی کو عطا فرمائی تھی۔ یہ حسنِ خداداد ہے جس میں موجودہ وقت میں آپ کا کوئی سہیم نہیں تھا۔ صدی بھر قال اللہ وقال الرسول ﷺ وردِ زبان صبح وشام رہا۔ ذکر اللہ سے ہمہ وقتی رطب اللسانی میں بھی بہت ممکن ہے کہ دورِ حاضر میں آپ ہی لاثانی ہوں، غیب کا علم خاصۂ خداوندی ہے، لیکن اللہ کے پیارے دین "اسلام" کی ہمہ پہلو خدمات کے لئے آپ کا انتخاب اور بچشمِ ظاہر خالصتاً لوجہ اللہ کریم تو اس کی دلیل ہے کہ اب آپ اپنی سوسالہ کمائی کا اجر ربِّ کریم ورحیم سے وصول فرماتے ہوئے بے اختیار فرما رہے ہوں گے کہ ...... ؏ شام از زندگی خویش کہ کارے کردم

اور اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا۔ (اعراف:۴۴)

(تحقیق پایا ہم نے جو کچھ وعدہ دیا تھا ہم کو ربّ ہمارے نے سچ)

اور اِنَّا کُنَّا فِیْٓ اَھْلِنَا مُشْفِقِیْنَ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَ وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ۔ (طور:۲۷)

(تحقیق تھے ہم پہلے بھی بیچ لوگوں اپنے کے ڈرتے ہوئے پس احسان کیا اللہ نے اوپر ہمارے اور بچایا ہم کو عذاب بادِ گرم کے سے (یعنی دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگی)

اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰانَا لِھٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ (الاعراف:۴۲)

(سب تعریف واسطے اللہ کے جس نے ہدایت دی ہم کو طرف اُس کی اور نہ تھے کہ راہ پاوے اگر نہ راہ دکھاتا ہم کو اللہ)

اور پھر کسی حدیث کی یاد کے تکرار کے شوق میں فرمارہے ہوں :

لَوْ لَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

(اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے)

بہر حال رونے دھونے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔

غیر معمولی ذکاوت وذہانت :

شہیدِ اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی فرماتے ہیں :

"مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی غیر معمولی ذکاوت وذہانت اور قوتِ حافظہ کی نعمت سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ کا کمال یہ تھا کہ آپ قرآنِ کریم کی طرح احادیث نبوی ﷺ کے بھی گویا حافظ تھے۔ آپ کو اس کثرت سے احادیثِ مبارکہ یاد تھیں کہ "حافظ الحدیث" آپ کے نام کا حصہ بن گیا تھا"۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۵۷۵)

ہمارے اکابر رحمہم اللہ جن کو دولتِ ایمان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشق کی نسبت بھی نصیب تھی۔ احادیثِ مبارکہ کو یاد کرتے، سنتے سناتے اور

ذوق وشوق کے ساتھ تکرار کرتے، یہ ایمان اور عشق ومحبت کا قدرتی تقاضا بھی تھا اور وہ اس کو اپنی اہم ذمہ داری، بڑی سعادت اور اللہ کی رضا اور قرب کا وسیلہ بھی سمجھتے تھے۔ آج کل کتبِ احادیثِ مبارکہ کا مفید، سلیس اور شگفتہ اردو ترجمہ موجود ہے، ہمیں چاہئے کہ احادیث کے ان ذخیرۂ ہائے کتب سے استفادہ کریں۔

باب : ۷

خطابت، طرزِ بیان، رُشد وہدایت اورافادات

دینِ اسلام دینِ دعوت وتبلیغ ہے۔ ربّ ذوالجلال اپنے پیغمبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو واشگاف الفاظ میں تبلیغِ حق کا حکم دیتے ہیں :

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ (المائدہ: ۶۷)

اے نبیؑ! پہنچادو وہ پیغام جو آپ کی طرف آپ کے ربّ کی جانب سے اتارا گیا ہے اور اگر بالفرض آپ نے ایسے نہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔ (پہنچانے کا حق ادا نہ کیا)

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پہنچادو میری طرف سے اگرچہ وہ ایک آیت ہی ہو''۔ اس لئے اُمتِ مسلمہ اُمتِ دعوت وتبلیغ کہلاتی ہے اور سلف وخلف میں بے شمار ایسی مقدس و پاکیزہ ہستیاں گزری ہیں، جنہوں نے دعوت وتبلیغ کے اس میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ انہی مکرم ومحترم ہستیوں میں سے ایک ہستی حافظ

الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی بھی ہے۔جن کو قدرت کی فیاضیوں نے علم و فضل کی بیکرانیوں کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کی حلاوت و لطافت سے بھی بطورِ خاص نوازا تھا۔گھنٹوں آپ کے بیان سے بڑے بڑے مجمعوں پر ایک سحر طاری ہوجایا کرتا تھا اور لوگ ہمہ تن گوش ہوجاتے تھے۔

ساحرانہ اندازِ بیان :

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی تقاریر کا انداز ایک سیدھا سادا تھا۔فی زمانہ خطیبوں، واعظوں اور مقررین کی تقاریر کا جو انداز ہے حضرت اس سے قطعاً نا آشنا تھے۔بالکل دھیمے انداز سے بات کو شروع کرتے، البتہ آگے چل کر کہیں کچھ جوش بھی آتا لیکن قلندرانہ اور درویشانہ انداز میں۔

مولانا زاہد الراشدی نے حضرتؒ کی تقاریر کا تعارف یوں کرایا :

''ان کا خطاب معروف معنوں میں سیاسی نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی مربوط گفتگو کا مزاج تھا لیکن روحانی اور علمی شخصیت کا کمال یہ تھا کہ لوگ گھنٹوں بیٹھے رہتے اور ان کی غیر مربوط گفتگو کی چاشنی سے محظوظ ہوتے''۔(حافظ الحدیث نمبر ص:۴۷۹)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے مشابہت :

جلسہ کی آخری تقریر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی ہوتی۔آواز میں کچھ غناہٹ تھی اور یہ بہت بھلی لگتی تھی۔آواز کے اس پہلو سے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھ مشابہت تھی۔معروف شخصیت علامہ عبدالرشید نسیم طالوت لکھتے ہیں :

''حضرت الاستاذ (علامہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ) کی وفات کے بعد کا یہ واقعہ

ہے اور یہ تو اب یاد نہیں کہ کہاں میں نے یہ تقریر سنی، مگر ایک جلسہ میں ایک خوش بیان واعظ نے جب تھوڑی سی غناہٹ کے ساتھ حدیثیں سنائیں اور اسی آواز کے ساتھ تقریر کی تو کانوں میں وہی رس گھلتا ہوا معلوم ہوا جو حضرت الاستاذ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تقریر کے وقت محسوس ہوتا تھا، اگرچہ آواز میں کوئی مشابہت نہیں تھی مگر وہ تھوڑی سی غناہٹ بھی مزا دے گئی اور راقم الحروف کو حضرت الاستاذ کی یاد دلا کر دنیائے دل کو آباد کر گئی۔ تقریر کے بعد خوش بیان واعظ کا نام "حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ" معلوم ہوا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۱۶)

تقریر کا طویل دورانیہ ایک کرامت تھی :

جب تقریر شروع فرماتے اور احادیث پر احادیث سناتے اور آیات سناتے تو اس میں کچھ ایسے کھو جاتے' وقت گزرنے کا حضرتؒ کو احساس ہی نہ ہوتا، بلا تکان بولتے چلے جاتے اور گھنٹوں بولتے، شکستگی، اُکتاہٹ اور تھکاوٹ کا نام نہ ہوتا۔ یوں تقریر میں دو تین گھنٹوں کے گزرنے کا احساس ہی نہ ہوتا اور بات میں چاشنی اور مٹھاس اس قدر کہ سامعین تقریروں میں پہر وقت گزر جانے کے باوجود تازہ دم رہتے، یہ آپ کی ایک زندہ کرامت تھی۔

مولانا حسین احمد قریشی لکھتے ہیں :

"مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ مدرسہ احمد المدارس سکندر پور ہری پوری کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے۔ عشاء کی نماز کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت' نعت' دستار بندی اور تمہیدی خطاب کے بعد مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا بیان شروع ہوا جو اذانِ صبح تک جاری رہا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۵۲۷)

تقاریر کے موضوعات :

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی تقاریر عموماً توحید اور ردِشرک، عقیدۂ ختمِ نبوت، ملک میں غلبۂ اسلام ونفاذِ شریعت، اتفاق واتحاد، مدارس ومساجد، تذکرۂ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، جمعیۃ علماءِ اسلام اور ذکر اللہ پر مشتمل ہوتیں اور اکابر کا تذکرہ بڑی دلسوزی اور پرنم آنکھوں سے کرتے اور بڑی حسرت سے یہ جملہ بار بار ارشاد فرماتے :

" كُبَرَنِيْ مَوْتُ الْكُبَرَاءِ " ۔

جبکہ دیوانِ حالی میں مکمل شعر یوں آیا ہے .... ۔

ہم ہیں وہی ناچیز مگر کبرنا موت الکبراء

آخری خطاب، وقت سحر اور طرزِ بیان :

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو سب سے آخر میں تقریر کیلئے وقت ملتا اور رات آدھی گزر چکی ہوتی تو فرماتے :

"مزدور کو مزدوری آخر میں ملا کرتی ہے، رحمت کا دریا موج میں ہے، تہجد کا وقت ہے، شان والے نبی ﷺ بھی اس وقت اپنے ربّ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوتے تھے۔ جھولیاں پھیلا کر بیٹھو، یہ مانگنے کا وقت ہے، مانگنے والے سے ربّ راضی ہوتا ہے۔ اس ربّ کے خزانوں میں کبھی کوئی کمی نہیں آتی۔ اس کے دروازے سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں جاتا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۱۲۷)

عبید اللہ کے بعد عبداللہ :

یہ حضرت کی تقریر کا جمالی انداز تھا۔ تقریروں میں کبھی جلال بھی آجاتا تھا۔

۱۹۶۸ء میں لاہور میں جانشینِ شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انورؒ اور ان کے رفقاء کو جب پولیس نے جمعۃ الوداع کے موقع پر تشدد کا نشانہ بنایا اور روزہ دار نمازیوں پر بے تحاشا لاٹھی چارج کیا تو معاً دوسرے جمعہ کو مردِ قلندر حضرت درخواستی نے لاہور پہنچ کر اسی جگہ ایوبی آمریت کے خلاف جلوس کی قیادت کی اور تقریر میں ایوب خانی مطلق العنانی اور کبر و غرور کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا :

''گزشتہ جمعہ تم نے نمازیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے، اس دن عبید اللہ تھے، آج عبداللہ آیا ہے۔ بلاؤ ان پولیس افسروں کو، ہم بھی وہی جرم کر رہے ہیں جو پچھلے جمعہ کو کیا گیا، آؤ اگر ہمت ہے تو لاٹھی چارج آج کر کے دیکھو''۔ (ص:۳۷۲)

ایک خط پر دعوت قبول کرلی :

مولانا مجاہد الحسینی صاحب ایک تقریر کا پس منظر یوں بیان کرتے ہیں :

''قیامِ پاکستان کے بعد اس کے ابتدائی دور ۱۹۴۸ء میں حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی سے اوّلین شرفِ زیارت و ملاقات مظفر گڑھ میں اس وقت نصیب ہوا، جب وہاں کے چند مخلص احباب میاں عبدالستار افسر مال اور چودھری صادق علی ڈی ایف سی نے مقامی انتظامیہ کی اس خواہش کا مجھ سے اظہار کیا کہ افسروں اور معززینِ شہر سے خطاب کے لئے کسی ایسی شخصیت کو دعوت دی جائے جو کسی حلقے میں بھی متنازعہ نہ ہو اور سب کے ہاں قابلِ احترام ہو۔

چونکہ ان دنوں میری رہائش گاہ مظفر گڑھ میں تھی تو میں نے وہاں کی معروف دینی درسگاہ مدرسہ احیاء العلوم کے مہتمم حضرت مولانا محمد عمر سے مشورہ کیا، مولانا محمد عمر فاضل دیوبند اور حضرت شیخ مدنیؒ سے بیعت ہونے کے ناطے میرے پیر بھائی تھے۔

پنجاب کے سابق وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ سردار عبدالحمید دستی کے بھائی حاجی امیر اکبر خان (جنہوں نے وکالت کے پیشہ سے تائب ہو کر تبلیغی جماعت میں شمولیت اختیار کر لی تھی) وہ اکثر نمازیں مدرسہ احیاء العلوم کی مسجد عیدگاہ میں ادا کرتے تھے اور ہمارے خاص دوستوں میں سے تھے، ان دونوں حضرات نے حضرت حافظ الحدیث مولانا درخواستی صاحبؒ کو دعوتِ خطاب دینے کے لئے سب سے موزوں شخصیت قرار دیا۔ ان دنوں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سے میرا کوئی تعارف نہ تھا۔ میں نے حضرتؒ کی خدمت میں خانپور کے پتے پر دعوت نامہ ارسال کر دیا، چند روز بعد مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا منظوری نامہ موصول ہوا، تو سب نے اظہارِ مسرت کیا۔ چنانچہ حسب پروگرام حضرتؒ تشریف لائے اور چودھری صادق علی کی رہائش گاہ واقع ریلوے روڈ پر خصوصی خطاب کا اہتمام کیا گیا، جس میں اینگلو انڈین ڈپٹی کمشنر کے سوا ضلع مظفر گڑھ کے تمام بڑے مسلم افسران، علماءِ کرام اور عمائدین و قائدینِ شہر شریک ہوئے تھے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے:

مردِ قلندر حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ نے اپنے مخصوص لہجے کے ساتھ خطاب کا دھیمے انداز میں آغاز فرمایا، پھر آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالے سے جب انسان کے ظاہر و باطن سے نقاب اُٹھایا اور جلال و جمال آمیز لہجے میں عام انسان اور مسلمانوں کا فرق واضح کیا تو سامعین پر ایک سناٹا طاری تھا، آنکھیں پُرنم تھیں، کبھی کبھی سبحان اللہ کی آوازوں سے مجمع کی زندگی کا ثبوت ملتا تھا ورنہ نصب شدہ پتھروں کی مانند پورا ماحول بے حس و حرکت تھا، پھر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے جذب و کیف کے عالم میں مستغرق بیان سے سامعین کے گریہ زاری کی بلند آوازوں

سے مجمع کا سکوت ٹوٹ گیا اور لوگوں پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ الفاظ اس کی وضاحت سے قاصر ہیں"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۲۱۴)

لطافت بھرے جملے :

کبھی کبھی تقریر میں حضرت کی کوئی بات لطیفہ بن جاتی ۔ مولانا سید عبدالقدوس ترمذی فرماتے ہیں :

"ایک مرتبہ یہ لطیفہ بھی پیش آیا کہ حضرت والد صاحب (مفتی عبدالشکور ترمذی) جلسہ کی صدارت فرما رہے تھے اور حضرت دیر تک بیان فرماتے رہے، مجمع میں کچھ حضرات سونے لگے، اِدھر صدر محترم پر بھی قدرے نیند کا غلبہ ہوا، مردِ قلندر حضرت درخواستی بھانپ گئے اور فرمانے لگے کہ مجمع بھی سو رہا ہے اور صدر صاحب بھی سوئے ہوئے ہیں اور میں اس کے باوجود تقریر کر رہا ہوں سب کہو "سبحان اللہ" اس سے سارا مجمع متوجہ ہوا اور ایک عجیب لطف کی کیفیت پورے مجمع پر طاری ہوگئی۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۴۳۵)

شان والے :

مولانا عبدالرشید انصاری فرماتے ہیں :

"راقم الحروف نے اپنے ہاں پروگرام مرتب کیا۔ ۲۵ مارچ ۱۹۹۴ء کو ایک روح پرور تقریب منعقد ہوئی۔ آپ وہیل چیئر پر بیٹھ کر تشریف لائے اور نارتھ کراچی میں راقم السطور کی جامع مسجد حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تعمیر جدید کا افتتاح فرمایا۔ کراچی میں یہ آخری تقریب تھی جس میں آپ مہمانِ خصوصی اور میر محفل تھے۔ میں نے جب بتایا کہ ہماری یہ مسجد اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام

منسوب ہے تو اس پر فرمایا :

"اماں عائشہؓ بھی شان والی، ان کے والد صدیق اکبرؓ بھی شان والے دونوں کو شان والے نبی ﷺ کی محبت اور عشق نے شان والا بنا دیا۔اے اللہ اس مسجد اور مسجد والوں کو بھی شان والا بنا دے"۔(حافظ الحدیث نمبر ص ۳۷۵)

امام لاہوریؒ کو خراجِ عقیدت :

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہٗ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے تقریباً نصف صدی قبل کے ایک خطاب کے بعض اہم حصے نقل کرتے ہیں۔امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے حضرت درخواستیؒ فرمایا کہ :

"وہ اللہ والے تھے جنہوں نے قرآن کریم کی اشاعت کو زندگی کا مشن بنا رکھا تھا، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی اس مشن کو جاری رکھا اور آخر دم تک قرآنِ کریم کا درس دیتے ہوئے اور تعلیم دیتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے"۔

"اس سے قبل حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہم اللہ اور دیگر اکابر ہم سے جدا ہوئے ہیں اور اب حضرت لاہوری بھی ہم سے رخصت ہو گئے ہیں۔اِن کا خلاء پُر نہیں ہو سکتا ،البتہ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اِن کا مشن جاری رکھنا چاہئے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مشن جاری رہے گا اہلِ باطل خوش نہ ہوں کہ حق کہنے والے چلے گئے"، نہیں، بلکہ ایک جائے گا تو دوسرا ان کی جگہ حق کہنے والا کھڑا ہوگا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری

رہے گا۔ ہمارے لئے سعادت کی بات ہوگی کہ ہم جانے والوں کے مشن کو سینے سے لگائے رکھیں اور انہی کی طرح محنت اور جدوجہد کرتے ہوئے ان سے جاملیں“۔

اس جینے کا مزہ نہیں :

ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے اس خطاب میں کہا کہ: ”دینی اقدار کا مذاق اُڑایا جارہا ہے، رمضان المبارک کی بے حرمتی ہورہی ہے، ناچ گانا عام ہے، فلمیں بن رہی ہیں، سینما آباد ہیں اور لوگوں کو بے حیا بنایا جارہا ہے۔ جناب نبی اکرم ﷺ کی سنت وحدیث کا انکار ہورہا ہے، نبی ﷺ کے یاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین ہوتی ہے اور حضور ﷺ کے گھرانے کی بے حرمتی کی جاتی ہے لیکن کوئی اس کا نوٹس نہیں لیتا، اس زندگی سے موت بہتر ہے اور اس حالت میں جینے میں کوئی مزہ نہیں“۔

قرآن وسنت میری سیاست ہے :

فرمایا : ”میں سیاسی آدمی نہیں ہوں اور ملک کے صدر اور تمام افسروں سمیت ہر شخص پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے مارچ کی سیاست نہیں آتی مگر قرآن و حدیث کی سیاست کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔ میری سیاست قرآن وسنت ہے اور قرآن و سنت کے نظام کی بالادستی ہمارا سب سے بڑا مشن ہے۔ اس سے ہم کبھی دستبردار نہیں ہوسکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں قرآن کا نظام آئے، حدیثِ رسول ﷺ کا نظام آئے، کلب خانے بند ہوں، سینماؤں پر تالے لگ جائیں، رمضان المبارک کا احترام ہو اور اسلامی احکام کی حکمرانی قائم ہو، اس سے ہم کبھی دستبردار نہیں ہوں گے، ہم دارو

رسن قبول کر سکتے ہیں لیکن اسلامی نظام سے دستبردار نہیں ہو سکتے"۔

نفاذِ شریعت کے لئے سر دیں گے :

فرمایا : "ہمیں ملک کا غدار کہا جا رہا ہے، ہم غدار نہیں ہیں ملک کے وفادار ہیں اور میں تو خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر پاکستان کے لئے دعائیں کرتا رہتا ہوں کہ یا اللہ پاکستان کی حفاظت فرما اور اسے ہندوؤں اور سکھوں کے شر سے محفوظ رکھ جو شخص خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر رو کر ملک کے لئے دعائیں مانگے، وہ غدار کیسے ہو سکتا ہے، ہم ملک کے وفادار ہیں مگر اس ملک کو فرنگی نظام سے نجات دلا کر محمدی نظام کے ذریعہ مستحکم کرنا چاہتے ہیں اور قرآن وسنت کا قانون ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ملک کی بقاء اور استحکام اسی میں ہے مگر لڈو کھا کر ملک کو برباد کرنے والے ملک میں فرنگی نظام کو باقی رکھنا چاہتے ہیں اور اسلامی نظام میں رُکاوٹیں ڈال رہے ہیں، ہم صدر کی رعیت ہیں لیکن اگر صدر بھی اسلامی نظام سے بے وفائی کریں تو ہم ان کی بات نہیں مانیں گے اور میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم سر دے دیں گے مگر اسلامی نظام کے خلاف کوئی بات قبول نہیں کریں گے"۔

امریکی نظام کے خلاف اعلانِ جنگ :

ایک دفعہ فرمایا : "ہمارے ملک کو پہلے فرنگی نظام کے ذریعہ برباد کیا جاتا رہا اور اب امریکی نظام کے ذریعہ ملک کو تباہ کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں مگر ہم نے نہ فرنگی نظام کو قبول کیا تھا اور نہ ہی امریکی نظام کو قبول کریں گے۔ ہمارے بزرگوں نے فرنگی نظام کے خلاف جنگ لڑی تھی اور ہم امریکی نظام کے تسلط کے خلاف جنگ لڑیں گے اور ہمارا اعلان ہے کہ ہم سولی پر چڑھ جائیں گے، دار ورسن کو منظور کر لیں گے مگر امریکی نظام کا

تسلط برداشت نہیں کریں گے۔

میں صدرِ پاکستان' ملک کے افسروں' ججوں اور حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ یہ ملک ہم سب کا ہے۔ ہمارا بھی ہے، آپ کا بھی ہے، اس لئے ہم سب کو اس ملک کی فکر کرنی چاہئے اور سب کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے نہ تم ہمارے لئے غیر ہو نہ ہم تمہارے لئے غیر ہیں، ہم سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ہم سب حضرت محمد ﷺ کے اُمتی اور غلام ہیں، اس لئے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا نظام اور قانون نافذ کر کے اس ملک کو بچالیں۔ یہ ملک اسی نظام سے بچے گا، فرنگیوں اور امریکیوں کے نظام سے یہ ملک باقی نہیں رہے گا، لڈو کھا کر ملک کو بدنام کرنے والوں سے میں کہتا ہوں کہ تمہاری آنکھیں بند ہیں، تم نے دوست کو دشمن سمجھ لیا ہے اور دشمن کو دوست بنا لیا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہے اور شیطان تم پر مسلط ہو گیا ہے۔ اس لئے اس حالت سے باہر نکلو، قرآن و سنت کو سینے سے لگاؤ اور اللہ کے بندوں کی بات مانو تا کہ یہ ملک دشمن کی سازشوں سے محفوظ ہو جائے''۔

قرآن وحدیث سناتا رہوں گا :

''میرے اندر کوئی کمال نہیں ہے' البتہ قرآنِ کریم کا جوہر اللہ تعالیٰ نے سینے میں رکھ دیا ہے میری کوشش ہے کہ یہ جوہر مرنے تک ساتھ رہے اور جب اس دنیا سے رخصت ہوں تو یہ قبر میں بھی ساتھ رہے، میں خان پوریوں سے کہتا ہوں کہ میں تمہیں قرآن سناتا رہوں گا، حدیثِ رسول ﷺ سناتا رہوں ہوگا، تم مجھے بے شک جوتے مارو، مجھے پتھر مارو، میں تمہارے جوتے کھالوں گا، تمہارے پتھر برداشت کرلوں گا، مگر قرآن سنانے سے باز نہیں آؤں گا اور قرآن کے نظام کی دعوت دینے سے باز نہیں آؤں گا''۔

خدا کرے نقل بھی صحیح اُتار سکیں :

حافظ بشیر حسین ایبٹ آباد نے حضرت کی تقریر کے چند درد بھرے جملے نقل کیے ہیں :

''آج نہ مجھے قرآن کا شیدائی ملتا ہے نہ حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کا' پہلے حال والے تھے وہ چلے گئے، قال والے رہ گئے، پھر قال والے بھی چلے گئے، اب نقال رہ گئے، اب تو نقال بھی جا رہے ہیں، دعا کریں کہ ہماری نقل صحیح اُتر جائے''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۴۰۰)

یارِ غار کے لئے نبی اکرم ﷺ کی بشارت :

محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ نے حضرت درخواستیؒ کی تقریروں کے چند اقتباس نقل کیے ہیں :

''مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے اپنے ایک بیان میں ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا : ''حضرت! میں نے سفر کے لئے دو سواریاں تیار رکھی ہیں۔ ایک میرے لئے ایک آپ ﷺ کے لئے''۔

آپ ﷺ نے امتحاناً فرمایا : بِثَمَنٍ یَا اَبَابَکر قیمت کے ساتھ دینا چاہو گے تو میں لے لوں گا، بغیر قیمت کے نہیں لوں گا۔ یہ امتحان ہو رہا تھا مگر وہ بھی ابوبکر صدیقؓ تھے فرمانے لگے، حضرت قیمت کس سے لوں؟ '' اَنَا وَ مَالِیْ لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ '' (میری تو کوئی چیز اپنی نہیں، میں بھی آپ ﷺ کا میرا مال بھی آپ ﷺ کا)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شان والے نبی ﷺ نے اپنے بستر مبارک پر سلا دیا جبکہ ابوبکر صدیقؓ کو اپنی چادر مبارک اوڑھا کر گھر سے لے گئے، جو شان والے نبی ﷺ

کے بستر مبارک پر سویا وہ بھی شان والا، چادر میں لپٹ کر جانے والا بھی شان والا، غار میں جن کی گود میں حضور ﷺ سوئے وہ بھی شان والا، غار میں جب پہنچے ابوبکر صدیقؓ کی گود میں حضور ﷺ کا سر مبارک ہے، ابوبکرؓ ہنس رہے ہیں، حضور ﷺ فرمانے لگے: ''ابوبکرؓ! کیوں ہنستے ہو''۔ کہنے لگے: ''حضرت! میری وفا دیکھئے، آج غار میں گود میری ہے، سر مبارک آپ ﷺ کا ہے''۔ حضور ﷺ فرمانے لگے: ''ابوبکر! اگر تو فادار ہے تو میں بھی وفادار ہوں۔ آج غار میں گود تیری ہے سر میرا ہے، مزار میں گود میری ہوگی سر تیرا ہوگا، پھر قیامت تک جدا نہیں ہوں گے''۔

نام کے ولی اور کام کے ولی :

''میں نے سند کہیں سے نہیں لی اور نہ میرے اندر علمی کمال ہے، میں تو یوں ہی سمجھتا ہوں کہ شیخ کی دعا ہے جہاں جاتا ہوں اس دعا کی برکت سے کام ہو جاتا ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ ولایت کو نہیں مانتے، میں نے رات بھی کہا تھا کہ ہم تو بچوں کی ولایت کو بھی مانتے ہیں، مگر سب ولی برابر نہیں۔ کوئی نام کے ولی ہوتے ہیں، کوئی کام کے ولی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ تم کو دیکھنے والی آنکھ نصیب فرمائے۔ نام کے ولی بہت ملیں گے کام کے ولی جو ہوتے ہیں وہ نام نہیں لیتے۔ خدا ان کا نام بھی بلند کرتا ہے، ان کا کام بھی بلند کرتا ہے''۔

حضرت دین پوریؒ کا مقام :

''حضرت دین پوریؒ جنگل میں آ کر بیٹھ گئے، جہاں دن میں بھی کوئی آدمی نہیں جا سکتا تھا، جب ہم پڑھتے تھے خدا کی شان ہے روٹی بھی بمشکل ملتی تھی، جب شیخ

کا چہرۂ انور یاد آتا ہے تو کہیں نگاہ پڑتی ہی نہیں ۔ بہر حال بات سمجھا رہا ہوں اب بھی خدا کا ملک خالی نہیں''۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی جواں ہمتی :

''یہ بڑھاپا کچھ نہیں ہے، دل کمزور نہ ہو، دل بوڑھا نہ ہو تو ظاہری بڑھاپا کوئی نقصان دہ نہیں ہے، بلکہ مزہ ہے، بڑھاپے میں اللہ کا نام لینے کا مزہ آتا ہے، بڑھاپے میں خدا کا کلام پڑھنے کا مزہ آتا ہے، بڑھاپے میں حدیثِ مصطفیٰ ﷺ پڑھنے کا مزہ آتا ہے۔ حضرت سندھیؒ کا اچھا نصیب تھا، پھر پھرا کے شیخؒ کے قدموں میں آ کر مدفون ہوئے، سب کہو سبحان اللہ ۔ اخیر میں بیمار تھے، وہ دین پور شریف تشریف لے آئے، میں ڈاکٹر کے پاس لے گیا، وہ ڈاکٹر میرا شاگرد تھا، مولانا نے فرمایا اس کو کیوں لے آئے؟ میں نے کہا حضرت! یہ آپ کی طبیعت دیکھنے کے لئے آئے ہیں، جلال میں آ کر فرمانے لگے، مجھے مرتے ہوئے دیکھ رہے ہو، سندھیؒ کی داڑھی کے بال سفید دیکھ کر کمزور سمجھ رہے ہو، میرا دل ابھی تک بھی کمزور نہیں ہوا، میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں''۔

حضرت لاہوریؒ کی شان :

''حضرت لاہوریؒ رمضان المبارک میں قرآنِ مجید کا ترجمہ پڑھاتے ہوئے ربّ کے ہاں پہنچ گئے ۔ خدا کی شان ہے بارش بھی ہو رہی تھی، رمضان المبارک کا مہینہ تھا ہم بھی خان پور سے لاہور پہنچے، میں نے کہا: ''لاہوریو! تمہیں قرآن والوں کی شان معلوم نہیں، اب دیکھو آواز آ رہی ہے کہ قرآن مجید پڑھانے والا یہ رحمتِ الٰہی کی بارش برساتا رہا۔ اب بھی بارش برساتا ہوا خدا کے ہاں جا رہا ہے''۔

ایمان کی حفاظت کے لئے چھاؤنیاں :

''یہ نوشہرہ چھاؤنی کا مقام ہے۔ چھاؤنی ہوتی ہے ملک کی حفاظت کے لئے، جان کی حفاظت کے لئے، میرے نزدیک یہ مسجدیں اور دینی مدارس ایمان کی حفاظت کے لئے چھاؤنیاں ہیں''۔

رحمت کا دریا موج میں ہے :

''تم خود نہیں آئے مہربان نے مہربانی کی ہے تمہیں اپنے دربار میں بُلا کر بٹھا دیا ہے، آواز آرہی ہے، پریشان کیوں ہوتے ہو؟ رحمت کا دریا موج میں ہے، آنے کی دیر ہے، منظوری میں دیر نہیں لگے گی، معافی مانگنے میں دیر ہے، معافی دینے میں دیر نہیں لگے گی، دامن پھیلانے میں دیر ہے، دامن بھر دینے میں دیر نہیں لگے گی، سر جھکانے میں دیر ہے رحمت کے دریا میں غوطہ دے کر بخش دینے میں دیر نہیں لگے گی''۔

شان والے اعضاء، قرآن والے اعضاء :

''جس آنکھ نے قرآنِ مجید کو دیکھ لیا، وہ آنکھ بھی شان والی، جس کان نے قرآن مجید سنا وہ کان بھی شان والا، جس ہاتھ نے قرآن مجید اُٹھایا وہ ہاتھ بھی شان والا، جس سینے میں قرآن مجید آ گیا وہ سینہ بھی شان والا، جس بچے نے قرآن مجید پڑھا وہ بچہ بھی شان والا، اس کے ماں باپ بھی شان والے''۔

''اللہ ہو'' کے بڑے مزے ہیں جو چاہے چکھ لے :

''دین پور شریف میں ایک مست فقیر شیر محمد ساری رات کہتا تھا: ''اللہ ہو کے بڑے مزے ہیں جو چاہے چکھ لے''۔ حضرت دین پوریؒ فرماتے تھے، فقیر شیر محمد کا کمال

نہیں، یہ اس کی مہربانی ہے جو اس کو سونے نہیں دیتا۔ اور" اللّٰہ ھُو " کے عشق میں جگائے رکھتا ہے"۔

قرآن کا رنگ :

"قرآن کا رنگ مٹ سکتا ہے نہ اس کی روشنائی مٹ سکتی ہے، مٹانے والے مٹتے رہے ہیں، اب بھی مٹ جائیں گے، قرآن کی روشنائی یوں ہی رہے گی، قبر میں بھی ساتھ ہوگی، حشر میں بھی ساتھ ہوگی"۔

بادشاہوں کے تاج وتخت اور قرآن کا حرف :

"یہ نوجوان بھی آئے ہوئے ہیں، یہ کہتے ہیں" یہ مولوی بے کار ہیں، مزا تو کالج میں ہے، یونیورسٹی میں ہے، ہزاروں روپے ان کو مل رہے ہیں، ان بے چاروں کو تو کچھ ملتا ہی نہیں یا کوزہ ملے گا یا مصلیٰ ملے گا، یا زیادہ سے زیادہ تیس پارے قرآن ملے گا "۔ میں کہتا ہوں :

> "بادشاہوں کے تاج وتخت ایک طرف، اللہ تعالیٰ کے کلام کا ایک حرف ایک طرف"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۴۴)

قرآن وحدیث کی روشنی :

فرمایا : "قرآن وحدیث دو ایسے چراغ ہیں کہ اِن کی روشنی نہ رات میں ختم ہوتی ہے اور نہ دن میں کم ہوتی ہے جو اس روشنی کے قریب ہوگیا، اس کے دل کی روشنی کبھی نہ بجھے گی۔ قیامت کے دن بھی یہ روشنی اس کے ساتھ ہوگی۔ قیامت کے دن پہچاننے والے کہیں گے یہی ہیں فدایانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ساتھ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی موجود

ہے"۔(حافظ الحدیث نمبر ص:۱۷۶)

قرآن بھی شان والا‘ قرآن والے بھی شان والے :

"قرآن مجید شان والی کتاب ہے، جس نبی ﷺ پر یہ کتاب اُتاری گئی وہ بھی شان والے، اس کو دیکھنے والے بھی شان والے، اس کے پڑھنے والے بھی شان والے، اس کے سننے والے بھی شان والے، جن کے سینوں میں قرآن مجید ہے وہ بھی شان والے"۔(حافظ الحدیث نمبر ص ۱۸۰)

ذکراللہ :

مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ فرماتے ہیں‘ ۱۹۷۳ء میں ایک مجلس میں حضرت درخواستیؒ نے نصیحتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ :

"ذکر اللہ کی طرف توجہ دو نیک لوگوں کی سنگت اختیار کرو، بروں کی صحبت سے بچو، اللہ کا خوف دل میں پیدا کرو"۔

نوجوان دین کے لئے کام کریں گے :

"میں نے حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کے سامنے بیٹھ کر استخارہ کیا ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے تین باتوں کے بارے میں تنبیہ فرمائی ہے اور مسلمانوں کو ان کے مقابلے کے لئے تیار کرنے کا اشارہ فرمایا ہے۔ آنے والے دور میں گمراہ قسم کے لوگوں کا دور دورہ ہوگا۔ جعلی پیروں کا تسلط ہوگا، البتہ اس زمانے میں نوجوان نسل دین کے لئے کام کریگی اور ختمِ نبوت کی حفاظت کے لئے جانوں کی قربانی دے گی۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۱۹۱)

ایک مردِ حق کا انتقال :

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے انتقال پر فرمایا .... ۔

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند

تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند

قدرت کے کرشمے ہیں، اس سال بھی ہمارے مخدوم و مکرم شیخ التفسیر حضرت لاہوری نے حسبِ سابق دورۂ تفسیر شروع کیا۔ دور دراز سے علماء تشریف لائے ۔ ۱۶؍ رمضان المبارک تک قرآنی علوم و معارف پڑھاتے رہے، اوپر سے آواز آئی کہ اب بقیہ تفسیر علّیین میں پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت لاہوری کے ان دینی، مذہبی، تبلیغی خدمات کو قبولیت عطا فرما کر ان کیلئے باقیات الصالحات بنادے۔ (آمین) كَبَّرَنِیْ مَوْتُ الْكُبَرَاءِ، (مجھے تو بڑوں کی موت نے بڑا کردیا)

فرمایا :''لاہور والوں نے کئی جنازے دیکھے ہوں گے، سلاطین، وزراء، امراء کے جنازے بار بار دیکھے ہوں گے، مگر ایک مردِ حق فقیر درویش عالم ربانی کا جنازہ آج دیکھ لو۔ آج لاہور اُجڑا ہوا نظر آرہا ہے۔ آج لاہور کے در و دیوار نوحہ کناں ہیں، آسمان و زمین میں آہ و فغاں ہے کہ ایک عارف باللہ کے فیوض و برکات سے عالمِ اسلام محروم ہوگیا ہے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی کے ایک ایک جملہ پر حاضرین دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۰۱)

ناز :

فرمایا:''کسی کو قومی اسمبلی کی ممبری پر ناز ہے، کسی کو صوبائی اسمبلی کی ممبری پر ناز ہے کسی کو درہم اور دینار پر ناز ہے، کسی کو جاگیر اور محلات پر ناز ہے، علماءِ دیوبند اور جمعیۃ

علماءِ اسلام کو خدا اور اس کی کتاب اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ناز ہے"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۲۱۳)

حضور ﷺ کا علم :

فرمایا: "رسالت مآب ﷺ کو کائنات میں سب سے زیادہ علم دیا گیا۔ دنیا میں بھی آپ ﷺ کو علم ملتا رہا اور اب گنبدِ خضریٰ میں بھی آپ ﷺ کو علم مل رہا ہے۔ قیامت کے دن بھی آپ ﷺ کو علم ملے گا، نہ خدا کا دینا ختم ہوگا نہ رسول اللہ ﷺ کا لینا ختم ہوگا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۴۴)

تین باتیں :

۱۹۷۱ء میں شنکیاری میں مردِ قلندر حضرت درخواستی نے ایک ہزار کے اجتماع کو بیعت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

۱۔ "جب تک زندہ ہیں کسی کے آگے سر نہیں جھکائیں گے۔

۲۔ جب تک زندگی ہے نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے رہیں گے۔

۳۔ جو شخص صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے ادبی کرے گا ہم اس کا ساتھ نہیں دیں گے"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۵۹)

شیدائی یا حلوائی :

ایک اجتماع سے خطاب میں ارشاد فرمایا :

اگر تم نے آج اس زندگی میں دین کی حفاظت اور اسلامی نظام کے لئے کوشش نہیں کی تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟

رحمت کا دریا موج میں ہے، قسمت والے شیدائی بن رہے ہیں، بدقسمت حلوائی بن رہے ہیں، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ شیدائی بنو گے یا حلوائی؟ حاضرین

نے ایک آواز ہوکر کہا شیدائی بنیں گے پورے میدان میں ہاتھ ہی ہاتھ تھے''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۶۹)

حُبِّ رسول ﷺ کے لئے اتباع لازم ہے :

فرمایا: ''محبت کا معیار اطاعت ہے، جو آپ ﷺ کی سیرت پر عمل کرتا ہے۔ وہی محبت کے دعوے میں سچا ہے، محبتِ رسول ﷺ کا داعی اگر سنتِ رسول ﷺ کے مطابق عمل نہیں کرتا تو یہ دعویٰ جھوٹا ہے''۔

''اگر دنیا اور آخرت کی فلاح و کامیابی چاہتے ہو تو قرآن و سنت کی پیروی کرو اور زندگی کا ہر لمحہ حضور ﷺ کی سیرت کے مطابق گزارو۔ سیرت و صورت دونوں میں حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کا عکس نظر آئے''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۷۴)

طوفان کا مقابلہ اللہ کی عظمت ادب اور معیارِ حق :

فرمایا: ''جو اللہ کا ہو جاتا ہے اس کو کسی ظالم کا ڈر نہیں رہتا، مسلمان طوفانوں کا مقابلہ خندہ پیشانی سے کرتا ہے۔ دل میں یقین ہو کہ ہمارا ربّ عیب سے پاک ہے، اس کی نظیر نہیں ''لم یزل و لایزال'' ہے۔ دین ادب کا نام ہے، ادب کے ساتھ بیٹھو گے تو دامن بھر کے جاؤ گے بے ادبی کے ساتھ بیٹھو گے تو دامن خالی لے کر جاؤ گے۔

پاکستان ملا تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ، اب محفوظ رہے گا تو بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۰۴)

''ہمیں کسی صحابیؓ پر تنقید کرنے کا حق نہیں ہے، کسی صحابیؓ کی تنقیص کا حق نہیں ہمیں ان کی اتباع کا حکم ہے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معیارِ حق ہیں''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۱۹)

سیاست علماءِ کرام کا حق ہے :

فرمایا : ''لوگ کہتے ہیں کہ مولوی کا سیاست سے کیا تعلق؟ حالانکہ سیاست تو مولوی کے علاوہ کوئی جانتا ہی نہیں''۔

مزید ارشاد فرمایا کہ :'' سیاست بھی اسلام کا ایک شعبہ ہے ، جس طرح عبادات، معاشیات، اخلاقیات اسلام کے شعبے ہیں، درحقیقت سیاست علماءِ کرام ہی کا حق ہے، کیونکہ سیاسی اُمور علماءِ کرام سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ ملک چلانے کے قوانین، امن وسلامتی کا مسئلہ، عدل وانصاف، داخلی اور خارجی اُمور جس بہترین انداز میں اسلام نے سکھائے ہیں، دنیا کا کوئی مذہب اُمورِ مملکت اس طرح نہیں بتا سکتا۔ نہ دنیا کا کوئی قانون اتنا خوبصورت نظام وضع کرسکتا ہے، کیونکہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور زندگی گزارنے کے سنہری اُصول صرف اسلام ہی بتاتا ہے اور اسلام کو علماءِ کرام ہی جانتے ہیں۔اس لئے سیاست علماء کا ہی حق ہے''۔

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ سے ایک صحافی نے سوال کیا کہ:'' اگر آپ کو حکومت مل جائے تو آپ کونسا نظام لائیں گے؟'' حضرت نے مسکرا کر فرمایا :

''ہم کون ہوتے ہیں نظام لانے والے، ہمارا نظام تو رسول اللہ ﷺ ہمیں چودہ سو سال پہلے دے چکے ہیں، ہم کو تو اس کے نافذ کرنے لئے جدوجہد کرنی ہے''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۳۳۵)

تمام دکھوں کا علاج :

''یاد رکھیں ! اطمینانِ قلب کیلئے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تمام دُکھوں کا علاج حضور ﷺ پر کامل ایمان ہے اور آپ ﷺ کی سچی اطاعت اور محبت ہے۔ عصر حاضر کے بھٹکے ہوئے اور سکون کے متلاشی انسان کو اپنی مشکلات کا حل حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی

مل سکتا ہے"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۶۶)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ حضور ﷺ کی اطاعت ہم نے چھوڑ دی جو حکمِ خداوندی تھا، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ ہم سے روٹھ گیا"۔

اللہ ہی سے مانگ :

"اللہ تعالیٰ ہی پرستش کے لائق ہے، وہ رحمٰن اور رحیم ہے، قصور ہو جائے تو رزق کا دروازہ بند نہیں ہوتا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۰۸)

ایک خاتون سے کہا : "بی بی ! یہ بات یاد رکھو کہ اللہ ہی ہمارا آقا ہے، ہمیں جو کچھ مانگنا ہے، اسی سے مانگنا ہے، اور اس مانگنے میں بھی عاجزی اور انکساری لازمی ہے، جو تمہاری جائز حاجات ہوں، ان کے لئے اللہ کے حضور ضرور ہاتھ پھیلاؤ۔ یہ نہ سوچو کہ یہ مانگ لوں اور یہ رہنے دوں، اس ربّ کے خزانے تو لبریز ہیں، اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۳۲)

سرد آہ :

مسلمانوں کی بدعملی ، بدعقیدگی پر افسوس کرتے ہوئے ایک سرد آہ بھر کر فرماتے ...... ؏ مسلمان در گور ند و مسلمانی در کتاب

(حقیقی مسلمان قبرستان میں آرام کر رہے ہیں اور اب مسلمانی تلاش کرنی ہو تو کتابوں کی ورق گردانی سے ان کے کارنامے دیکھئے) (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۶۶)

علماء کا پاکستان :

کتنی فکر انگیز بات کہی : "تاجر کا پاکستان بن چکا ہے کیونکہ اسے تجارت میں

کامیابی نصیب ہوئی تو اس کا مقصد پورا ہوگیا۔ زمیندار کا پاکستان بن گیا کیونکہ اسے اپنی زمینداری میں کامیابی نظر آئی صنعت کار کا پاکستان بن چکا ہے کیونکہ اسے ملک میں کارخانوں اور فیکٹریوں کا مالک بنا دیا گیا ہے لیکن افسوس کہ علماء اور مشائخ کا پاکستان نہیں بنا کیونکہ جو ان کا مقصد تھا وہ ابھی تک حاصل نہیں ہوا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۴۷۵)

زندگی امانت ہے :

کیا خوب نصیحت فرما رہے ہیں : "زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کی قدر کریں، اسے ضائع نہ کریں، زندگی عظیم نعمت ہے، ناشکری سے اللہ کی ناراضی اور شکرگزاری سے اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے اور یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کی رضا میں سب کچھ ہے، "وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ" (اللہ کی رضا میں کامیابی ہی کامیابی ہے) وقت کی قدر کرلو ایسا نہ ہو وقت ہاتھ سے نکل جائے، وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا، اللہ کے دین میں خیر ہی خیر ہے"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۴۵۶)

ناقدری :

کیا خوب خطاب ہے : "ملک میں کتاب وسنت کا قانون نافذ کیا جائے اور اپنا تعلق امام الانبیاء ﷺ سے صحیح معنوں میں جوڑ لیا جائے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، جس کی ہمیں قدر کرنی چاہیے تھی اور خدائے بلند و برتر کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا لیکن ہم شکرِ نعمت کے بجائے کفرانِ نعمت کر رہے ہیں۔ ملک میں اسلامی نظام نافذ نہ ہونے کی وجہ سے علاقائی اور لسانی تعصبات کو سر اُٹھانے کا موقع ملا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کا بڑا صوبہ ہم سے جدا ہوگیا"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۴۱۷)

انقلابی تبدیلیاں :

فرمایا : ''امیر و غریب کے مابین اتنا وسیع خلا پیدا ہو چکا ہے کہ جسے نظامِ معیشت میں انقلابی تبدیلیاں لانے سے ہی پُر کیا جا سکتا ہے''۔

یتیم کی خدمت :

فرمایا : ''یتیموں کو دکھ نہ دیا کرو، یہ تم سب کے لئے امانت ہیں، قیامت کے دن یتیموں کی پرورش کرنے والوں کو حضور ﷺ کی رفاقت نصیب ہو گی''۔

شرمندگی :

فرمایا: ''کوشش کرو اور سستی کے ساتھ زندگی مت گزارو جو شخص سستی کی زندگی گزارے گا، قیامت کے دن بغیر شرمندگی کے کچھ نہ پائے گا''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۵۱)

دیوانے بن جاؤ :

فرمایا : ''اللہ تعالیٰ کے نام کے دیوانے بن جاؤ۔ اللہ کے پاک نام کا عشق قبر میں بھی ساتھ رہے گا اور حشر میں بھی ساتھ رہے گا''۔

بہار :

فرمایا : ''ربیع الاول کے معنیٰ پہلی بہار، تمام بہاریں بے وفا' ایک بہار خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد وفادار اور پائیدار''۔

حق بات :

فرمایا: ''حق بات منبر پر بھی کہیں گے اور وقت آیا تو دار و رسن پر بھی کہیں گے''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۷۲)

نفاذِ اسلام :

ارشاد فرمایا : ''حکومتی ترجیحات میں نفاذِ اسلام کو نمائشی اوّلیت دینے کے بجائے اسے عملاً تمام اُمور پر فوقیت دی جائے اور اس کے تقاضوں سے ٹکرانے والی ہر مصلحت کو رد کر دیا جائے ۔ نفاذِ اسلام صرف حدود یا چند دیگر اقدامات تک محدود رکھنے کے بجائے ملک کے معاشی ڈھانچے کو سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کے چنگل سے نجات دلا کر خلافتِ راشدہ کے سنہری اُصولوں کی روشنی میں ازسرِ نو مرتب و منظّم کیا جائے اور معاشی تفاوت کو کم سے کم کرنے کی پالیسی اختیار کر کے خلافتِ راشدہ کے طرز کے غیر طبقاتی معاشرہ کی تشکیل و قیام کو معاشی پالیسیوں کی منزلِ مقصود ٹھہرایا جائے''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۵۲۱)

تعویذ، دم وغیرہ :

ناصحانہ انداز میں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

''اگر صحیح العقیدہ لوگ دم وغیرہ کے سلسلے میں لوگوں کی کفالت نہیں کریں گے تو لوگ اپنے مقصد کے حصول کے لئے بدعقیدہ، گمراہ، شریر، خواہشات پرست لوگوں کے پاس جا کر اپنا ایمان، عزت اور مال ضائع کریں گے۔ اس لئے تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم اس سلسلے میں لوگوں کی رہنمائی میں کسی قسم کا تساہل نہ برتنا اور ارشاد فرمایا : ''یَا بَاسِطُ یَا حَفِیْظُ'' خود بھی پڑھو اور لوگوں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرو، پھر وضاحت فرمائی، ''یَا بَاسِطُ '' اے کشائش کرنے والے دنیا میں، قبر میں اور آخرت میں، اے کشائش کرنے والے اعمال میں، مال میں، علم میں، عمل میں، عزت میں اولاد

میں۔ ’یَا حَفِیْظُ ‘اے حفاظت کرنے والے دنیا میں، قبر میں اورآخرت میں، اے حفاظت کرنے والے ایمان، عمل، عزت، آبرو کی، اولاد کی، جان و مال کی، مساجد، مدارس کی، ان سب کی نیت کرے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۵۴۰)

ہمارے وہ وہمی اور کمزور عقیدہ کے حامل بھائی جو ذرہ ذرہ سے مسائل چوری چکاری اور حوادث پر جن جادو وغیرہ کے وہموں میں پڑ جاتے ہیں وہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے خرافاتی عاملین سے جان چھڑا کر قرآن وسنت کی تعلیمات کو اپنائیں، اور مشکل کی صورت میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی طرح کسی صحیح العقیدہ توحید کے علمبردار عالم و عامل سے رہنمائی کے لئے رجوع کریں۔ خاص طور پر خواتین محتاط رہیں۔ اکثر عورتیں غلط عاملین کے ہاتھوں نہ صرف اپنا مال لٹوا بیٹھتی ہیں بلکہ بسا اوقات اپنی عزت جیسی قیمتی متاع سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔

اس جہانِ فانی میں جہاں ہمیں خوشیوں کی کمی محسوس ہوتی ہے، یہ چونکہ اللہ کی طرف سے عطا شدہ ہوتی ہیں، اس لئے ہم اپنی قسمت کے لکھے پر راضی رہیں اور اللہ کی ذات سے اُمید رکھیں کہ دُنیا میں محسوس ہونے والی کمی کے اس احساس کو آخرت میں ختم کر کے اس کا نعم البدل عطا کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

☆

باب : ۸

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، والہانہ محبت اور محبانہ قصائد

ایک روز حضرت عمرؓ نے حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا :

''یارسول اللہ ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ سب سے عزیز اور پیارے ہیں''۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عمر! تم اس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں آپ کو آپ کی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوں''۔ پس حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ''اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں''۔ فرمایا : ''اب تم کامل الایمان ہو گئے''۔

نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ محبت اور غایت درجہ عشق و تعلق اور آپ ﷺ سے لگاؤ عینِ ایمان ہے۔ اس میں اگر کچھ دراڑ پڑ جائے بلکہ اگر ذرا سا رخنہ بھی آ جائے تو پھر ایمان نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی، سراسر نقصان ہے اور حرمان نصیبی ہے...... ؎

محمد ﷺ کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اگر ہو اس میں کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضورِاقدس ﷺ کا اپنا ارشاد مبارک ہے :

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (بخاری شریف)

(تم میں سے کوئی ایک بھی کامل مؤمن اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں)

یہ عشقِ رسول اللہ ﷺ جس دل میں سما جائے اور جس کے سر کا سودا نازشِ دوراں سرورِ کائنات ﷺ کی ذات ہو، اس کے لئے اسلام پر جان نچھاور کرنا اور حضرت نبی ﷺ کے اشارۂ ابرو پر اپنی ہستی کو قربان کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں یہی عشقِ رسول ﷺ تھا اور ان کے رگ و پے میں سرایت کی ہوئی یہی محبت ہی تو تھی جو ان کو وارفتہ کئے ہوئے تھی اور حضرات صحابہ کرامؓ از خود رفتہ و شیداء تھے۔

صحابۂ کرامؓ کی محبتِ رسول ﷺ:

حضرات عروہ بن مسعود ثقفیؓ نے مشرکین سے صحابۂ کرام کی اسی محبت، عشق، تعلق، لگاؤ اور وارفتگی کا اظہار کیا، تو کہا :

''اے لوگو! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی حاضر ہوا ہوں، مگر بخدا میں نے کبھی کہیں کسی بھی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے درباری اس کی اتنی قدر اور عزت کرتے ہوں، جتنی محمد ﷺ کے صحابہؓ محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔ قسم بخدا ! آپ ﷺ کے دہن مبارک سے نکلا ہوا بلغم اور تھوک ان صحابہؓ میں سے کسی آدمی کے ہاتھ پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے

چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب آپ ان کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ اس کو بجالانے میں جلدی کرتے ہیں، اور جب آپ وضو فرماتے ہیں تو آپ کے وضو کے مستعمل پانی کو لینے کے لئے ان میں جھگڑا ہونے لگتا ہے اور جب آپ گفتگو فرماتے ہیں تو وہ آپ کی جناب میں اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ آپ کی انتہائی عظمت کی بناء پر وہ آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھتے بھی نہیں ہیں"۔ (بخاری)

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پہچان تھا :

ہمارے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ میں حُبِ نبی ﷺ اور عشقِ رسول ﷺ ٹوٹ ٹوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ عشقِ رسول ﷺ آپ کی پہچان تھا۔ دن رات زبان پر "قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" اور "شان والے نبی نے فرمایا" ہوتا تھا اور ذکرِ رسول ﷺ کے وقت آنکھیں پُرنم ہو جاتیں خود بھی روتے دوسروں کو بھی رُلاتے ...... ؎

ہو گیا ہوں میں اسیرِ خم گیسوئے رسول ﷺ
اب نہیں دولت کونین بھی قیمت میری
ذرّے ذرّے سے مدینے کے محبت ہے مجھے
آشکار اہلِ وفا پر ہے عقیدت میری

والہانہ نعت :

حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مدظلہ فرماتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ اپنے ایک سفرِ حج میں خانپور سے ٹرین پر سوار ہوئے تو اپنی نشست پر تشریف فرما ہو کر نعتِ رسول اللہ ﷺ پڑھنا شروع کر دی، ہم بھی آپ کے ساتھ رو بھی رہے ہیں اور پڑھ بھی رہے ہیں .... ؎

عَرَجَ النَّبِیُّ عَلَی السَّمَاءِ بَلَغَ الْعُلٰے بِکَمَالِہٖ
عَیَّ اللِّسَانُ مِنَ الثَّنَاءِ کَشَفَ الدُّجٰے بِجَمَالِہٖ
مَثَلُ الْحَبِیْبِ اِذَا اَتٰی حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلّٰے عَلَیْہِ اِلٰـھُنَا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں پر معراج کیا
اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ کمالات کے ذریعہ بلند مقام پر فائز ہوئے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے زبان عاجز ہے
جس نے نورِ ہدایت کے جمال سے شرک و بدعت کے اندھیرے ہٹا دیئے
جب حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جلوہ افروز ہوئے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عاداتِ مبارکہ حسین و جمیل تھیں
اُن پر ہمارے اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجتے ہیں
تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود و سلام پڑھا کرو

....

مشتاق دیدارِ خدا بَلَغَ الْعُلٰے بِکَمَالِہٖ
وَالَّیْلِ مُوْرُہٗ وَالضُّحٰی کَشَفَ الدُّجٰے بِجَمَالِہٖ
محبوب درگہِ کبریا حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
نامش محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

....

دیروز در بستاں سرا سب طوطیانِ خوش نوا
کہتی تھیں نعتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بَلَغَ الْعُلٰے بِکَمَالِہٖ

قمری بھی اپنے ذوق میں — ڈالی تھی گردن طوق میں
کہتی تھی اپنے شوق میں — كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
بلبلیں سب سُو بسُو — لے لے کے ہر ایک گُل کی بو
کرتی تھیں باہم گفتگو — حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ
چڑیوں کے سن کر چہچہے — آدم بھلا کیوں چپ رہے
لازم ہے اس کو یوں کہے — صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ آلِهٖ

(حافظ الحدیث نمبر ص:۳۶)

....

احقر نے یہی نعتِ مبارک بچپن میں اپنے اُستاذِ مکرم حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالحلیمؒ فاضلِ دیوبند (چودھوان) سے سنی تھی اور بار بار سنی تھی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے تلمیذ و محب خاص بلکہ وفادار و عاشقِ زار تھے، ان کے پڑھنے کا انداز والہانہ تھا، میں نویں جماعت کا طالب علم تھا، ان کے ساتھ اجتماعات اور جلسوں میں جایا کرتا تھا، جب وہ اسے پڑھتے تھے، تو سماں بندھ جاتا تھا۔ مجھے کیف و مستی اور عشق و والہیّت کا منظراب تک یاد ہے، جن لوگوں نے براہِ راست خود مردِ قلندر حضرت درخواستی سے سنا ہوگا۔ ان کی کیف کا عالم کیا ہوگا۔

..................☆☆☆..................

القصيدة الاُولٰى فى مدح النبى المختار ﷺ

مردِ قلندر حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۳۶۲ھ میں فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورہ دربارِ نبوی ﷺ میں حاضری اور روضۂ انور کے روح پرور مناظر کی زیارت کے لئے سفر کا آغاز فرمایا تو دورانِ سفر فرطِ محبت میں عقیدت و محبت کا اظہار فرماتے ہوئے عشقِ نبوی ﷺ سے سرشار ہو کر درج ذیل قصیدہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں فی البدیہہ پیش فرمایا :

وَجْهُهٗ مُنَوَّرٌ كَالْبَدْرِ فِى الدُّجٰى
وَخَدُّهٗ مُنَوَّرٌ كَالشَّمْسِ فِى الضُّحٰى
قَوْلُهٗ حَقٌّ لِّلنَّاسِ لَازِمٌ الْاِقْتِدَاءِ
وَ فِعْلُهٗ بُرْهَانٌ لِّلنَّاسِ لِلْاِهْتِدَاءِ

آپ ﷺ کا رخِ انور ایسا روشن ہے جیسے رات کے اندھیروں میں چودھویں کا چاند اور آپ ﷺ کے رُخسار مبارک ایسے منور ہیں جیسے دوپہر کے وقت سورج، حضور ﷺ کا فرمان حق ہے، ہر انسان پر آپ ﷺ کی اقتداء واجب ہے اور آپ ﷺ کا فعل لوگوں کے واسطے دلیل ہے ہدایت حاصل کرنے والوں کیلئے

مُنْكِرُ حَدِيْثِهٖ مُنْكِرُ الْقُرْاٰنِ بِلَا اِمْتِرَاءِ
جَاحِدُ فِعْلِهٖ مَحْرُوْمٌ عَنِ الصِّدْقِ وَ الصَّفَاءِ
هُوَ شَافِعٌ وَ مُشَفَّعٌ فِى يَوْمِ الْجَزَاءِ
هُوَ صَاحِبُ عَدْلٍ وَ مَعْدَنُ جُوْدٍ وَّ سَخَاءِ

بلا شک و شبہ آپ ﷺ کی حدیث کا منکر قرآن کا منکر ہے
آپ ﷺ کی سنت سے انکار کرنے والا صدق و صفا سے محروم ہے
قیام کے دن آپؐ شفاعت کرینگے اور آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی
آپ ﷺ صاحب عدل ہیں اور جود و سخا کی کان ہیں

هُوَ خَطِيْبٌ وَ قَرِيْبٌ صَاحِبُ لِوَاءٍ
هُوَ مَخْزَنُ عُلُوْمٍ وَّ مَنْبَعُ فُيُوْضٍ وَّ عَطَاءٍ
هُوَ رَؤُفٌ وَّ رَحِيْمٌ جَمِيْلُ الْحَيَاءِ
هُوَ هَادٍ وَ دَاعٍ اِلَى الرَّبِّ دَائِمًا

آپ ﷺ وعظ فرمانے والے ہیں اور آپ مؤمنین کے محبت کیساتھ قریب ہیں آپ لواء کے مالک ہیں۔
آپ ﷺ علوم کا خزانہ ہیں اور فیض و عطاء کے منبع ہیں
آپ ﷺ بڑے مہربان اور بڑے رحم کرنے والے نہایت شرم والے ہیں
آپ ﷺ ہمیشہ رب تعالیٰ کی طرف بلانے والے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملانے والے ہیں

مَسْجِدُهٗ اَفْضَلُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِيَآءِ
وَ قَبْرُهٗ اَفْضَلُ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَآءِ
مَا اِنَّ لَهٗ نَظِيْرٌ فِى الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ
وَ مَا اِنَّ لَهٗ شَرِيْكٌ فِى الْعِلْمِ وَالتُّقَاءِ

آپ ﷺ کی مسجد تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مسجدوں سے افضل ہے

آپ ﷺ کا روضۂ مبارک تمام مقبولانِ خداوندی کے قبور سے برتر و بہتر ہے

آپ ﷺ کی نظیر آسمان اور زمین میں کوئی نہیں ہے

اور نہ ہی علم اور تقویٰ میں آپ کا کوئی برابر ہے

هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ

هُوَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ وَ اَفْضَلُ الْاَنْبِيَاءِ

دِيْنُهٗ اَفْضَلُ وَ ذِكْرُهٗ اَرْفَعُ فِى السَّمَآءِ

هُوَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ كَحَيَاةِ الْاَنْبِيَآءِ

آپ ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں اور خاتم النبیین ہیں

آپ ﷺ گناہگاروں کے لئے شفیع ہیں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں

آپ ﷺ کا علم بہت ہے اور آپ کی شانِ ہدایت بہت بلند ہے

آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ دیگر انبیاء زندہ ہیں

وَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَأْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ

حَيَاتُهُمْ اَعْلٰى وَ اَكْمَلُ مِنَ الشُّهَدَآءِ

وَ شَانُهُمْ اَرْفَعُ فِى الْاَرْضِ وَ السَّمَآءِ

اور زمین پر حرام ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھالے

انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے اعلیٰ و اکمل ہے

اور انبیاء علیہم السلام کی شان آسمان اور زمین میں نہایت اونچی ہے

(حافظ الحدیث نمبر ص:۱۲۲)

..................☆☆☆..................

القصيدة الثانية في فِراقِ النبي المجتبٰى ﷺ

قطب العالم، مرشد الجاہدین، شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۳۶۲ھ میں مدینہ طیبہ کے قیام کی مدت ختم ہونے پر مکینِ گنبد خضراء علیہ التحیۃ والسلام الف الف مرۃ بعدد کل ذرۃ پر الوداعی صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد غم وفراق میں ڈوبا ہوا قصیدہ مرتب فرمایا۔

قَلْبِیْ مَحْزُوْنٌ بِهِجْرِ الْمُصْطَفٰی ﷺ
صَدْرِیْ مَجْرُوْحٌ بِفِرَاقِ الْمُجْتَبٰی ﷺ
اَتَفَكَّرُهٗ لَيْلًا وَ نَهَارًا دَائِمًا
وَ لَا يُفَارِقُ قَلْبِیْ فِكْرُ الْمُرْتَضٰی ﷺ

میرا دل حضور اکرم ﷺ کی جدائی کی وجہ سے مغموم ہے
اور میرا سینہ حضور ﷺ کے فراق کی وجہ سے مجروح ہے
ہمیشہ شب و روز میں حضور اکرم ﷺ کے فکر میں رہتا ہوں
اور میرے دل سے آقائے نامدار ﷺ کا فکر کبھی بھی جدا نہیں ہوا

اَذْكُرُ حَدِيْثَهٗ فِی الْمَجَامِعِ سَرْمَدًا
وَلَا اَتْرُكُ حَدِيْثَهٗ قَاعِدًا اَوْ قَائِمًا
هُوَ اَشْرَفُ الرُّسُلِ وَ اَكْرَمُ الْاَنْبِيَاءِ
هُوَ خَاتِمُ الرُّسُلِ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ

حضور اکرم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ کا ذکر ہمیشہ ہر مجمع میں کرتا ہوں
اور حضور اکرم ﷺ کی حدیث کو کبھی قیام وقعود میں بھی ترک نہیں کرتا
وہ تمام رسولوں سے زیادہ بزرگ اور تمام انبیاء سے زیادہ معزز ہیں
اور وہ زمین و آسمان میں تمام رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں

هُوَ أَشْجَعُ النَّاسِ وَ أَفْضَلُ الْأَنْبِيَاءِ
وَهُوَ أَحْلَمُ النَّاسِ وَ مَعْدَنُ الصِّدْقِ وَ الصَّفَاءِ
جُوْدُهٗ أَعْلٰى وَ فَيْضُهٗ أَوْلٰى
دِيْنُهٗ أَزْكٰى وَ وَجْهُهٗ أَبْهٰى

وہ تمام لوگوں سے زیادہ شجاع اور تمام انبیاء سے افضل ہیں
وہ تمام لوگوں سے زیادہ حلیم اور منبع صدق و صفا ہیں
حضور اکرم ﷺ کی سخاوت سب سے اعلیٰ اور آپ ﷺ کا فیض سب سے اولیٰ ہے
آپ ﷺ کا دین بہت زیادہ پاکیزہ اور آپ ﷺ کا چہرہ بہت زیادہ چمکنے والا ہے

مِثْلُهٗ لَا يُوْجَدُ فِي الْأَرْضِ وَ السَّمَآءِ
وَ نَظِيْرُهٗ لَا يُخْلَقُ سَرْمَدًا أَبَدًا
هُوَ بَشَرٌ فِي الْبَشَرِيَّةِ بَلَغَ الْعُلٰى
اِلٰـهُنَا وَاحِدٌ لَا شَرِيْكَ لَهٗ أَحَدًا

آپ ﷺ کی مثال زمین و آسمان میں نہیں پائی جاتی
اور آپ ﷺ کی نظیر کبھی بھی پیدا نہیں کی جائے گی
حضور ﷺ انسان ہیں، بشریت میں بلند مراتب کو پہنچنے والے ہیں

ہمارا معبود یگانہ ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں

(حافظ الحدیث نمبر ص:۱۲۴)

.................☆☆☆.................

غلام آقا کے پاس لائے جاتے ہیں :

حضرت مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی آف نوشہرہ نے ختم بخاری شریف کی تقریب منعقدہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء بروزِ جمعہ مردِ قلندر حضرت درخواستی کے خطاب کو قلم بند فرمایا۔ خطاب کی چند جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں :

"میں اس پر سوچتا رہا کہ جو اللہ کے فرشتوں کے ذریعے نجاشی کی لاش مدینہ منورہ لاسکتا تھا۔ وہ ذات اس پر بھی تو قادر تھی کہ حضور ﷺ کو مدینہ منورہ سے حبشہ لے جاتے، مگر راز معلوم ہوا کہ آقا غلام کے پاس نہیں جایا کرتا، بلکہ غلام آقا کے پاس جایا کرتے ہیں، سمجھنے والوں نے سمجھ لیا، یہاں لوگ میلاد کرتے ہیں، مگر میں دعا کرتا ہوں کہ ذکر بھی ہو عشقِ رسول ﷺ بھی ہو، ادب بھی ہو، علم بھی ہو، نعرے لگانا تو بہت آسان ہے مگر محبت پیدا کرنی بہت مشکل بات ہے۔ ادب والے کروڑوں اس دنیا سے چلے گئے۔ میرا عقیدہ ہے کہ بادشاہوں کے تخت ایک طرف اور مدینہ منورہ کے کتوں کے پاؤں کا غبار ایک طرف"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۱۳۲)

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو آنحضور ﷺ کی زیارت کثرت سے ہوا کرتی تھی۔ ہر سال آپ حج پر تشریف لے جاتے اور وہاں پر مراقبات فرماتے اور گاہے گاہے خصوصی مجلس کے اندر خاص احباب کے سامنے اس کا اظہار فرماتے اور آپ کے دل کی اکثر خواہش مدینہ منورہ کے اندر قیام کرنے کی تھی مگر آپ کو آنحضور ﷺ

کی بارگاہ سے پاکستان واپسی کا حکم ہوتا تھا کہ یہاں دینی جدوجہد میں ان کی ضرورت ہے۔ایک مرتبہ مردِقلندر حضرت درخواستی کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

''آپ پاکستان میں رہ کر دین کی خدمت انجام دیں''۔

آخرکار مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے اتباعِ حکمِ رسول اللہ ﷺ کا حق ادا کر دیا اور آپ نے قریہ قریہ' نگر نگر جا کر اللہ اور رسول ﷺ کے دین کا علم بلند کیا اور ہزار ہا مدارس کا قیام عمل میں لائے اور لوگوں کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر عقیدۂ ختمِ نبوت کی عظمت بٹھائی اور صاحبِ منصب ختمِ نبوت کی عظمت بیان فرماتے رہے اور دلوں میں عشقِ رسول ﷺ کی عظمت اور محبت کو جگاتے رہے۔

☆

باب : ۹

اعلاءِ کلمۃ اللہ کیلئے جہاد و عزیمت، غیرت و حمیت، جہادِ افغانستان میں شرکت اور مساعی کے اہداف

حضرت نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد اعلاءِ کلمۃ اللہ اور دینِ اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کرنا ہے۔ اسلام کی فطرت میں صرف یہی نہیں ہے کہ دنیا کے ہر ہر فرد میں صرف دینِ اسلام آ جائے بلکہ یہ بھی کہ عالمی معاشرے میں اسلام کی حاکمیت، تسلّط اور غلبہ رہے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا : لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (کہ اللہ غالب کردے دینِ اسلام کو تمام ادیان پر) اور یہی مطلب ہے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا: اَلْإِسْلَامُ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ (اسلام غالب رہے گا اور مغلوب نہیں ہوگا)۔ حضورِ اقدس ﷺ اس دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے یہ چیز اسلام اور اہلِ اسلام کو عطا فرما گئے تھے۔ دورِ خلافتِ راشدہ میں اور اسلام کو دنیا بھر کے تمام مذاہب و ادیان پر غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور اسلام کو یہ اعزاز اس وقت تک حاصل رہا، جب تک مسلمانوں میں دینی غیرت و حمیت رہی، اور جہاد جس کو

حضرت نبی علیہ السلام نے ذروۃ سنام الاسلام (ترجمہ:) فرمایا: اہل اسلام میں باقی رہا اور مسلمان اعلاءِ کلمۃ اللہ کے جذبۂ صادقہ سے سرشار رہے۔ جب سے ان عوامل میں کمی آتی گئی بتدریج ذلت و نکبت اسلام اور اہلِ اسلام کا مقدر بنتی گئی۔ آج مسلمانوں کی زبوں حالی سب کے سامنے ہے، آج ہم مسلمانوں میں دینی غیرت وحمیت کتنی ہے، کتنا جذبۂ جہاد ہے اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے کتنے کوشاں ہیں؟ اس بارے میں ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھ لیں تو اس کا بھی بخوبی اندازہ ہو جائے گا، ذیل کے اشعار اسی صورتِ حال کے مظہر ہیں ......۔

معرکہ آراء جہاں سارے کا سارا آج ہے
محوِ غفلت کون کمبختی کا مارا آج ہے
دَہر میں کس قوم کو پستی گوارا آج ہے
کوئی تو ہے چاندؔ اور کوئی ستارا آج ہے
مسلمِ خوابیدہ اُٹھ ! ہنگامہ آرا تو بھی ہو
ماند سب ہوں ! مہر بن کر آشکارا تو بھی ہو

آج جو کچھ دینی فضا ہے اور اگر کچھ اسلامیت کی چہل پہل ہے تو بفضل اللہ کچھ ایسے اللہ والے ضرور موجود ہیں، جن کے دم قدم، خلوص وللّٰہیت، برکات اور دینی غیرت وحمیّت کی وجہ سے اسلام اور اہلِ اسلام کو سنبھالا ملا ہوا ہے۔

حافظ الحدیث مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ انہی مقدس شخصیات میں سے تھے، جن کی محنت اور جانفشانی کے ثمرات ظاہر و باہر ہیں اور ان شاء اللہ باقی رہیں گے۔

زندگی کا مشن :

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ رقم فرماتے ہیں :

''مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی زندگی کا مشن پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ، عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ اور قریہ قریہ دینی مدارس کا قیام تھا اور وہ جہاں جاتے اور جس مجلس میں ہوتے، ان کی گفتگو انہی مقاصد کے حوالہ سے ہوتی''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۷۹)

مساعی کے اہداف :

حضرت مولانا زاہد الراشدی مزید فرماتے ہیں :

''جن حضرات نے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو خصوصی مجالس اور عوامی اجتماعات میں گفتگو کرتے سنا ہے اور ان کے چار چار پانچ پانچ گھنٹوں پر مشتمل طویل خطبات و مواعظ کی محفلوں میں بار بار حاضری دی ہے، وہ میری اس بات کی تائید کریں گے کہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی جدوجہد اس ملک میں صرف اور صرف دینِ اسلام کی سربلندی، شریعت کے نفاذ اور اسلام کے خلاف اُٹھنے والے فتنوں کے تعاقب کے لئے تھی اور ان کے مجالس اور اس محنت و کاوش کو اہداف کے حوالہ سے سات خانوں اور دائروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے''۔

پہلا ہدف :

سب سے پہلے وہ اس ملک میں کفر و استبداد اور ظلم و استعمار کے نو آبادیاتی نظام کے خاتمہ اور اس کی جگہ اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے خواہاں تھے۔ اس

مقصد کے لئے جمعیت علماءِ اسلام پاکستان کے پلیٹ فارم پر ان کی تیس سالہ امارت میں حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا شمس الحق افغانی ، حضرت مولانا عبدالحق ، حضرت مولانا سید گل بادشاہ، حضرت مولانا عرض محمد، حضرت مولانا عبید اللہ انورؔ، حضرت مولانا پیر محسن الدین، حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم جیسے اکابر نے جدوجہد کی ہے۔

دوسرا ہدف :

دوسرے نمبر پر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی محنت عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور منکرینِ ختمِ نبوت کے تعاقب کے لئے تھی۔ وہ کم وبیش اپنے ہر تفصیلی بیان میں اس دینی فریضہ کا ذکر کرتے اور شرکاءِ محفل سے ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کا عہد لیتے تھے اور اس سلسلہ میں انہوں نے کئی عملی مہمات کی قیادت بھی کی جو تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کی تاریخ میں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

تیسرا ہدف :

تیسرے نمبر پر وہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ محبت وعقیدت کے جذبات کو بیدار کرتے تھے۔ ان کے واقعات اور کارناموں کا کثرت کے ساتھ تذکرہ کرتے تھے، ان کے ناموس کے تحفظ کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہ کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ بعض حلقوں کی طرف سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین پر اعتراض وتنقید کرنے والوں کو کھلے بندوں للکارتے تھے۔

چوتھا ہدف :

چوتھے نمبر پر ان کے خطابات وتقاریر کا ایک اہم موضوع ”جہاد“ ہوتا تھا۔

جس دور میں جہادِ افغانستان کا آغاز نہیں ہوا تھا، وہ اس وقت بھی عام طور پر جہاد کے فضائل بیان کرتے اور علماءِ کرام اور دینی کارکنوں کو جہاد میں حصہ لینے کی تلقین کرتے تھے اور جب افغانستان میں جہاد کا عملی آغاز ہوا تو وہ اس جہادی تحریک کے پشت پناہ بن گئے۔ انہوں نے افغان علماء کی اس جدوجہد کو ''شرعی جہاد'' قرار دیا۔ اس کی حمایت میں ملک بھر کا دورہ کیا اور خاص طور پر افغانستان کی طویل سرحد کے ساتھ ساتھ قبائلی علاقے کا طوفانی اور تفصیلی دورہ کر کے علماءِ کرام اور عوام کو ''جہادِ افغانستان'' کی حمایت و نصرت کے لئے تیار کیا۔ پاکستان کے علماءِ کرام اور کم و بیش سب اہم دینی جماعتوں نے ''جہادِ افغانستان'' کی حمایت و اعانت کی، لیکن اس جہاد کی پشت پناہی میں جو عظیم کردار حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا عبدالحقؒ کا ہے، وہ افغان جہاد کی تاریخ میں ایک مستقل اور روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

پانچواں ہدف :

پانچویں نمبر پر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ دینی مدارس کے قیام اور ان کی ترقی و استحکام کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ اس سلسلہ میں ملک بھر پر ان کی نظر ہوتی تھی۔ جس علاقہ میں دینی مدرسہ نہ ہوتا وہ خود وہاں جاتے، علماء اور عوام کو دینی درسگاہ قائم کرنے کی ترغیب دیتے۔ چندہ جمع کرنے میں ان سے تعاون کرتے، خود عام اجتماعات میں چندہ کر کے انہیں دیتے، مدرسہ و مسجد کا سنگِ بنیاد رکھتے اور اس کے بعد بھی ان مدارس کی نگرانی اور سرپرستی کرتے رہتے تھے۔ ملک کے مختلف حصوں میں ایسے مدارس کی تعداد ہزاروں میں نہیں تو سینکڑوں میں یقیناً ہوگی جو مردِ قلندر حضرت

درخواستی کی ترغیب اور توجہ سے قائم ہوئے اور ان کی سرپرستی میں چلتے رہے۔ وہ ان مدارس کو دین کے قلعے کہا کرتے تھے اور اس مردِقلندر کی اس بات کا اعتراف آج کے عالمی ادارے اور بین الاقوامی میڈیا بھی کرنے پر مجبور ہیں جو نفاذِ اسلام کی جدوجہد، جہادی تحریکات، اسلامی علوم کے تحفظ و ترویج اور اسلامی معاشرت و تمدن کی بقا کا سب سے بڑا سبب اور سرچشمہ ان مدارس کو قرار دے رہیں ہیں اور فی الواقع یہ مدارس آج کے دور میں دینی جدوجہد کے سب سے بڑے مورچے ہیں۔

چھٹا ہدف :

چھٹے نمبر پر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی علماءِ کرام، دینی کارکنوں، اپنے ارادت مندوں اور اپنے اجتماعات کے شرکاء کو اللہ اللہ کے ذکر کا خاص طور پر تلقین کرتے تھے۔ وہ عام اجتماعات میں اللہ اللہ کا ورد کراتے، سبحان اللہ ذوق وشوق سے کہنے کی ترغیب دیتے اور اللہ والوں کی مجالس میں جاکر ذکر اللہ سیکھنے اور دلوں کی صفائی کا درس دیا کرتے تھے، وہ جس جذب و کیف کے عالم میں کھلے عام جلسوں میں کلمہ طیبہ اور دیگر تسبیحات واذکار کا ورد کراتے تھے، اس کے اثر سے بڑے بڑے سخت دل بھی موم ہوجایا کرتے تھے۔

ساتواں ہدف :

ساتویں نمبر پر مختلف دینی حلقوں بالخصوص مسلک علماءِ دیوبند سے تعلق رکھنے والی متعدد دینی جماعتوں اور مراکز میں باہم ربط و مفاہمت کو فروغ دینا اور انہیں ایک دوسرے کے قریب لاکر مشترکہ جدوجہد کے لئے تیار کرنا مردِقلندر حضرت درخواستی کا خصوصی ذوق تھا۔ وہ مختلف جماعتوں اور مراکز کے اجتماعات میں شریک ہوتے، ان

کے راہنماؤں کو اپنے اجتماعات میں بلاتے اور ایک دوسرے سے تعاون اور باہمی احترام کی تلقین کیا کرتے تھے۔

میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی جدوجہد کے تمام اہداف کا احاطہ نہیں کر سکا بلکہ ان میں سے صرف سات اہم اہداف کا میں نے ذکر کیا ہے جو آج بھی ہماری دینی جدوجہد کے بنیادی مقاصد اور اہداف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ وہ بنیادی دینی مقاصد ہیں جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے حوالہ سے ہمارے اہم دینی فرائض اور ذمہ داریوں میں شامل ہیں لیکن اپنے مرحوم پیشوا اور امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے ساتھ نسبت وتعلق اور محبت وعقیدت کے پس منظر میں یہ اور زیادہ اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۵۲۳)

دینی غیرت وحمیت :

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب لکھتے ہیں :

"عام جلسوں، خصوصی اجتماعات، نجی محافل اور تنہائی کی ملاقاتوں کا شمار اندازے سے بھی کرنا چاہوں تو میرے بس میں نہیں ہوگا، انہیں خوشی اور ناراضگی کی دونوں حالتوں میں دیکھا اور خلوت وجلوت کے کم وبیش ہر انداز کا مشاہدہ کیا لیکن ایک کیفیت جس میں کسی حالت میں بھی فرق نہیں دیکھا وہ ان کی دینی حمیت تھی۔ وہ دین کے معاملہ میں قطعی بے لچک تھے، گھر میں بھی، جماعت کی خصوصی مجالس میں بھی اور عام اجتماعات میں بھی اور اس بارے میں وہ کسی سے رعایت نہیں فرماتے تھے۔ وہ جس چیز کو ناجائز سمجھتے تھے کوئی بڑے سے بڑا شخص بھی ان سے اس کے بارے میں لچک کا تقاضا کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔

نفاذِ شریعت اور تحفظِ ختمِ نبوت کے لئے جدّ و جہد کو انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد قرار دے رکھا تھا، عام اجتماعات سے سب سے زیادہ انہی موضوعات پر گفتگو فرماتے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۴۴)

مصر کے مفتی اعظم نے داڑھی رکھنے کا فیصلہ کرلیا :

محترم جناب حفیظ رضا پسروری تحریر فرماتے ہیں :

آپ ایک دفعہ نمازِ فجر کے بعد حرم شریف مکہ معظمہ میں درسِ حدیث دے رہے تھے تو سامعین میں ایک اسلامی ملک کے مفتی اعظم بھی موجود تھے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی کے درس میں احادیثِ نبوی ﷺ کا نزول بارانِ رحمت کی طرح ہو رہا تھا اور سننے والوں کے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا تھا، جب درس ختم ہوا تو مفتی اعظم موصوف نے حضرت سے مخاطب ہو کر کہا :

"یا شیخ! ہم سمجھتے ہیں کہ علم عرب میں ہے لیکن آج پتہ چلا کہ علم عجم میں بھی ہے"۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے پوچھا : "آپ کا تعارف؟"

انہوں نے کہا کہ "میں مصر کا مفتی اعظم ہوں"۔

حضرتؒ نے فرمایا :

"آپ نے اس منصبِ جلیلہ پر فائز ہو کر بھی داڑھی نہیں رکھی؟"۔

مفتی اعظم نے جواب دیا: "یا شیخ! ایمان دل میں ہوتا ہے"۔

یہ سن کر حضرتؒ اپنی جلالی کیفیت میں آگئے، فرمانے لگے :

"اگر ایمان دل میں ہوتا ہے تو پھر شرم اور حیا بھی دل میں ہوتی ہے،

کپڑوں میں نہیں یہ کپڑے اُتار دو، کیوں پہن رکھے ہیں"۔

حضرتؒ کے اس مُسکت جواب سے موصوف بہت پریشان اور شرمندہ ہوئے۔ غیرت، کوتاہی اور غلطی محسوس کی اور اسی مجلس سے داڑھی رکھ لینے کا فیصلہ کر گئے۔

جہادِ افغانستان :

مولانا زاہد الراشدی صاحب رقم طراز ہیں :

افغانستان میں روس کی مسلح افواج کی آمد کے بعد جہادِ افغانستان کا آغاز ہوا تو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے افغانستان کی سرحد کے ساتھ ساتھ پاکستان کے قبائلی علاقوں کا طوفانی دورہ کیا، جہاں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے مریدوں اور شاگردوں کی بڑی تعداد موجود ہے، جہادِ افغانستان کی حمایت میں پر جوش بیانات جاری کر کے پورے علاقہ میں جہاد کے حق میں فضا سرگرم کر دی جس کے اثرات مدت تک محسوس کئے جاتے رہے۔ افغان مجاہدین کے ایک سرگرم رہنما مولانا نصر اللہ منصور شہیدؒ ایک بار شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی اجلاس کے موقع پر آئے اور کہا کہ میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی زیارت کے لئے آیا ہوں جنہوں نے قبائلی علماء اور عوام کو جہادِ افغانستان کی حمایت کے لئے تیار کر کے ہمارا راستہ صاف کر دیا ہے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ آخر وقت تک علالت، ضعف اور نقاہت کے باوجود جہادِ افغانستان کے لئے فکر مند رہے اور اس سلسلہ میں بہت سے اجتماعات میں شریک ہو کر خطاب فرمایا۔

جہاد کے اوائل افغانستان پہنچ گئے :

اور اب آخر میں مولانا عبد الرشید ارشد صاحب مرحوم کی زبانی یہ بھی سُن

لیں۔فرماتے ہیں :

''یہ بہت کم لوگوں کوعلم ہوگا کہ افغانستان میں روسی جارحیت و مداخلت پر بالکل ابتداء ہی میں مردِقلندر حضرت درخواستیؒ پشاور میں حضرت مولانا محمد اشرف خان سلیمانی کی خانقاہ سے ہوتے ہوئے قبائل کو جگاتے ہوئے افغانستان گئے اور اس صوفی منش محدّث نے جہاد پر تقریریں کر کے لوگوں کو ایسا تڑپایا اور جذبات کو برانگیختہ کیا کہ اس کی کیفیت وکمیت کو سننے والے ہی جانتے ہیں''۔(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۲۸)

آج منظر یہ ہے کہ ساری دنیا کے کافر مسلمانوں کے اور خاص طور پر پاکستان کے دشمن بن کر صفیں باندھ کر اس پر ٹوٹ پڑنے اور تکا بوٹی کرنے کے لئے کمربستہ ہو رہے ہیں۔''جہاد'' کا لفظ دہشت گردی کے معنی میں استعمال کیا جا رہا ہے۔امریکہ،یورپ اور اللہ کے دین کے دشمن چاہتے ہیں کہ جہاد کو مسلمانوں کے دل و دماغ سے نکال دیں۔

سوچئے ! ہمیں اس صورتِ حال میں کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ ہمیں من حیث القوم مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی طرح دینی جدوجہد کا فلسفہ ہر گھر، ہر دفتر، ہر لائبریری، اور ہر طالب علم، غرض کہ ہر پڑھے لکھے فرد تک پہنچانا چاہیے۔ہم اپنا فرض پہچانیں اور فلسفۂ جہاد کی حقیقت کو ہر فرد تک پہنچا کر اللہ سے اجر حاصل کریں اور اسلام کے دشمن کافروں کا ناطقہ بند کریں، اللہ ہمارا حامی و ناصر ہے۔

☆

باب : ۱۰

اخلاق واعمال، تقویٰ وعزیمت اور اتباعِ سنت

تقویٰ اورخشیتِ الٰہی جانِ ولایت ہے۔حضرت عمر فاروق ؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا:''تقویٰ کیا چیز ہے''؟حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا جنگل کا ایسا راستہ جس کے ہر دو طرف خاردار جھاڑیاں ہوں ، اس پر کیسے چلتے ہو؟'' حضرت عمرؓ نے فرمایا:''اپنا دامن سمیٹ کر اور اپنے آپ کو بچا بچا کر نکل جاتا ہوں''۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا یہی تقویٰ ہے۔

تقویٰ کا مظہر :

مولانا ڈاکٹر ظفر اللہ شفیق صاحب لکھتے ہیں :

بھر چونڈی شریف کے قریب جب آپ پر حملہ ہوا تو ناک اور چہرے پر گہرے زخم آئے ۔اس حملے کے بعد جب ناک کا آپریشن ہوا تو ڈاکٹر نے آپ کو نشے کا انجکشن لگانا چاہا، آپ نے سختی سے نشہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مکمل بیداری

میں آپریشن کروایا۔ ہمت اور تقویٰ دیکھ کر ڈاکٹر صاحب حیران رہ گئے اور تاعمر آپ کے نیازمند رہے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۴۵)

کمالِ تقویٰ :

دبستانِ اہل حق کے عندلیب سید محمد امین گیلانی لکھتے ہیں :

گرمیوں کا موسم تھا، مردِقلندر حضرت درخواستیؒ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ میو ہسپتال کے ایک ڈاکٹر صاحب حضرت کے عقیدت مند تھے۔ ملاقات کے لئے آئے تو مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے ان سے ذکر کیا کہ : ''ان کی پنڈلیوں پر پھنسیاں نکلی ہوئی ہیں''۔ انہوں نے پھنسیاں دیکھ کر کہا کہ: ''حضرت ! اگر تھوڑی سی زحمت فرمائیں اور گاڑی میں میرے ساتھ ہسپتال تک چلیں تو ٹیسٹوں کے ذریعے معلوم ہوگا کہ پھنسیاں نکلنے کا سبب کیا ہے؟ اور خون ٹیسٹ کر کے خون کا درجہ حرارت بھی معلوم کرلیں گے''۔

مردِقلندر حضرت درخواستی راضی ہوگئے اور ان کے ساتھ ہسپتال تشریف لے گئے۔ انہوں نے جو ٹیسٹ کرنا تھا کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ'' حضرت ! آپ کی آنکھ میں جو ناخونہ ہے اس کا علاج بھی بہت ضروری ہے، کبھی یہ ناخونہ نظر پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ بہت معمولی سا آپریشن ہے، بس دو تین دن میں آنکھ بالکل صاف ہوجائے گی''۔ ان کے اخلاص کو دیکھ کر حضرت نے ان کی بات مان لی اور ہسپتال کے ایک اسپیشل کمرہ میں داخل ہوگئے۔

ڈاکٹر صاحب نے بہت احتیاط اور محبت سے ناخونہ اُتار دیا اور حضرت کی اس آنکھ پر پٹی باندھ دی۔ ڈاکٹر صاحب اکثر خود آکر حضرت سے خیریت معلوم

کرتے رہتے اور مناسب دوائی دے دیتے ۔ دوسرے دن حضرت اپنے بستر پر آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے کہ ایک نرس نے آکر منہ میں تھرمامیٹر رکھ دیا اور نبض دیکھنے لگی ۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے محسوس کیا کہ ہاتھ نسوانی معلوم ہوتا ہے، آنکھ کھول کر دیکھا، اتنے میں اس نے تھرمامیٹر حضرت کے منہ سے نکال لیا تھا اور درجہ حرارت دیکھنے لگی تو حضرتؒ نے چیں بجبیں ہو کر اس سے فرمایا کہ: ''بی بی ! تم فوراً واپس جاؤ اور ڈاکٹر صاحب کو میرے پاس بھیج دو''۔ وہ حسب الحکم فوراً واپس گئی اور ڈاکٹر صاحب آ گئے ۔ حضرت نے ناراضی کے لہجہ میں فرمایا کہ ''تم نے نرس کو میرے پاس کیوں بھیجا؟ تمہیں معلوم نہیں کہ غیر محرم کو دیکھنا اور اس سے مس ہونا حرام ہے''۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ ''حضرت ! یہ ہسپتال کی نرسیں ہوتی ہیں ۔ مریضوں کی دیکھ بھال کرنا، ٹمپریچر اور دیگر کیفیات معلوم کرنے کے لئے یہ متعلقہ ڈاکٹر کو آگاہ کرتی ہیں اور اس کے مطابق مریض کو دوائی دی جاتی ہے'' ۔ یہ سب کچھ سن کر بھی حضرتؒ نے اپنے خدمتگاروں کو جو اُن کے پاس تیمارداری کی غرض سے موجود تھے، حکم فرمایا کہ ''مجھے ایک منٹ کے لئے بھی یہاں رہنا پسند نہیں'' ۔ حضرتؒ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا سامان گاڑی میں رکھو اور مجھے لے چلو''۔ ڈاکٹر صاحب ان کا جلالی انداز دیکھ کر ساکت و صامت کھڑے رہے ۔ اتفاق سے اس وقت مردِ قلندر حضرت درخواستی کی بیمار پرسی کے لئے شیخ محمود صاحب ہوشیار پوری ٹمبر مرچنٹ (جن کی دکان بانساں والے بازار میں تھی) آئے ہوئے تھے ۔ انہوں نے حضرتؒ کو ساتھ لیا اور اپنے گھر لے گئے ۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ وہیں آرام فرما رہے تھے اور ڈاکٹر صاحب وہیں آکر آپ کی دیکھ بھال کرتے رہے .... ۔

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسمان نے جنہیں خاک چھان کر

(حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۹۱)

رفتار میں اتباعِ سنت :

بعض شخصیات اسلام کے سانچے میں ڈھلی ڈھلائی ہوتی ہیں۔ فطری طور پر ان سے اتباعِ سنت چھلکتی ہے۔ بعض عادات اور طور طریقے ان کے ایسے ہوتے ہیں جو موہوب ہوتے ہیں۔ کسب اور کوشش سے متعلق نہیں ہوتے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا شمار بھی کچھ ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل میں ہے کہ جب آپ چلتے تو جیسے اُونچائی سے نیچے کی طرف جا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طبعی رفتار سے چلتے، لیکن صحابہ کرامؓ بڑی مشقت سے آپ کو پہنچتے۔ اس کا پرتو میں نے مردِ قلندر حضرت درخواستی کی چال میں دیکھا۔ سبق ختم ہونے کے بعد جب آپ گھر تشریف لے جاتے یا کسی اور مناسبت سے آپ کے ساتھ چلنے کا موقع ملتا تو حضرت تو اپنی طبعی رفتار سے چلتے اور ہمیں ساتھ ساتھ بھاگنا پڑتا۔ (بروایت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، حافظ الحدیث نمبر ص: ۱۸۴)

احیاءِ سنت کا ایک واقعہ :

مولانا محمد فیاض خان سواتی مدظلہٗ مہتمم نصرۃ العلوم گوجرانوالہ فرماتے ہیں :

ایک مرتبہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت آپ کی آنکھوں میں تکلیف تھی، جس کے لئے وہ معجون قسم کی کوئی دوائی استعمال فرما

رہے تھے۔ جب دوائی استعمال فرمالی تو آپ کی انگلیوں کے ساتھ جو معجون باقی رہ گئی وہ انگلی انہوں نے والد محترم مدظلہٗ (حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ) کو پیش فرمائی کہ اسے چاٹ لو۔ یہ دراصل حضور علیہ السلام کی سنت مبارکہ پر عمل تھا کہ آپ ﷺ کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو خود چاٹ لیتے تھے یا کسی دوسرے شخص کو پیش فرما دیتے کہ وہ چاٹ لے۔ چنانچہ حضرت والد محترم مدظلہٗ نے آپ کی انگلی چاٹ لی، گویا آپ نے ایک مخصوص انداز سے حاضرین مجلس کے ذہنوں میں سنت پر عمل کا جذبہ پیدا فرما کر ان کی تربیت بھی فرما دی۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۵۰۴)

اولاد کی تربیت میں اتباعِ سنت :

صاجبزادہ سعید الرحمٰن درخواستی لکھتے ہیں :

”حضرت دادا جان تربیت سمیت ہر معاملہ میں اتباعِ سنت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کا لباس، وضع قطع، رہن سہن، بات چیت اور اُٹھنا بیٹھنا سب سنتِ مطہرہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا“۔

حدیث شریف میں ہے کہ :

”جب بچہ کی عمر سات سال ہو جائے تو اس کو نماز کی تلقین کرو اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اس کی پٹائی کرو“۔

میری زندگی میں بہت کم ایسا ہوا کہ حضرت دادا جان نے اپنی اولاد کو نماز کے علاوہ کسی اور غلطی پر مارا ہو۔ حضرت کی طرف سے سرزنش بھی حدودِ شریعت میں ہوتی تھی، ہلکے سے دو چار ہاتھ کندھے پر مارتے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۴۷۹)

مولانا خلیل الرحمٰن درخواستی ناظمِ تعلیمات جامعہ مخزن العلوم خانپور فرماتے ہیں:

''شیخ الاسلام حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اتباعِ سنت کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ تمام اُمور میں آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا نمونہ تھے''۔

چال :

حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ جب چلتے تھے تو ایسا لگتا جیسے گھاٹی میں اُتر رہے ہوں۔ (شمائل)

مردِ قلندر حضرت درخواستی بھی جب چلتے تو قوت سے قدم اُٹھاتے اور آگے جھک کر چلتے تھے۔ رفتار نہایت تیز کہ آپ کے ساتھ چلنے والے پیچھے رہ جاتے۔

سُرمہ :

آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا مستحب ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ حضور ﷺ روزانہ رات کو تین تین سلائی سرمہ آنکھوں میں ڈالا کرتے۔ (شمائل)

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا بھی آخر تک یہی معمول رہا۔

خوشبو :

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ تین چیزیں رد نہیں کرنی چاہئیں : (۱) تکیہ (۲) خوشبو (۳) دودھ۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو خوشبو بہت پسند تھی۔ مزاج شناس شاگرد و متعلقین مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سے دعائیں لینے کے لئے خدمتِ اقدس میں مختلف قسم کی خوشبوئیں پیش کرتے۔

خوش طبعی :

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص نے گذارش کی کہ مجھے سواری کے لئے کوئی جانور عطا کیا جائے۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا : ''ایک اونٹنی کا بچہ تمہیں دیں گے''۔ سائل نے عرض کیا کہ حضور! اونٹنی کے بچہ کا میں کیا کروں گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہر اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے''۔ تو سب صحابۂ کرامؓ ہنس پڑے۔ (شمائل)

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے مزاج شریف میں بھی خوش طبعی کا عنصر شامل تھا جو بھی ملنے کے لئے آتا اس سے خوش طبعی کی باتیں فرماتے، جس سے نووارد جلد ہی آپ سے مانوس ہو جاتے۔ مزاج شریف میں اس قدر مٹھاس اور مہک تھی کہ آپ سے ملاقات کی چاشنی و مہک عرصۂ دراز تک ملاقاتی کی رگ و جان میں سرایت کئے رہتی۔

گویا ...... ع ملائیں ہاتھ تو خوشبو نہ ہاتھ کی جائے ...... والا معاملہ تھا۔

اخلاق :

حضور ﷺ سے ملنے کے لئے ایک شخص آیا، حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ یہ شخص اپنے قبیلہ کا بدترین آدمی ہے، مگر جب آپ اس شخص سے ملے تو خوش اخلاقی کا مظاہرہ فرمایا۔ اس کے جانے کے بعد حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ اگر یہ شخص بُرا تھا تو آپ ﷺ اس سے اتنی خوش اسلوبی سے کیوں پیش آئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا : ''میں بد خلق تو نہیں ہوں''۔ (مشکوٰۃ)

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا اخلاق بھی سب پر روزِ روشن کی طرح عیاں

ہے کہ حاسدین حسد کے مارے آخر وقت تک حضرتؒ کو مختلف انداز میں اذیتیں پہنچاتے رہے، مگر سامنے آنے پر حضرت اس قدر خوش خلقی اور محبت سے ملتے کہ وہ شرمندہ ہوکر رہ جاتے۔

آپ کے حسنِ اخلاق کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ تقریباً ایک صدی کا طویل عرصہ دنیا میں گزارا، ہزار ہا انسانوں سے واسطہ پڑا، مگر پوری زندگی میں کسی ایک انسان کے ساتھ بھی آپ کی ذاتی دشمنی نہ تھی بلکہ آپ کی شخصیت: "اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہِ" (کسی کے ساتھ محبت کرو تو اللہ کے لئے اور بغض کرو تو بھی اللہ کے لئے) کا حقیقی مصداق تھی۔ موجودہ دور میں اس کردار کی نظیر مشکل سے ملے گی۔

چادر :

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو یمنی منقش چادر زیادہ پسند تھی یعنی پہننے میں کرتہ اور اوڑھنے میں یمنی چادر سب سے زیادہ پسند تھی۔

مردِ قلندر حضرت درخواستی کا معمول بھی ہمیشہ یہی رہا، گرمی کا موسم ہو یا سردی کا! ہر وقت آپ ایک چادر اوپر اوڑھے رہتے، حتیٰ کہ بغیر چادر کے کبھی گھر سے باہر قدم نہ رکھا۔

تہبند :

حضرت عبداللہ بن خالدؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ کی کسی گلی میں چلا جا رہا تھا، اچانک پیچھے سے آواز سنی کہ تہبند اوپر کو اُٹھاؤ اس سے ظاہری و باطنی تکبر وغیرہ سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو حضور ﷺ تھے۔ میں

نے عرض کیا یہ چھوٹی سی چادر ہے اس میں کیا تکبر ہوسکتا ہے اور کیا اس کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اور کوئی مصلحت نہیں بھی تو کم از کم اس سے میرا اتباعِ سنت تو ہوجائے گا''۔ میں نے حضور ﷺ کے تہبند کو دیکھا جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک اونچا تھا۔ (شمائل)

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے بھی زندگی بھر تہبند پہننے کو ہی پسند فرمایا۔ ایک بار کسی معتقد نے آپ کی خدمت میں شلوار سلوا کر پیش کی جسے آپؒ نے قبول فرمالیا مگر اسے پہنا نہیں۔ فرمایا کہ حضور ﷺ نے بھی شلوار کو پسند کر کے قبول کرلیا تھا مگر آپ ﷺ کا معمول تہبند پہننے کا رہا۔ اس لئے میں بھی تہبند پہننا پسند کرتا ہوں۔ عصا رکھنا بھی حضور ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اس لئے مردِقلندر حضرت درخواستیؒ بھی عالمِ شباب ہی سے ہمیشہ ایک عصا اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔

تواضع وانکساری :

حضور ﷺ کو راستے میں ایک بڑھیا روک کر اپنے مسائل سناتی رہتی۔ حضور ﷺ بڑی تواضع وانکساری سے اس بڑھیا کی باتیں غور سے سنتے رہتے۔ چہرے پر بالکل ملال نہ آتا۔

اسی طرح مردِقلندر حضرت درخواستی بھی انتہائی منکسر المزاج تھے۔ اپنی تعریف تو بالکل پسند نہ فرماتے، دورانِ تقریر اگر کوئی حضرت کے نام کا نعرہ لگاتا تو ناراض ہوجاتے۔ دوپہر کے وقت عیدگاہ میں بغیر تکیے کے ہی خالی چٹائی پر قیلولہ فرماتے۔ حضرت نے خود کو کبھی بھی دوسروں سے بڑا نہیں سمجھا، عام مخاطبین سے فرماتے تم لوگ مجھ سے بدرجہا بہتر ہو، میں تو بدی کا پتلا ہوں، باوجود اس کے

بتیس (۳۲) سال کے طویل عرصہ تک جمیعت علماءِ اسلام پاکستان کے امیر رہے، مگر ہمیشہ خود کو آگے لانے کی بجائے اپنے خوردوں کو اور دیگر علماء کو اہمیت دیتے۔ حتیٰ کہ اس عرصے میں جن جن حضرات نے بھی مردِ قلندر حضرت درخواستی کے ماتحت ناظم عمومی کے عہدے پر کام کیا۔ اپنے اپنے دور میں پوری دنیا میں شہرت ان کا مقدر بنی، انہیں صفات وخصوصیات کو دیکھ کر مردِ قلندر حضرت درخواستی کے پرانے رفیقِ سفر سیّد امین گیلانی فرطِ جذبات میں پکار اُٹھے..........

ہونٹوں پہ حق کی بات ہے، دل محو فکرِ حق
ان کی نظر نظر میں ہے پیغامِ ذکرِ حق
انساں کی شکل میں عمل و راستی کو دیکھ
کھول آنکھ دل کی حضرتِ درخواستی کو دیکھ

....

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور دلِ بے تاب ایک

تصویر سازی :

محترم جودت کامران صاحب رقم طراز ہیں :

شریعت کے اس قدر پابند تھے کہ تصویر اتروانا گناہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ اگر وہ فوٹو گرافر کو دیکھ لیتے تو بہت ناراض ہوتے۔ ان کی جو تصاویر موجود ہیں، وہ انہیں بتائے بغیر اچانک اُتاری گئی ہیں۔ مردِقلندر حضرت درخواستی آج اِس جہاں فانی میں

نہیں ہیں لیکن ان کے لاکھوں شاگرد اور مرید آج دنیا کے کونے کونے میں تعلیماتِ اسلام کو پھیلانے میں مصروف ہیں۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۵۳۴)

المیہ یہ ہے کہ یورپی تہذیب وثقافت اب ہماری اجتماعی زندگی کے ہر شعبے پر حاوی اور مسلط ہو چکی ہے اور پوری قوم کو اس طرح گھائل کر چکی ہے کہ ان کو اپنے زخموں کا احساس تک نہیں بلکہ وہ تو ان تہذیبی زخموں کو اپنے لئے مرہم تصور کیے بیٹھے ہیں۔ ایک طرف سے شور اُٹھتا ہے کیمرے کی تصویر ناجائز نہیں، دوسرا پکار پکار کر کہتا ہے تصویر وقت کی ضرورت ہے۔ کیا یہ من حیث القوم فکری زوال، فکری غلامی، فکری موت اور تباہی و بربادی کی نشانی نہیں ہے کہ ہم ایک ایسے متفق علیہ مسئلے کو جس کی حرمت پر بیسیوں احادیث شاہد ہیں، جائز ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ ہمیں اپنے آپ کو اور اپنے مسلمان بھائیوں کو جہنم کی آگ سے بچانا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں اور میڈیا کی یلغار میں ہم مستشرقین کا کردار ادا کرنے لگ جائے اور ہمیں اس وقت احساس ہو جب پانی سر سے گزر جائے۔

☆

باب : ۱۱

دُنیا سے بے رغبتی‘ زہد و قناعت‘
حکمرانوں سے لاتعلقی‘ سادگی اور استغناء

دنیا میں رہ کر دنیا کا نہیں بلکہ آخرت کا اور اللہ کا ہو کر رہنا ’’زہد‘‘ ہے، ’’استغناء‘‘ ہے اور اسلام میں اِسی کا نام ’’ترکِ دنیا‘‘ ہے۔ ہندومت کے سادھوؤں اور نصرانیت کے رہبانوں کی طرح نہیں کہ بالکلیہ ترکِ دنیا ہو، علائقِ مخلوق سے انقطاع ہو، جنگل میں پڑے رہنا ہو اور جسم و جان کے سارے حقوق پامال کر کے نفس کشی کے سخت اور جاں گسل مجاہدے کئے جائیں اسلام‘ دینِ حنیف میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ہادیٔ اُمت اور رہبرِ اعظم ﷺ نے صاف صاف فرمادیا: لَارَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ! (اسلام میں رہبانیت کی گنجائش نہیں) اللہ تعالیٰ نے انسان کو کارآمد اور مفید ترین پُرزہ بنایا ہے۔ اسے کائنات کی صلاح و فلاح کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کا عضوِ معطل کی طرح بیکار ہو کر محض نفس کشی کے لئے راہبانہ زندگی اختیار کرنا مقصدِ تخلیق کے خلاف ہے۔ یہ کائنات انسان کے لئے ہے۔ اس میں موجود تمام کچھ انسان کی نفع

رسائی کے لئے ہے۔ البتہ انسان کائنات کیلئے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔
بقول علامہ اقبالؒ .... ۔

نہ تُو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے تُو نہیں جہاں کے لئے

حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؔ قدس سرہٗ اولیاءِ کاملین میں شمار ہوتے ہیں۔
بڑے جاہ و جلال والے تھے۔ ڈھیروں ساز و سامان سرمایہ ان کے پاس تھا۔ خدام، نوکر تھے، سواری کیلئے عمدہ گھوڑے موجود تھے۔ کسی نے اعتراضاً کہا ......

ع نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

(یعنی کامل مرد اور اللہ کا ولی وہ نہیں ہے جو دنیا سے لگاؤ رکھتا ہو)

حضرت خواجہ صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا :

ع اسر دارد برائے دوست دارد

(اگر دنیا رکھتا ہے اور یادِ الٰہی کے لئے رکھتا ہے تو یہ قابل ملامت نہیں ہے)

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ڈھیروں دولت ہو اور طاعات میں کام آنے والی ہو تو یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

اللہ کے لئے کام کرتا رہا :

مردِ قلندر حضرت درخواستی زاہد تھے۔ مزاج میں استغناء تھا۔ حرص و آز اور لالچ جیسی آلودگیوں سے دامن صاف تھا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی گاؤں بستی ''درخواست'' میں بارہ (۱۲) سال تک حسبۃً لِلّٰہ پڑھایا کوئی تنخواہ، وظیفہ مقرر نہیں تھا۔ کوئی مطالبہ، درخواست اور کوئی چندہ کی اپیل نہیں ہوئی۔ بس اللہ کا بندہ

اپنے اللہ کا کام کیئے رہا۔

مجھے زمینوں کی ضرورت نہیں :

مولانا فداء الرحمٰن درخواستی فرماتے ہیں :

حاجی محمد علی صاحب ہالیپوتہ سندھ والے حضرتؒ کے مریدین میں سے تھے۔ایک مرتبہ وہ حضرتؒ کی خدمت میں خان پور آئے اور حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرتؒ ! میر پور خاص کے قریب اسی ایکڑ زمین ہے جس میں چالیس ایکڑ کے رقبے میں باغ ہے اور بقیہ زمین بھی آباد ہے۔ وہ زمین میں آپ کے لئے خرید لیتا ہوں اور پھر اس کی دیکھ بھال بھی میں خود کروں گا اور اس کی آمدن کا نصف حصہ میں اپنے قرضہ میں وصول کرتا رہوں گا اور بقیہ آمدن کا نصف حصہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا کروں گا، اس لئے کہ آپ کا بڑا کنبہ ہے اور اخراجات بھی زیادہ ہیں۔

حضرتؒ نے ان کی بات سن کر ارشاد فرمایا کہ :

''حاجی صاحب! مجھے زمینوں کی ضرورت نہیں ہے، آپ کی ہمدردی کا شکریہ''۔(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۹)

مجھے زمینوں کا شوق نہیں :

سردار غلام قادر خان حضرت کے خاص معتقدین میں سے تھے۔ابتداءً دین کی طرف راغب نہیں تھے بعد میں حضرتؒ کی کرامات دیکھ کر حضرتؒ سے خاص اُنس و عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔

ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں کچہ کی زمین بہت کم دام پر مل رہی تھی۔ پانچ ہزار روپے میں ایک مربع (پچیس ایکڑ) مل رہا تھا۔خان صاحب کا ارادہ ہوا کہ وہاں

پر آٹھ دس مربع زمین لے لوں اور کچھ زمین حضرتؒ کے لئے بھی لے لوں۔

خان صاحب نے جب اپنی خواہش کا اظہار حضرت سے کیا تو حضرت نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ ''مجھے زمینوں کا شوق نہیں ہے''۔

حالانکہ خان صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ میں اپنی رقم سے زمین لے لوں گا اور پھر آباد کر کے اپنا قرضہ واپس لے لوں گا اور زمین آپ کی ملکیت ہو جائیگی۔

(حافظ الحدیث نمبر)

مدینہ منورہ میں صرف ایک کے لئے آیا ہوں :

مردِ قلندر حضرت درخواستی جنگ پینل کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں :

ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ میں حرم نبوی ﷺ میں روضۂ اقدس کے سامنے مراتب احادیثِ شریفہ یاد کر رہا تھا، پتہ چلا کہ صدر ضیاء الحق روضۂ اقدس ﷺ پر سلام کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور ان کے لئے جگہ خالی کرائی جا رہی ہے۔ بہر حال زیارت کے بعد ان کو پتہ چلا کہ میں بھی یہاں ہوں تو انہوں نے دو آدمی میرے پاس بھیجے کہ صدر ضیاء الحق آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں' میں نے جواب میں کہا کہ میں مدینہ منورہ صرف ایک کے لئے آیا ہوں اور وہ میرے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، میں ان کو چھوڑ کر حاکم سے نہیں ملتا' بس میرا ایک پیغام ہے وہ ان کو دے دو، یہ کہ :

> ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ملک کا صدر بنایا ہے، اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو کلی طور پر دینِ شریعت نافذ کر دو کیونکہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے

لوگوں نے لاکھوں جانیں قربان کی تھیں، اس مقصد کو حاصل کرلو، اللہ بھی راضی ہوگا اور محمد مصطفیٰ ﷺ بھی راضی ہوں گے، بعد میں مَیں تم سے ملاقات بھی کروں گا''۔

امیر وہ جو فقیر کے دروازے پر آئے :

بعد میں صدر ضیاء الحق محدثِ کبیر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے پاس اکوڑہ خٹک گئے اور ان سے درخواست کی کہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی سے ملنا چاہتا ہوں۔آپ کسی طرح میری ملاقات کے لئے ان کو لے آئیں۔اس سلسلے میں جمعیت علمائے اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا سمیع الحق میرے پاس آئے اور صدر کی اس خواہش کا اظہار کیا تو میں نے جواب میں کہا کہ ہمارے شیخ دین پور مرکز کے بزرگ مولانا غلام محمد دین پوریؒ فرماتے تھے: ''فقیر امیروں کے ہاں جائے یہ بہت برا ہے، اچھا امیر وہ ہے جو فقیروں کے دروازے پر آئے [1]۔ میں اس کو بتاؤں گا کہ اسلامی نظام نافذ کرنے کے کیا فوائد ہیں''۔

بھٹو دور تو سب کو یاد ہے اس زمانہ میں بھی ہم نے [illegible] ساتھ نہیں چھوڑا، بھٹو کے ساتھ عوام تھے لیکن اس نے ان کو غلط استعمال کیا۔مساجد میں مظالم شروع کرائے، علماءِ کرام کو تنگ کرنا شروع کیا۔اپنے وزیر کوثر نیازی کے ذریعے علماءِ کرام کو خریدنے کی کوشش کی۔ان کو آگے لایا گیا تاکہ کسی طرح مولویوں کو قابو کریں۔اگر قابو میں نہ آئیں تو ان پر دباؤ ڈالیں۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۱٦۸)

---

[1]: نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس للفقیر علی باب الامیر

مدرسے کے تمام گیٹ بند کردیئے جائیں :

مولانا ڈاکٹر ظفر اللہ شفیق صاحب لکھتے ہیں :

۱۹۷۴ء میں بڑے زور و شور سے تحریکِ ختمِ نبوت چلی۔ بھٹو صاحب نے علماء کو رام کرنے کے لئے ایک مولوی نما وزیر کی ڈیوٹی لگائی۔ بھٹو کے یہ وزیر پاکستان کے مخصوص حالات کے تناظر میں مذہبی دجل و فریب کے لئے مقرر تھے۔ بڑے کائیاں اور زیرک، انہوں نے سوچا سب سے پہلے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سے ملاقات کی جائے کیونکہ یہ قدآور شخصیت بھی ہیں اور سادہ مزاج بھی۔ باتوں باتوں میں کوئی ہلکی پھلکی سی بات کہلوائی جائے گی اور پھر میڈیا اپنا ہے۔ شیطان بھی جس کا پانی بھرتا ہے۔ خیر بڑے کرّ و فر سے یہ وزیر صاحب خانپور پہنچے، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے ذوایک مقرب احباب کو ساتھ لیا اور اذن باریابی چاہا۔ حضرتؒ کو علم ہوا تو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا :

"مدرسے کے تمام گیٹ بند کردیئے جائیں، کسی کے لئے گیٹ نہ کھولے جائیں"۔

وزیر صاحب کی ٹیم نے بہت سر پٹخا لیکن گیٹ نہ کھلوا سکے۔ شام کو وزیر صاحب نے جھنجھلاہٹ کے عالم میں ریسٹ ہاؤس میں پریس کانفرنس کی۔ دیگر باتوں کے علاوہ یہ کہا کہ: "رسول اللہ ﷺ تو کافروں اور یہودیوں سے بھی ملتے تھے، یہ درخواستی عجیب آدمی ہیں کہ مسلمان سے نہیں ملتے"۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ شام کو درس دیا کرتے تھے، آپ نے درس میں فرمایا :

"اگر یہ کافر ہوتا تو میں کبھی ملنے سے انکار نہ کرتا لیکن جو مسلمان

ہوکر دین کے خلاف سازش کرنے آئے، اس سے کیوں ملوں؟

رسول اللہ ﷺ بھی سازش اور دجل کو کبھی برداشت نہیں فرماتے

تھے''۔(حافظ الحدیث نمبر ص ۳۴۸)

کمالِ شفقت ومحبت کا نمونہ :

درویشانہ زندگی تھی، درس وتدریس مشغلہ تھا، وعظ کہتے تھے'' فقیرانہ آئے صدا کر چلے'' کا مصداق تھے اور خوش مزاج تھے اور ہاں'' کسے را آزارے نباشد'' آپ کا وطیرہ تھا۔آپ حیران ہوں گے۔حضرت درخواستیؒ کے پوتے صاحبزادہ سعیدالرحمٰن صاحب درخواستی لکھتے ہیں :

''حضرت دادی جان فرماتی تھیں کہ نصف صدی کی رفاقت میں مجھے یاد نہیں کہ تمہارے دادا جان کی کسی بات یا کسی طرزِ عمل سے مجھے ایذا ہوئی ہو اور میری آنکھوں سے آنسو اُتر آئے ہوں''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص: ۴۸۰)

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی زندگی سادگی اور استغناء کا حسین امتزاج تھی اور وہ اپنے رفقاء کی زندگیوں میں یہی رنگ دیکھنا چاہتے تھے۔اہلِ علم سے محبت تھی، علماء، طلباء اور عوام الناس سبھی سے شفقت سے پیش آتے۔آپ کے ہاں امیر غریب کا امتیاز نہ تھا۔مخلص لوگوں کے خلوص کی وجہ سے آپ ان سے بے حد شفقت فرماتے ۔ظاہری نام ونمود سے قطعاً آزاد اور لاتعلق تھے۔حکمرانوں سے ملاقات کو ناپسند فرماتے تھے۔البتہ مخلص دیندار حکام وافسران ان کو شرفِ ملاقات بخشتے اور شفقت و محبت سے پیش آتے۔حکومت سے کسی قسم کی گرانٹ لینا پسند نہ فرماتے تھے۔فرمایا

کرتے تھے :

”اللہ تعالیٰ اپنے دین کا خود محافظ و معاون ہے۔ وہی ہمارا حاجت روا اور کارساز ہے“۔

☆

باب : ۱۲

جودوسخا' دسترخوان کی وسعت'
بچوں پہ شفقت اور ضیافت

جود وسخا ایک ایسا خوب وبھلا وصف ہے جس کی خوبی اور حسن کا کوئی بھی انکارنہیں کرتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سراپا ''جود'' تھا۔آپ کی ذاتِ مبارک مجسم ''عطا'' تھی ، اور دنیوی ، اُخروی اور جسمانی و روحانی فیض رسانی سے آپ ﷺ عبارت تھے۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب فرماتے ہیں .... ؎

ہم پر شہِ لولاک کے انعام ہیں کیا کیا
ہے مہر بھی اک ذرۂ احسانِ محمدﷺ !

طالبانِ علوم نبوت سے شفقت :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ یہ وصفِ محمدی ﷺ بھی اپنائے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب قریشی رقمطراز ہیں :

حضرت طلباء پر بڑی شفقت فرماتے اور حضرتؒ اپنے پاس آنے والے تمام

عطیات و ہدایا طلباء میں تقسیم فرما دیتے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۵۳۸)

سب ہدایا تقسیم کر دیتے :

حضرتؒ کی سخاوت کا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں، شاید پڑھنے والے اسے مبالغہ پر محمول کریں، مگر اس بات کا کیا کیا جائے کہ راوی کا اپنا مشاہدہ ہے۔کوٹ اڈو کے معروف عالمِ دین حضرت مولانا مسعود احمد صاحب فرماتے ہیں :

ایک سفر میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے ساتھ تھا۔حضرت جہاں تشریف لے جاتے تھے، میزبان حضرت کو اس قدر ہدایا دیتے کہ دو تین گاڑیوں کی ڈگیاں بھر جاتیں لیکن دوسری جگہ پہنچتے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ تمام مال وہاں تقسیم فرما دیتے تھے۔انہیں جو کچھ ملتا تھا موہبت خداوندی سے ملتا تھا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۰۰)

دستر خوان پر :

حضرت مولانا فداء الرحمان درخواستی حافظ الحدیث مردِ قلندر حضرت درخواستی کی سخاوت کے متفرق واقعات بیان کرتے ہیں :

(۱) حضرت کے لئے جب دستر خوان لگتا اور میزبان تمام چیزیں حضرت کے سامنے دستر خوان پر رکھتے، دستر خوان پر جتنے مہمان ہوتے، حضرت سب سے پہلے ان کو پلیٹوں میں سالن وغیرہ ڈال کر دیتے اور بار بار ان سے فرماتے کہ اور کھائیں لیکن خود بالکل اخیر میں چند لقمے تناول فرما لیتے، صاحب خانہ جو پرہیزی کھانا حضرت کے لئے الگ تیار کرتے وہ بھی حضرتؒ دوست واحباب میں تقسیم فرما دیتے، بعض مرتبہ اپنے ہاتھوں سے دوسرے ساتھیوں کے منہ میں لقمہ ڈال دیتے اور خود

احادیثِ مبارکہ پڑھ پڑھ کر سناتے رہتے۔

اللہ تعالیٰ دوسروں کو کھلانے پر خوش ہوتے ہیں :

(۲) حکیم حنیف اللہ صاحب مرحوم ملتان والے حضرت کے نہایت ہی عقیدت مندوں میں سے تھے۔ حضرت کے لئے خاص یونانی قیمتی ادویہ بنا کر لاتے۔ حضرتؒ تھوڑا تھوڑا اپنی انگلی مبارک سے نکال کر تھوڑی تھوڑی وہ دوائی ساتھیوں کو کھلا دیتے۔ حکیم صاحب فرماتے: حضرت یہ دوائی بڑی مشکل سے بنتی ہے اور بہت قیمتی ہے اور یہ خاص آپ کے لئے بنائی گئی ہے۔ آپ اوروں کو کھلا دیتے ہیں، حضرتؒ فرماتے :

''حکیم صاحب اللہ تعالیٰ اور دے دیں گے اور ارشاد فرماتے کہ:

''اللہ تعالیٰ دوسروں کو کھلانے پر خوش ہوتے ہیں''۔

ایک حدیثِ پاک ارشاد فرمائی کہ ایک مرتبہ سفر میں حضرت بلالؓ نے اپنی بغل میں کھجوروں کی تھیلی اُٹھا رکھی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: بلال! یہ کیا ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کھجوریں ہیں جو کل کے لئے میں نے بچا رکھی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

يَا بِلَالُ أَنْفِقْ يُنْفِقُ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِي اللّٰهُ عَلَيْكَ ۔

اے بلالؓ ان کھجوروں کو خرچ کرو اللہ تعالیٰ اور دیں گے اور انہیں چھپا کر نہ رکھو، اوپر سے آمد بند ہو جائے گی۔

اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی میں بالکل آپ کی کیفیت ایسی ہی تھی، جب کوئی چیز آتی تو فوراً تقسیم فرماتے اور کل کے لئے نہ رکھتے۔

دس ہزار روپے فوراً تقسیم کر دیے :

(۳) ایک مرتبہ لاہور میں حضرت نواب محمود خان لغاری کے ہاں مہمان تھے' جب واپسی کے لئے روانہ ہونے لگے تو نواب صاحب نے دس ہزار روپے نذرانہ پیش کیا۔کار میں حضرت کے ساتھ ہم تین ساتھی تھے۔راقم الحروف' مولانا اجمل خان صاحب اور مولانا عبدالرؤف ملک صاحب۔حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ قاری محمد اجمل صاحب بیمار رہتے ہیں، دوائی وغیرہ لینی ہوتی ہے، چار ہزار روپے ان کو عنایت فرما دیئے اور پھر فرمایا کہ فداء الرحمٰن بھی بہت اچھا کام کر رہا ہے، کراچی سے آیا ہے، چار ہزار روپے مجھے دیدیے، پھر فرمایا کہ مولوی عبدالرؤف بھی کافی کنبہ والا ہے بقیہ دو ہزار روپے ان کو دیدیے، اس طرح وہ دس ہزار روپے اسی وقت تقسیم کر دیئے اور اپنے لئے اس میں سے کچھ بھی نہ رکھا۔

علماء کے لفافوں میں اپنی جیب سے رقم ڈالتے رہے :

(۴) جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ میں حضرت والد صاحب نے ملک بھر کی دینی جماعتوں اور افغانستان کے مجاہدین و قائدین کو بھی بلایا اور اتحاد و اتفاق کے لئے قرآن و حدیث کا نہایت ہی پُر اثر وعظ فرمایا جس میں بڑے بڑے علماء و صلحاء شریک تھے اور جامعہ کی طرف سے سب کو سفر خرچ دیا گیا بلا مبالغہ کئی سو علماء تھے، سب کے لئے لفافے بنائے گئے جب میں حضرت کے پاس لفافے لے کر گیا تو ہر لفافہ پر اس عالم کا نام لکھا ہوا تھا اور سفر خرچ بھی تو آپ پوچھتے کہ اس عالم کو کتنا سفر خرچ دیا مثلاً حضرت مفتی محمود صاحبؒ کو، تو میں کہتا حضرت اتنے ہیں، تو آپ فرماتے، یہ تو تھوڑے ہیں

پھر اپنی جیب میں بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ ڈالتے اور کچھ رقم حضرت کے ہاتھ میں آ جاتی، فرماتے یہ بھی ان کے لفافے میں ڈال دو، حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب بھی تھے، فرمایا یہ رقم ان کے لفافے میں ڈال دو، اسی طرح علماء اور بزرگوں کے لئے اپنی جیب مبارک سے رقم نکال نکال کر دیتے رہے اور میں لفافوں میں ڈالتا رہا۔

مجاہدین کا خصوصی اکرام :

جب مجاہدین، قائدین کی باری آئی تو ان کو سب سے زیادہ رقم نکال کر دی۔ جب حضرت والد صاحب نے رقم دینی شروع کی تھی تو میں نے دیکھا کہ واسکٹ کی دونوں باہر کی جیبیں اور اندر کی جیبیں نوٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔ معتقدین، مریدین آتے رہے، ہدیہ دیتے رہے، آپ جیب میں ڈالتے رہے، پھر آخری رات میں تقسیم شروع ہوئی رات بھر علماء الوداعی سلام کرتے رہے اور ہم وہ لفافے دیتے رہے جس میں جامعہ سے دی ہوئی رقم کے علاوہ حضرت کے مبارک ہاتھوں سے دی ہوئی رقم بھی ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا میں نے بھی واپس کراچی جانا تھا، اجازت چاہی تو اب میرے سفرخرچ کے لئے حضرت نے جیبوں میں ہاتھ ڈالنا شروع کیا، پھر فرمانے لگے کہ بیٹے مجھے تو پتہ بھی نہیں چلا جیبیں سب خالی ہو چکی ہیں، آپ گھر جائیں اور اپنی والدہ صاحبہ سے سفرخرچ لیتے جائیں۔

سبحان اللہ! یہ دو باتیں کہ کھانے پینے کی چیزیں بھی سب کو کھلا پلا دو اور رقم بھی جتنی ہے سب تقسیم کر دو، یہ سخاوت حضرتؒ کی سنتِ رسول ﷺ کے اتباع میں تھی۔ میرے محتاط اندازے کے مطابق اس وقت یعنی ۱۴۰۰ھ میں حضرت نے تقریباً پچاس ہزار روپے کی خطیر رقم اپنی جیبوں سے علماء وصلحاء اور مجاہدین میں تقسیم فرمائی۔

کسی کے سوال پر ''انکار'' کبھی نہیں فرمایا :

اس بات میں بھی سنتِ رسول اللہ ﷺ پیش نظر تھی ۔حضرت والد صاحب کو مجھ سے بہت محبت تھی، جس کسی نے حضرتؒ کو کوئی درخواست پیش کرنی ہوتی وہ لکھ کر مجھے دیتے کہ آپ حضرت کے پاس لے جائیں انہیں یقین ہوتا تھا کہ فداء الرحمٰن درخواست لے جائے گا تو ضرور منظور ہوگی اور ایسا ہی ہوتا۔

میرے شفیق چچا جان حضرت مولانا عبدالرحیم اکثر مالی تعاون کے لئے پرچہ لکھتے اور میں حضرت کی خدمت میں لے جاتا ۔حضرت جیب میں ہاتھ ڈال کر رقم نکال کر مجھے دے دیتے ۔زندگی میں کبھی یہ نہیں فرمایا کہ بار بار تم خط لاتے ہو کیا تمہارا یہی کام ہے اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ آج میرے پاس کچھ نہیں ہے ۔اللہ تعالیٰ نے حضرت کی جیب کو ایسا بنایا ہوا تھا جیسا کہ خزانہ کی تجوری ہو۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۰)

بچوں پہ شفقت :

شاعرِ اسلام حضرت سید محمد امین گیلانی ایک عجیب واقعہ بیان کرتے ہیں :

ہزارہ کی طرف پروگرام تھا۔ مردِ قلندرؒ حضرت درخواستیؒ میرے ہاں شیخوپورہ تشریف لائے اور ہم نے دوسرے دن سفر کرنا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آج کل بچوں کی اسکول سے گرمیوں کی چھٹیاں ہیں ۔ان کا تقاضا ہے کہ وہ بھی آپ کے ساتھ جائیں گے ۔مردِ قلندر حضرت درخواستی بہت خوش ہوئے ۔فرمایا ہاں لے چلو، بچوں کے ساتھ سفر خوشگوار رہے گا ۔دو میرے لڑکے تھے اور دو بھتیجے، چاروں کو ساتھ لے کر سفر شروع ہو گیا ۔راستے میں ان سے حضرت دل لگی کرتے رہے، ہنسنے ہنسانے کی باتیں کرتے رہے، جب بھی بیس پچیس میل کا سفر طے ہوتا گاڑی رُکوا دیتے اور

انہیں کھانے پینے کی چیزیں منگوا کر دیتے، خود کیلئے چھیل چھیل کران کو کھانے کے لئے دیتے، میں بار بار روکتا کہ حضرت ! بچوں نے بہت کھا پی لیا ہے بس فرمائیں، فرماتے تمہیں نہیں معلوم، بچے بہت جلد ہضم کر لیتے ہیں۔ میں ناچار خاموش ہو جاتا۔

جو لطف راز میں ہے اظہار میں نہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستی نے ایک جگہ فروٹ کی سجی ہوئی دکان دیکھی تو پھر گاڑی رُکوالی' میرے ہاتھ میں کچھ نوٹ تھما کر فرمایا جاؤ اس پھل والے کی دکان سے پھل لے آؤ، بچے مجھے اشاروں میں کہہ رہے تھے کہ ہمارے پیٹ بھرے ہوئے ہیں، کچھ بھی نہ لائیں میں نے ان کی ترجمانی کی تو حضرت ہنس کر فرمانے لگے بچوں کی بات مانتے ہو، میری بات کیوں نہیں مانتے؟ جاؤ پھل لے کر آؤ۔ میں ناچار اُترا دکان والے سے پھل ٹوکری میں ڈلوایا اور پیسے پوچھے تو اس نے کہا کہ جس بزرگ نے آپ کو بھیجا ہے، ہم ایسے بزرگوں سے پیسے نہیں لیا کرتے۔ میں نے بہت اصرار کیا مگر وہ نہیں مانا، میں جی میں سوچ رہا تھا کہ اگر یہ اتنا ہی عقیدت مند ہے تو دکان سے اُتر کر چند قدم پر کھڑی کار میں حضرت سے ملاقات کیوں نہیں کرتا، عجیب ماجرا ہے۔

عقیدت اتنی کہ ایک معقول رقم وصول نہیں کر رہا اور بے نیازی اتنی کہ حضرت سے ملاقات کے لئے چار قدم اُٹھانے کی تکلیف بھی نہیں کرتا۔ مجبور ہو کر لوٹا اور حضرت سے ماجرا بیان کیا۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی نے اس دکاندار پر ایک نظر ڈالی اور کہا وہ پیسے نہیں لیتا تو تم خود رکھ لو اور بیٹھو' چلیں' ابھی کافی سفر کرنا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ وہ پھل فروش بھی کوئی اللہ والا تھا۔ اس نے کسی

دوسرے اللہ والے سے روحانی رابطہ کر لیا تھا مگر بظاہر دونوں بے نیاز رہے کیونکہ جو لطف راز میں ہے اظہار میں نہیں۔ یہ لوگ بڑے گہرے ہوتے ہیں۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۳۹۰)

سخاوت و مہمان نوازی :

صاحبزادہ سعید الرحمٰن درخواستی لکھتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی تربیت کا ایک خاص پہلو سخاوت اور مہمان نوازی کا ہے۔ یوں تو حضرت ضرورت مندوں کی مدد اور تعاون خفیہ اور پوشیدہ ہی فرماتے تھے۔ تاہم اگر ایسے موقع پر کوئی ناسمجھ بچہ قریب ہوتا اور ضرورت مند اجنبی ہوتا تو حضرت نہایت اہتمام سے رقم چھوٹے بچے کے ہاتھ سے دلواتے۔ حضرت نے بچوں کے ذریعہ ضرورت پوری کر کے بچوں کو سخاوت کا خوگر بنایا اور یہ معاملہ صرف ایسے اجنبیوں کے ساتھ فرماتے جن سے دوبارہ سامنا ہونے کی توقع نہیں ہوتی یا سامنا ہو تو پہچاننا مشکل ہوتا۔ اس طرح ضرورت مند کی عزتِ نفس کا خیال فرما کر اس کو شرمندگی سے محفوظ رکھنے کا انتظام فرماتے تربیت اور حدودِ شریعت اور آداب کا خیال فرمانا یقیناً حضرت داداجان کی ذات کا حصہ تھا۔ حضرت نے اہلِ خانہ کی تربیت میں اس بات کا اہتمام فرمایا کہ اسبابِ دنیا اور دنیا سے طبعی محبت اعتدال میں رہے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے: ”جو دنیاوی ساز و سامان جائز طریقے سے حاصل ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور اگر دنیا طلبی میں جائز و ناجائز کا امتیاز ختم ہو گیا تو ایسی دنیا سے بڑی کوئی مصیبت اس دنیا میں نہیں“۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۸۰)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ سب سے بہتر انسان کون ہے؟ اگر نہیں تو احادیثِ

رسول ﷺ کا مطالعہ کریں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"تم میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ شاندار اخلاق کے ساتھ پیش آتا ہو"۔(بخاری شریف)

خصوصاً چھوٹے بچوں سے آپ ﷺ کو بہت پیار تھا، محبت تھی، بچے ہمارے آنگن میں کھلنے والے مہکتے، چہکتے اور دمکتے پھول ہیں۔جن کی مہک سے سونا، اُجڑے ہوئے اور ویران آنگن بہاروں کا مسکن اور راحتوں کا خزینہ بن جاتے ہیں۔ہمیں چاہئے کہ دنیا کی مصروفیتوں میں گم ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ اپنے بچوں کے لئے بھی وقت نکالیں، ان پر محبتوں کے پھول نچھاور کرتے رہا کریں اور عام مہمانوں کی قدر دانی بھی کرنی چاہئے۔نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے :

"جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہو، وہ اپنے مہمانوں کا اکرام کرے"۔

مہمان اللہ کی رحمت ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت سے اپنے دامن کو محروم نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ کی رحمت جھولیاں بھر بھر کر سمیٹنی چاہیے"۔

☆

باب : ۱۳

انابت والحاح اور قبولیتِ دُعا کے حیرت انگیز واقعات' دلچسپ حکایات اور ایمان افروز مشاہدات

بعض خاصانِ خدا کو اللہ تعالیٰ یہ اعزاز اور مرتبہ عطا فرماتے ہیں کہ وہ اپنے اللہ سے جو مناجات کریں، سرگوشیاں کریں، راز و نیاز کریں اور مانگیں اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ بے پایاں اور خاص لطف و کرم سے عطا فرما دیتے ہیں۔

ازہر الہند دارالعلوم دیوبند کے ایک بزرگ غالباً حضرت رفیع الدین صاحب ہیں۔ان کا ایک دعائیہ لطیفہ ہے۔انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی، یا اللہ ! مجھے ایک لاکھ روپیہ عطا فرمادے ۔ رات کو خواب میں جنت میں بہت بڑا اور خوبصورت محل دیکھا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ایک لاکھ روپیہ لینا ہے تو جنت میں یہ محل نہیں ملے گا اور اگر محل لینا ہے تو پھر ایک لاکھ نہیں ملے گا۔جب بیدار ہوئے تو اللہ سے یہ التجا کر رہے ہیں یا اللہ! مجھے ایک لاکھ روپیہ نہیں چاہیے، مجھے جنت کا محل چاہیے۔

حضرت سرورِ کائنات ﷺ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ :

بہت سے پراگندہ شکل ایسے بھی ہیں (کہ جن کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا رفیع اور بلند ہے اور اللہ کو ان سے اتنا پیار اور محبت ہے) لَوْ حَلَفَ عَلَى اللّٰهِ لَا بَرَّهٗ (کہ بھروسہ اور اعتماد کرتے ہوئے) اگر اللہ پر قسم بھی اُٹھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرمادیں، ایسے لوگ اولیاءِ کاملین میں سے ہوتے ہیں اور یہ استجابتِ دعا اُن کے برگزیدہ ہونے کی واضح علامت اور نشانی ہے۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ بھی انہیں اولیاءِ کاملین میں سے تھے۔ اہلِ علم اور اہلِ تقویٰ کی ایک دنیا اس بات کی معترف ہے اور ان کا مشاہدہ ہے کہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور اختتامِ دعا پر ہاتھ منہ پر نہیں آئے کہ قبولیتِ دعا کے نقد ثمرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ واللہ ذوالفضل العظیم۔

دعاؤں کی فوری قبولیت :

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی تحریر فرماتے ہیں :

بندہ نے ایک دفعہ حافظ الحدیث مردِ قلندر حضرت درخواستی کی خدمتِ اقدس میں درخواست پیش کی کہ دار العلوم حقانیہ کے اساتذہ اور طلبہ کی خواہش ہے کہ مردِ قلندر حضرت درخواستی دار العلوم حقانیہ میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر پڑھائیں۔ حضرت نے شفقت فرمائی، تین دن مسلسل چار چار گھنٹے سورۂ فاتحہ پر درس دیتے رہے۔ دور دراز سے علماء، فضلاء تشریف لائے تھے۔ حد درجہ گرمی تھی، پھر وہاں سے حسن ابدال کے علماءِ کرام کی دعوت پر حضرت حسن ابدال تشریف لائے۔ غضب کی گرمی تھی، کسی صاحب نے رقعہ دیا

کہ حضرت شدید گرمی ہے، بارش کے لئے دعا فرمادیں۔ مردِقلندر حضرت درخواستی نے دعا شروع فرمائی۔ ایک گھنٹہ تک دعا کے آداب وشرائط اور فضائل بیان کرتے رہے، دعا کے دوران بادل نمودار ہوئے، ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اور بارش کے قطرات گرنے لگے، کچھ لوگ مسجد کے صحن سے اُٹھ کر مسجد کے اندر جانے لگے، فرمایا: اللہ کی رحمت سے مَت بھاگو۔ اپنے سینوں سے قمیص دور کرلو، دعائیں مانگو، ایسے حال میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اسی طرح کوہاٹ کے ایک اجتماع میں لوگوں نے حضرت سے مطالبہ کیا کہ مدت سے بارش کا نام ونشان تک نہیں، قحط سالی اور خشک سالی سے بیماریاں بڑھ گئی ہیں۔ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ دعا اور استغفار وتوبہ کے فضائل و آداب بیان کرنے لگے۔ ایک گھنٹہ سے زیادہ دعاؤں میں مصروف رہے، مسنون دعائیں اور آدابِ دُعا پر مشتمل قصائد پڑھتے رہے۔ دعائیں قبول ہوئیں، بادل آنے لگے اور بارانِ رحمت کا نزول شروع ہوگیا۔

یااللہ ! بارش روک دے :

صاحبزادہ مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی مدظلہٗ فرماتے ہیں :

حضرت والد صاحب مستجاب الدعوات تھے۔ خاص طور پر بارش کے سلسلہ میں، جب بارش نہ ہوتی تو بارگاہِ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے تو فوراً بارش آجاتی۔ اگر بارش نہ رُکتی تو آپ کی دعا سے تھم کر رہ جاتی۔ ایک دفعہ حضرت شنکیاری ضلع مانسہرہ میں جلسہ سے خطاب فرمارہے تھے، اچانک زوردار بارش ہوگئی۔ جلسہ میدان میں رکھا گیا تھا۔ حضرت نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے :

”یااللہ ! بارش روک دے، سردی میں بارش کے زور نے لوگوں

کو امتحان میں ڈالا ہوا ہے"۔

حضرت نے اتنا فرمایا تو بارش فوراً رُک گئی، لوگ دیکھ کر حیران ہو گئے بادل روئی کی مانند فضا میں بکھرنے لگے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۶۰)

کراچی میں دُعا اور بارش کا نزول :

مولانا عبدالمجید سربازی مدظلہ لکھتے ہیں :

ایک اور واقعہ اسی شہر کراچی کا ۱۹۶۶ء میں پیش آیا، جسے دو ڈھائی ہزار افراد نے دیکھا۔ یہ واقعہ کورنگی کے ایریا لانڈھی کے ایک جلسۂ عام میں پیش آیا۔ ہوا یوں کہ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی تقریر تھی، ہزاروں کا مجمع تھا، حضرت احادیثِ رسول ﷺ کے موتی بکھیر رہے تھے، جبکہ گرمی بہت شدید تھی۔ بیچ جلسہ میں بیٹھے ہوئے دینی مدارس کے چند طلباءِ کرام نے گرمی کی وجہ سے اپنے سروں سے ٹوپیاں اور رومال اُتار دیئے تھے اور کچھ ساتھیوں نے تو قمیض تک اُتار دی تھی اور ان کو پنکھے کی جگہ استعمال کر رہے تھے تا کہ گرمی کی شدت کم محسوس ہو۔ حضرت نے فرمایا، ان شیدائیوں کو دیکھو، میں حدیثِ مصطفیٰ ﷺ سنا رہا ہوں اور یہ اپنے کپڑوں سے کھیل رہے ہیں، یہ بے ادبی ہے، اگر آپ لوگوں کو گرمی لگتی ہے تو اللہ ربّ العالمین سے بارش کی دعا کرتے ہیں لیکن جب بارش شروع ہو جائے تو کوئی بھی شخص اپنی جگہ سے نہ اُٹھے، جلسہ چھوڑ کر بھاگ نہ جائے۔ جو شیدائی ہو گا وہ نہیں بھاگے گا اور جو حلوائی ہو گا وہ بھاگ جائے گا۔ اب تمہارا حدیثِ مصطفیٰ ﷺ سے عشق کا امتحان ہے، یہ فرما کر مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے پورے جلسہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میرے ساتھ پڑھو :

اَللّٰھُمَّ اَمْطِرْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَاءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا۔

اے اللہ ہم پر آسمان سے بارش برسادے جو ہمارے لئے عید اور خوشی کا باعث ہو۔

ابھی یہ دعا پوری ہوئی تھی کہ ہر طرف بادل آنا شروع ہو گئے اور ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ پورا جلسہ پانچ منٹ کے لئے خاموش ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ بارش بند ہو گئی۔ حضرت کے مستجاب الدعوات ہونے کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

قبولیت دُعا کے فوری اثرات :

مولانا عرفان الحق حقانی صاحب تحریر کرتے ہیں: مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ مستجاب الدعوات شخصیت تھے اور اس سلسلے کے سینکڑوں واقعات ہیں جن کو بیان کرنا ایک مستقل کام ہے۔ مشتے از خروارے پر ایک ہی واقعہ ذکر کیا جاتا ہے۔

میرے ماموں مولانا گوہر الرحمٰن جہانگیروی اور مولانا افتخار الحق صدیقی مہتمم دارالعلوم فاروقِ اعظم ہری پور راوی ہیں کہ ایک دفعہ شعبان کے مہینے میں ہم لوگ مردِ قلندر حضرت درخواستی سے دورۂ تفسیر پڑھنے کی سعادت حاصل کر رہے تھے، سخت گرمی کا موسم تھا، طلباء گرمی کی شدت سے نہایت بے قرار اور نڈھال تھے، کسی ساتھی نے رقعہ لکھ کر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا کہ بارانِ رحمت کے لئے دعا فرمایئے کیونکہ مزید ہمت و طاقت نہیں۔ تو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے درس روک کر خوب گڑگڑا کر بارانِ رحمت کے لئے دعا فرمائی، دعا ختم ہونے کی دیر تھی کہ آسمان پر ہر طرف سے بادل اُمڈ آئے۔ حالانکہ قبل از دعا آسمان پر بادلوں کا نام ونشان بھی نہ تھا اور زوروں کی بارش ہو گئی۔ یہ دعا وہ تھی کہ فوراً مستجاب

ہوگئی۔ سچ کہا ہے شاعر نے............ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی کراماتِ دُعا :

مولانا مفتی منظور احمد صاحب ملتان استجابتِ دعا کے متفرق واقعات پیش کرتے ہیں :

۱۔　مولوی محمد عثمان صاحب سیہانی نے بندہ سے بیان کیا ہے ۱۹۷۹ء جون جولائی میں مردِقلندر حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہٗ شادن لنڈ (ڈیرہ غازی خان) تشریف لائے۔ نمازِ ظہر کے بعد جامع مسجد اڈہ والی میں حضرت اقدس کا خطاب تھا۔ موسم سخت گرمی کا تھا اور ادھر خشک سالی تھی، لوگ گرمی سے تڑپ رہے تھے۔ دورانِ بیان ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور بلند آواز سے حضرت سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں بارش ہوجائے۔ انسان، جانور، چرند، پرند مر رہے ہیں۔ حضرت اقدس نے ہاتھ بلند کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور بارش کی دعا فرمائی، بس دعا مانگی ہی تھی کہ یک دم بادل اُمڈ آئے اور گرج چمک شروع ہوگئی۔ ابھی بیان جاری تھا کہ بارش برسنا شروع ہوگئی، کچھ لوگ اُٹھنے لگے۔ حضرتِ اقدس نے فرمایا جو شیدائی ہیں، بیٹھے رہیں گے اور جو حلوائی ہیں، وہ بھاگ جائیں گے۔ حضرت کے اس ارشاد پر تمام لوگ بارش میں بیٹھے رہے اور حضرت برابر بیان فرماتے رہے۔ یہ تھی میرے مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی کرامت۔

قبولیتِ دُعا کا ایک اور منظر :

۲۔　مولانا الٰہی بخش صاحب سکنہ مخدوم عالی نے بندہ سے بیان کیا ہے کہ ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے کہ مردِقلندر حضرت درخواستی پنج کسانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات تشریف

لائے، وہاں پر ایک دینی مدرسہ میں حضرتِ اقدسؒ کا بیان تھا، لوگوں نے مطالبہ کیا کہ بارش کے لئے دعا فرمائی جائے۔ حضرت نے دعا فرمائی تو اسی وقت دورانِ بیان بارش شروع ہوگئی، دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف جل تھل ہوگیا، کچھ لوگ اُٹھنے لگے تو حضرت نے فرمایا: سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں، اس فرمان پر سب لوگ جم کر بیٹھے رہے، جب بارش بہت زیادہ ہوگئی تو حضرت نے فرمایا سب پڑھو :

ذُنُوْبِیْ کَثِیْرًا وَ رَحْمَتُكَ وَاسِعَةٌ فَاغْفِرْلِیْ ۔

میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، آپ کی رحمت بے حد وسیع ہے، اے اللہ! ہماری مغفرت فرمادے۔

حرم کعبہ میں قبولیتِ دُعا :

۳۔ ایک مرتبہ آپ حرمِ کعبہ میں تشریف فرما تھے، کچھ لوگوں نے آپ سے بارش کی دعا کی درخواست کی اور حضرتِ اقدسؒ نے دعا فرمائی تو اسی وقت بارش ہوگئی، جس کا ہزاروں پاکستانیوں نے مشاہدہ کیا۔

ٹھنڈا ٹھنڈا سایہ، میٹھی میٹھی ہوا :

مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحب (انارکلی لاہور) اپنی تقریبِ نکاح کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں :

"اس تقریبِ نکاح میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی وجہ سے ہزاروں افراد جمع ہوگئے، یوں تقریب بڑی پروقار لیکن سادہ رہی، نورانیت چھائی رہی، حضرت نے کھڑے ہوکر بیان شروع فرمایا، گرمی کی شدت تھی، تیز ہوا چلنے لگی، خطبے کے بعد حضرتؒ فرمانے

لگے سب مل کر دعا کریں کہ ہم کمزور ہیں، گرمی کی تپش اور تیز ہواؤں کو برداشت نہیں کر سکتے، اے اللہ! ہمارے اوپر سایہ کر دے، میٹھی میٹھی ہوا چلا دے، سب نے دیکھا یکا یک دھوپ جانے لگی، بادل سائے کی شکل میں نمودار ہونے لگے۔ حضرت نے بیان فرمایا اس کے بعد نکاح ہوا، خطبۂ نکاح مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے پڑھا، اس پر میں جتنا بھی شکر بجا لاؤں کم ہے۔ حضرتؒ کی کس قدر مہربانی، شفقت ہے، زندگی بھر میں نہیں بھول سکتا۔ اب ایسے بزرگ کہاں نصیب، اللہ پاک ہم سب کو اکابر کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)'' (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۶۲)

اللہ تعالیٰ بہت غفور و رحیم ہیں، نہایت رحم کرنے والے ہیں۔ ہمیں بس اس کی رحمت کا سہارا چاہیے، ہم اپنے گناہوں کو مولا کریم کے سامنے رکھ دیں، گڑ گڑائیں، روئیں اس کو منائیں .... ؎

جو مانگنے کا طریقہ ہے اُس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

ہمیں ہر دم اور ہمہ وقت اپنی بے بسی و بے چارگی، تہی دستی و بے بضاعتی کا ایسا احساس پیدا ہو کہ ہر وقت کشکولِ گدائی لے کر ربِّ کریم کے آستانۂ بخشش و عطا پر کھڑے ہو جائیں اور رحمت کی بھیک مانگتے رہیں اور ہماری دل کی ہر دھڑکن سے یہ صدا نکلے .... ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شَیْئًا لِلّٰہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما — آفریں بر دست و بر بازوئے ما

باب : ۱۴

استخارہ، پیشین گوئی اور مؤمنانہ فراست

رجوع الی اللہ کی ایک صورت استخارہ کی بھی ہے۔ ایک مسلمان جب مخصوص آداب کی رعایت کرتے ہوئے استخارہ کا عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو نکل آتا ہے اور حدیث میں ''ایسے انسان کو جو اہم کام میں استخارہ نہیں کرتا اسے بدنصیب کہا گیا ہے''۔ اہلِ علم و تقویٰ کے ہاں مہمات میں استخارہ کا التزام ہے۔

استخارہ کا کم سے کم فائدہ یہ ہے کہ استخارہ کے بعد اگر وہ کام کرلیا جائے اور کرنا اس کے لئے مناسب نہ تھا تو استخارہ کی برکت سے اس کے شر و فساد سے بچ جاتا ہے اور یہ بجائے خود بہت بڑا فائدہ ہے۔

حکومت کچھ نہیں کرسکتی :

عجیب بات یہ ہے کہ جہاں تک مردِ قلندر حضرت درخواستی کا تعارف ہے وہاں تک آپ کا استخارہ بھی متعارف ہے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب احمد پور

شرقیہ والے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ :

صدر ایوب مرحوم نے اپنے دورِ اقتدار میں مدارسِ عربیہ اسلامیہ پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا تو اس سلسلے میں اربابِ وفاق المدارس العربیہ نے خیر المدارس ملتان میں ایک اجلاس طلب کیا جس میں کافی غور و خوض کے بعد ''کچھ لو اور کچھ دو'' کی پالیسی اپنانے کا فیصلہ کرنے کو تھے ۔ کبار علماء کے اس بھرے اجلاس میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ تشریف لاتے ہیں اور یوں گویا ہوتے ہیں :

''میں نے استخارہ کیا ہے حکومت کچھ نہیں کرسکتی ، اس لئے حکومت کی کوئی بات نہیں ماننی اور حکومت کا کوئی مطالبہ نہیں ماننا''۔

اس اجلاس کے چشم دید گواہ شاید اب بھی حیات ہوں ۔ چنانچہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے اس مذکورہ ارشاد پر فیصلہ ہوا اور چند دنوں کے بعد ایوبی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

وزارت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا :

محترم ڈاکٹر ظفر اللہ شفیق صاحب لکھتے ہیں :

جنرل ضیاء الحق کا مارشل لاء نافذ ہوا۔ پاکستان قومی اتحاد کو دعوتِ وزارت ملی اکثر جماعتیں دعوت قبول کرنے کے حق میں تھیں ۔ جمعیت علماءِ اسلام کی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس راولپنڈی میں ہوا ۔ ارکان کی اکثریت نے اسے نفاذِ اسلام کا اچھا موقع گردانتے ہوئے وزارتی تعاون کا مشورہ دیا۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا:

''فیصلہ تو آپ کے مشورے پر ہوگا لیکن میری رائے یہ ہے کہ ہمیں حکومت

میں شامل ہوئے بغیر نیک کاموں میں تعاون کرنا چاہئے۔ وزارت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا''۔

پھر ایسا ہی ہوا۔ نو(۹) ماہ بعد بصد پشیمانی و پریشانی کوچۂ اقتدار سے واپسی ہوئی۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۴۷)

مؤمنانہ فراست :

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کا ادراکِ نسبت یا ادراکِ کمالات درحقیقت ہم جیسے عقیدت مندوں کا منصب نہیں ہے اور نہ ان کے مریدین و تلامذہ اور جماعتی کارکنوں کے دائرۂ علم میں ہے۔ حضرتؒ کی باطنی نسبت کی معرفت کا حق حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا مفتی محمود، مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اور حضرت مولانا عبدالحق، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم رحمہم اللہ ہی کو پہنچتا ہے۔

ان کے مرتبہ و مقام اور روحانیت کی بلند پروازیوں کا ادراک کیونکر ہو سکے گا، محمد بن یحییٰ نیشاپوری نے صحیح کہا تھا ......

لَا یَعْرِفُ قَدْرَ الْغَزَالِیْ مَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَزَالِیْ۔

امامِ غزالیؒ کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ امامِ غزالیؒ کے مقام کو نہیں پہچان سکیں گے۔

تاج الدین سبکی نے اس پر مزید اضافہ فرمایا ہے :

اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مِثْلَ الْغَزَالِیْ اَوْ فَوْقَ الْغَزَالِیْ۔

مگر وہ لوگ جو امام غزالیؒ کے مقام و مرتبہ کے برابر ہوں گے یا ان سے مرتبہ میں بلند ہوں گے۔

باب :۱۵

تواضع وعبدیت، محبوبیت وانابت محنت اور جفاکشی

اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اپنی مخلوق میں اعلانِ محبت کرتے ہیں پھر مخلوق بھی اس سے محبت کرنے لگتی ہے۔ مردِقلندر حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ عوام وخواص دونوں میں مقبول تھے سب آپ سے محبت کرتے تھے۔ سمجھ لیں کہ اللہ رب العزت نے ان سے محبت کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔

دین کے کام پر اُجرت نہیں لی :

مولانا جمیل الرحمٰن صاحب بہلوی راوی ہیں :

ڈیرہ اسماعیل خان میں ختمِ نبوت کانفرنس تھی۔ آپ تشریف لے گئے۔ کسی نے سوال کیا کہ آپ جہاں جاتے ہیں لوگ سیلاب کی طرح اُمڈ آتے ہیں کیا وجہ ہے؟ چاروں طرف لوگ ہی لوگ نظر آتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں: ''وجہ تو مجھے بھی معلوم نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ میں نے کبھی دین کے کام کی اُجرت نہیں لی۔ شاید یہی وجہ

ہو"۔(حافظ الحدیث نمبر ص:۳۳۶)

ہم تو دُعا کے لئے آئے ہیں :

مولانا عبدالدیان سلیمی ناظم عمومی مجلسِ صیانۃ المسلمین فرماتے ہیں :

مردِقلندر حضرت درخواستی ہر طبقہ میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ بعض سیاسی مخالف اور سرکاری آفیسر بھی حضرت کی زیارت اور تقریر سننے کے لئے آتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو دعا کے لئے آئے ہیں، کیونکہ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ دعا مانگتے ہیں تو ہمارے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں۔اجتماعات میں جب مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کا بیان شروع ہو جاتا تو وہ لوگ جو اِدھر اُدھر پھرنے کے عادی ہوتے، وہ پنڈال میں چلے جاتے۔باہر سٹالوں پر سناٹا چھا جاتا اور مجمع پر خاموشی چھا جاتی تھی۔(حافظ الحدیث نمبر ص ۳۰۶)

کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا :

شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد حسن جان شہیدؒ فرماتے ہیں :

انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ کے مہتمم الحاج محمد یوسف پراچہ مرحوم کی دعوت پر سالانہ جلسہ کے لئے مردِقلندر حضرت درخواستی تشریف لائے تھے۔ یہ ناکارہ دارالعلوم عربیہ ٹل سے حاضر ہوا تھا۔پشتو زبان میں بندہ کا مختصر بیان ہوا اور پھر کوہاٹ کی جامع مسجد کے صحن میں مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کا مفصل بیان شروع ہوا۔دورانِ تقریر بارش تیز ہوگئی مگر حضرت کے ارشاد کے مطابق کہ "اَلْخَیْرُ فِیْ مَا وَقَعَ" کی وجہ سے کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔بارش بھی زور وشور سے جاری تھی اور حضرت اپنی

خوش طبعی کے ساتھ اور سبحان اللہ کے مبارک کلمات پڑھواتے ہوئے سامعین کو تین گھنٹے تک مستفید فرماتے رہے۔ یہ ناکارہ مردِقلندر حضرت درخواستی کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھا رہا۔ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ اور تمام سامعین کے کپڑوں سے پانی بہتا رہا مگر کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۳۳)

آندھی ہلکی ہوا میں تبدیل ہوگئی :

حضرت سرورِ کائنات ﷺ کو جب بھی کوئی ناگوار امر پیش آتا تو انابت و رجوع الی اللہ فرتے۔ مردِقلندر حضرت درخواستی اس سنت نبویؐ پر عمل پیرا تھے۔ مولانا جمیل الرحمٰن بہلوی لکھتے ہیں :

ایک مرتبہ جامعہ بہلویہ شجاع آباد کا سالانہ جلسہ تھا۔ مردِقلندر حضرت درخواستی کا بیان مبارک بعدِ نمازِ عصر تھا۔ جب حضرت بیان کے لئے تشریف لائے تو شمال کی جانب سے شدید آندھی اُٹھی، لوگوں میں ہلچل مچ گئی۔ حضرت نے آسمان کی طرف سر مبارک اُٹھا کر فرمایا : "اے اللہ! کیا شان والے نبی ﷺ کا تذکرہ نہ کروں"۔ یہ کہنا تھا کہ آندھی ٹھنڈی اور ہلکی ہوا میں تبدیل ہوگئی"۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۳۳۶)

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ جیسا آدمی ایک بھی نہیں :

مجھے یاد ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں ہمارے کالج میں ایک مشہور و معروف پروفیسر جن کا تعلق جماعت اسلامی سے تھا۔ ماشاء اللہ بہت ہی ذہین، نفیس اور خلیق تھے، مگر پڑھائی کے وقت بھی جماعت اسلامی کے روایتی انداز میں علمائے حق

پر تنقید اور نوک جھونک کر لیا کرتے تھے، ادھر میں اپنے اکابر کی مجالس میں اکثر حاضر باش ہونے کی وجہ سے کبھی کبھی اُن سے اُلجھ جاتا۔ وہ مجھے اکثر مودودی صاحب کی ملاقات اور ان کی تحریروں کا مشورہ دیا کرتے تھے، اتفاق سے انہی دنوں مدرسہ دارالعلوم نعمانیہ کا سالانہ جلسہ ہوا، جس میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ، مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ بھی تشریف لائے۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور پروفیسر صاحب سے عرض کیا کہ آج موقع ملے تو ضرور مدرسہ نعمانیہ تشریف لائیں۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی کی زیارت بھی کریں اور تقریر بھی سنیں۔ پہلے تو انہوں نے حسبِ معمول کہا کہ میں نے بہت سے علماء کو دیکھا ہے اور سنا ہے، پھر کہنے لگے اچھا! آج آؤں گا۔

اللہ کی شان پروفیسر صاحب نمازِ عصر کے بعد مدرسہ میں تشریف لے آئے۔ مدرسہ کے درمیانی ہال میں خواص کا اجتماع تھا۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی اُس دن پورے وجد میں تھے، احادیثِ مبارکہ کچھ اس انداز میں سنا رہے تھے کہ جیسے دریا اپنی پوری موج میں ہوتا ہے آنسوؤں کا سیلِ رواں تھا کہ تھمتا ہی نہ تھا، علماءِ کرام رُو رُو کر ایک دوسرے پر گرے پڑے جاتے تھے۔

میں نے دیکھا کہ پروفیسر صاحب مذکور ایک دیوار پر سر رکھے مبہوت کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر بے اختیار کہنے لگے کہ :

''بے شک ہماری جماعت میں سب کچھ ہے لیکن پوری جماعت میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ جیسا ایک بھی آدمی نہیں ہے''۔

وحدتِ فکر و عمل کے داعی :

سادگی اور تواضع ایک ایسا اعلیٰ وصف ہے جو اعلیٰ اقدار اور بلندیٔ مرتبت کی

دلیل اور نشانی ہے۔ پھل دار درخت کی وہ شاخ جس پر پھل نہ ہو، وہ اوپر کو رُخ کئے ہوتی ہے، جو تکبر کا پتہ دیتی ہے، لیکن وہ ٹہنی جس پر پھل لگا ہو وہ نیچے کو جھکی ہوتی ہے، یہی بات حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں ...... ع نہد شاخِ پُر میوہ سر بر زمین

(کہ پھلوں سے بھری ہوئی ٹہنی اپنے سر کو زمین پر رکھ دیتی ہے)

اور اللہ تعالیٰ کا اٹل قانون بھی یہی ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ جس کسی نے تواضع، انکساری اور عاجزی اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے اسے سربلندی عطا کی۔ دنیا میں جو شخص جتنی خوبیوں کا مرقع ہوگا بالخصوص علمِ الٰہی کا حامل ہوگا وہ اتنا متواضع اور منکسر المزاج ہوگا، حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے پاس سب سے زیادہ علم تھا اور آپ ہی سب سے زیادہ تواضع اور عاجزی کرنے والے تھے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی بہت بڑے عالم تھے، محدّث تھے اور صوفی صافی تھے۔ اس بناء پر سادگی اور تواضع کا نمونہ تھے۔ ہر ہر ادا سے عجز و انکساری ٹپکتی تھی۔ آج علم اور علماء کی بہار ہے مگر حاصلِ علم کمیاب ہے۔ ہائے...... ؎

چمن میں گل ہیں گلوں میں ادائے یار نہیں
بہار ہے تو مگر حاصلِ بہار نہیں

حضرت مولانا مجاہد الحسینی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ایک متبحر عالمِ دین، ایک جید مفکرِ اسلام اور اسلاف کی سادگی وللّٰہیت کا پیکر تھے۔ وہ جبّہ و شملہ اور دستار کا سہارا لے کر اپنے علمی تفوّق و برتری کا ''ریاکارانہ مظاہرہ'' کرنے والوں سے طبعاً مختلف طبع سے متصف تھے۔ ان کی سادگی اور معمولی لباس دیکھ کر عام ناواقف انہیں دیہاتی

کسان سمجھتے، مگر جب علماء وصلحاء کی مجلس میں رونق افروز ہوتے تو شمع محفل ہوتے۔ ان کی گفتگو اصلاحِ ظاہر و باطن کے لئے مہمیز کا کام دیتی، لوگ اکتسابِ فیض کی خاطر کشاں کشاں حاضرِ خدمت ہوتے، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی زندگی میں جمعیت علماءِ اسلام وحدتِ فکر وعمل سے آراستہ تھی۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۱۹)

میں تقریر سنوں گا :

مبلغِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب لکھتے ہیں :

آپ نے ہمیشہ عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے کام کی سرپرستی فرمائی۔ تغلق روڈ ملتان کے دفتر کا آپ نے سنگِ بنیاد رکھا اور پروانگانِ ختمِ نبوت سے تعمیر مکمل کروائی۔ پورے ملک میں ختم نبوت کی کوئی ایسی کانفرنس نہ ہوتی تھی، جس میں آپ شریک نہ ہوتے ہوں۔ ایک دفعہ بہاولپور عیدگاہ میں ختمِ نبوت کانفرنس تھی۔ سردی کا موسم تھا، مگر اس کے باوجود ہزارہا افراد کی حاضری تھی۔ مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری کی دعوت پر آپ آخری اجلاس میں تشریف لائے۔ مولانا محمد علی جالندھری نے کانفرنس کے کارکنوں کو سمجھا دیا کہ عشاء کے بعد میری پہلے تقریر ہوگی۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو گیارہ بجے اسٹیج میں آپ لے آئیں تاکہ ان کا آخری بیان ہو سکے۔

کارکنوں نے مردِ قلندر حضرت درخواستی کو وقت نہیں بتایا۔ آپ نے سمجھا ہوگا کہ آج صرف میری تقریر ہے۔ کانفرنس میں مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقریر کی ابتداء میں آپ اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ کے آنے پر ہمیشہ جلسہ کی طرح اجتماع زیارت کے لئے اُمڈ پڑا۔ مولانا جالندھریؒ کو تقریر روکنا پڑی۔ آپ اسٹیج پر تشریف

لائے۔مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فرمایا کہ حضرت آپ کی تقریر گیارہ بجے ہوگی۔ ابھی ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے، مجھے بہت ضروری باتیں ردِّ قادیانیت کے بارے میں کہنی ہیں، آپ چاہیں تو تشریف رکھیں، چاہیں تو گیارہ بجے تک آرام فرمالیں۔مردِقلندر حضرت درخواستیؒ اتنے بڑے آدمی تھے، مجال ہے کوئی طبیعت میں تکدّر آیا ہو۔ حضرتؒ نے فرمایا آپ تقریر کریں، میں آپ کی تقریر سنوں گا۔مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقریر لمبی ہوگئی۔گھنٹوں آپ اسٹیج پر بیٹھے رہے اور پھر آخری خطاب فرمایا۔

جفاکشی :

جفاکشی کی عادت مردانگی ہے۔حضرات صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جھوٹا موٹا پہنتے تھے، سادہ غذا استعمال کرتے تھے اور خوب محنت ومشقت اور جفاکشی کا کام کرتے تھے۔بھاری بھرکم بوجھ اُٹھانا، میلوں پیدل چلنا اور پُر مشقت کام کرنا ان کا معمولِ زندگی تھا۔اس لئے صحت وتوانائی انہیں حاصل تھی۔یہ (مدینہ منورہ) دنیا کی واحد ایسی آبادی تھی جہاں طبیب اور حکیم مہینوں بیٹھے کھیاں مارتے رہتے اور کوئی مریض علاج کے لئے اُن کے پاس نہ آتا۔بالآخر اپنا بوریا بستر اُٹھا کر کسی اور آبادی کا رُخ کرتے ......۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل　　　وہ دکان اپنی بڑھا گئے

شاہینِ ختمِ نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں :

’’(مردِقلندر درخواستیؒ) ملک میں تبلیغی سفر کے لئے ایک ایک دن میں کئی

کئی جلسوں سے خطاب فرماتے تھے۔ اس میں دن رات، گرمی سردی، صبح وشام، سفر وحضر، شہر وگاؤں کی قید نہ ہوتی۔ بڑے جفاکش وایثار پیشہ علماءِ کرام تھک جاتے تھے، مگر آپ کو قدرت نے ایسی مٹی سے بنایا تھا کہ جس میں تھکاوٹ وآرام کا نام تک نہ تھا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۰۶)

سفر کی مشقت بھی اور سبق کی مشق بھی :

ڈاکٹر ظفر اللہ شفیق صاحب لکھتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو اللہ کی طرف سے گھٹا ہوا مضبوط جسم عطاء ہوا تھا ۔محنت ومشقت اور ریاضت کی عادت اس پر مستزاد تھی۔ تدریس کے ابتدائی ایام میں دور رہنے والے احباب اگر آپ کے اعزاز میں دعوت کرتے تو آپ اکثر طلباء کے ساتھ پیدل سفر کرتے، مناسب وقفے سے پڑاؤ کرتے۔ سبق پڑھاتے پھر آگے روانہ ہوجاتے۔ اس طرح ''سفر کی مشقت کے ساتھ ساتھ مشقِ سبق'' بھی جاری رہتی۔ جب آپ احمد پور شرقیہ پڑھانے تشریف لے گئے تو کئی مرتبہ بستی ''درخواست'' سے احمد پور تک تقریباً ساٹھ میل لمبا سفر پیدل کیا۔

ایک مرتبہ خیر پور ٹامیوالی جانا تھا۔ لودھراں اسٹیشن اُترے تو میزبان کی بھیجی ہوئی سواری کسی غلط فہمی کی وجہ سے آپ کو نہ مل سکی، آپ پیدل روانہ ہوگئے اور تقریباً پچاس کلومیٹر دور خیر پور ٹامیوالی پہنچ گئے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۴۴)

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے مادی دولت کی چکاچوند کو ٹھکرا کر جفاکشی اور محنت کا راستہ اختیار کر کے ایمان کی دولت کو بچایا۔ اسلام اور ایمان کی ترویج واشاعت کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر دیا۔ لیکن ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ آج

دشمنانِ اسلام دین اور ایمان کی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں، لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے وسائل اور دولت پانی کی طرح بہا رہے ہیں لیکن ہم سہل پسندی کی خاطر تجاہلِ عارفانہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہونٹوں پر قفلِ خاموشی لگائے بیٹھے ہیں۔ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ دینِ محمد ﷺ کی ترویج و اشاعت کے لئے اب کون ہے جو دعوتِ دین کا پرچم تھام کر آگے بڑھے؟ اور اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے قریہ قریہ، گاؤں گاؤں اور شہر شہر پیدل سفر کرے، دال ساگ کھائے، بھوکا رہے، کرایہ اپنی جیب سے خرچ کر کے اپنے اکابر کی سنت کو زندہ کرے۔ اگر ہم عزت، وقار اور دنیوی و اُخروی کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں یہ راستہ اختیار کرنا ہوگا ...... ؎

کامیابی تو کام سے ہوگی، نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی، فکر کے اہتمام سے ہوگی

☆

باب : ۱۶

غیبی نصرتیں، کشف وکرامات، عرفانی عظمتیں اور روحانی تصرفات

صحتِ عقیدہ اور درستگیٔ عمل اصل بزرگی ہے۔ خالق ومخلوق کے حقوق کی رعایت ہی کا نام تقویٰ وللّٰہیت ہے۔ طاعات پر عمل ہو اور گناہوں سے بچنا ہو اور اس پر استقامت ہو۔ یہ چیز جس خوش نصیب انسان کو عمر کے جس حصے میں نصیب ہوجائے، وہ اللہ کا ولی ہے، متقی ہے، شیخِ وقت ہے۔ بھلے زندگی میں کبھی بھی ایسے انسان سے کرامت (خرقِ عادت) کا ظہور نہ ہوا ہو۔ مرکزِ رُشد و ہدایت خانقاہِ امدادیہ تھانہ بھون میں حکیم الامت حضرت تھانوی کے ہاں یہی چیز سب سے زیادہ اہم تھی۔ بندے کا اپنے خالق سے ربط صحیح ہو اور اس کی مخلوق سے معاملات درست ہوں۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک جانثار سے فرمایا:

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ کہیئے میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ڈٹ جا۔

سب سے بڑی چیز استقامت ہے کوئی کرامت اس سے بڑھ کر نہیں ہے۔

اہلِ حق تسلسل سے یہ فرماتے چلے آئے ہیں الاستقامۃ فوق الکرامۃ ۔لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ کرامت ولایت کے خلاف کوئی چیز ہے، ہرگز ہرگز نہیں، پیغمبروں سے معجزات کا ظہور برحق ہے تو اولیاءِ کرام سے کرامات کا ظہور بھی برحق ہے۔بس اتنی بات ہے کہ کرامت مدارِ ولایت نہیں، ولایت کے لئے مؤیّد ہے۔

ہمارے ممدوح مردِ قلندر حضرت درخواستی نور اللّٰہ مرقدہٗ بھی صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے،اس بات کا ایک جہان معترف ہے۔

کشتی ساحلِ مراد سے جا لگی :

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب (مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے برادرِ خورد) فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ چاچڑاں شریف (خانپور کا مضافاتی شہر) سے آگے (دریا پار) ایک جلسہ پر جارہے تھے،اس دور میں بڑی لانچیں نہیں ہوتی تھیں، ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار ہوئے،جس میں کل چار آدمی اور پانچواں ملاّح تھا۔جیسے ہی کشتی روانہ ہوئی تو زبردست آندھی اور طوفان آگیا اور کشتی تیز ہوا کی وجہ سے اُچھلتی جارہی تھی۔ملاّح نے کہا کہ سب کلمہ طیبہ پڑھ لیں، بچنا مشکل ہے،ملاّح سے رَسے بھی چھوٹ گئے ، اس وقت حضرت نے اپنے اوپر چادر اوڑھ لی اور قرآن مجید کی تلاوت شروع فرمادی۔تقریباً سات میل طویل دریا کا سفر تھا ہم سب زندگی سے نااُمید ہوچکے تھے،کشتی طوفان میں بری طرح گھری ہوئی تھی اور آندھی کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آرہا تھا کہ اچانک کشتی ایک کنارے سے جاٹکرائی۔حضرت نے تلاوت ختم کرکے چادر چہرے سے ہٹائی اور فرمایا جلدی سے اُتر جاؤ، جب ہم کشتی سے نیچے اُترے تو جس راستے سے ہمیں آگے جانا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضرت کی

کرامت سے اسی جگہ پر کشتی خود بخود جا لگی۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۶)

جہاز آپ کے لئے رُکا ہوا تھا:

مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مدظلہٗ بیان کرتے ہیں:

(۱) ایک مرتبہ حضرت والد صاحب لاہور میں ڈاکٹر غلام دستگیر کے گھر پر زیرِ علاج تھے۔ میں کراچی سے حضرت کی زیارت کے لئے لاہور گیا۔ حضرت کو پہلے سے کافی افاقہ تھا اور مجھ سے نہایت ہی شفقت سے پیش آئے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ شام کو نو (۹) بجے سے میری واپسی کی سیٹ کنفرم تھی۔ عصر کی نماز کے بعد میں نے حضرت سے دعا کی درخواست کی اور اجازت چاہی تو حضرت نے ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ: ''مولانا فداء الرحمٰن صاحب جانا چاہتے ہیں، کھانے اور چائے کا انتظام کریں''۔ یہاں میں حضرت کی شفقت بتاتا چلوں کہ کہاں میں اور کہاں حضرتِ اقدس کی شان، لیکن مجھ حقیر کا نام لیتے تو شفقت و محبت سے ''مولانا فداء الرحمٰن صاحب'' فرماتے (جیسا کہ حضرت کے مکتوب مبارک سے بھی ظاہر ہے)

حضرتؒ خود مجھے پلیٹ میں کھانا ڈال کر دے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ احادیثِ مبارکہ بھی سنا رہے ہیں۔ اس دن حضرت نے مجھے بہت زیادہ کھانا کھلایا، پھر مجلس میں دوسرے حاضرین سے بھی تلاوتِ کلامِ پاک و نعتِ رسولِ مقبول ﷺ سنتے رہے۔ یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ اب آپ کا ائیر پورٹ جانا بے کار ہے کیونکہ آپ کا جہاز تو چلا گیا ہوگا۔ حضرت نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا:

''ڈاکٹر صاحب آپ بھی مجذوب آدمی ہیں، جہاز کو ابھی دیر ہے''۔

ہم نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر حضرت نے فرمایا چائے اور پھل وغیرہ لے آؤ، حضرت مجھے چائے پلا رہے ہیں اور فروٹ بھی کھلا رہے ہیں۔ اس طرح رات کے دس بج گئے، پھر حضرت نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ محمد یوسف کو کہیں مولانا فداء الرحمٰن صاحب کو ائیر پورٹ پہنچا آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ہنستے ہوئے کہا کہ حضرت جہاز تو اب کراچی پہنچنے والا ہوگا۔ نو(۹) بجے اس کی پرواز تھی، اب جانے کا کیا فائدہ؟ پھر حضرت نے فرمایا :

''ڈاکٹر صاحب آپ تو مجذوب آدمی ہیں جہاز ان کو لے کر جائے گا''۔

مجھے محمد یوسف صاحب ائیر پورٹ لے گئے، ساڑھے دس بج رہے تھے، ائیر پورٹ کے باہر کوئی نہیں تھا، اس دور میں جہاز بھی کم چلا کرتے تھے، میں جیسے ہی ٹکٹ لے کر لاؤنج میں پہنچا تو اعلان ہوا کہ کراچی جانے والے مسافر حضرات جہاز پر تشریف لے جائیں۔ عملے کے ارکان نے مجھ سے کہا کہ مولانا صاحب جلدی آئیں معلوم ہوتا ہے کہ جہاز آپ کے لئے رُکا ہوا تھا۔ بظاہر فلائٹ مؤخر ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی، سبحان اللہ۔

کس گدھے کی قبر پر مجھے لے آئے ہو ؟

(۲) ایک مرتبہ حضرتؒ ضلع مانسہرہ میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ساتھی جان بوجھ کر ایک سردار کی قبر پر لے گئے اور کہا کہ یہ حضرت ہزارویؒ کی قبر ہے۔ حضرتؒ نے جب مراقبہ کیا تو فرمایا آپ لوگوں نے شرارت کی ہے، کس گدھے کی قبر پر مجھے لے آئے ہو، انہوں نے کہا کہ حضرتؒ ہم نے سنا تھا کہ آپ کو کشف ہوتا ہے، ہم نے جان بوجھ کر یہ معلوم کرنے

کے لئے اس طرح کیا ہے کہ آیا واقعی آپ کو کشف ہوتا ہے۔ ہم آپ سے اس حرکت پر معافی چاہتے ہیں، پھر حضرت ہزارویؒ کی قبر پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھی، مراقبہ کیا پھر فرمایا: ''ماشاءاللہ ! حضرت صاحب بہت ہی اچھی حالت میں ہیں''۔

کپڑے اور جوتے عنایت فرمائے :

مولانا عبدالمجید سربازی کراچی اپنی آپ بیتی ذکر کرتے ہیں :

ایک مرتبہ میں دورانِ سبق آنکھیں بند کر کے کچھ سوچ رہا تھا۔ حضرت بخاری شریف کا سبق پڑھا رہے تھے۔ میرے پاس بیٹھے ہوئے مولوی حبیب اللہ بلوچ جو کہ تونسہ شریف سے تعلق رکھتے تھے، حضرت نے ان کو اشارہ کیا اور فرمایا کہ مجھے جگائے، شاید کہ میں سو رہا ہوں تو مولوی حبیب اللہ نے مجھے کہنی ماری، میں نے آنکھیں کھول دیں، حالانکہ میں سویا ہوا نہیں تھا، سوچ رہا تھا کہ میرے چھوٹے بھائی حافظ عبدالحمید کے کپڑے پرانے ہوگئے ہیں اور جوتے بھی نہیں ہیں، گھر سے پیسے آئیں گے تو اس کو کپڑے سلوا کر دونگا۔ سبق کے فوراً بعد مردِ قلندر حضرت درخواستی نے منشی کو بلایا اور فرمایا عبدالمجید ایرانی کو پیسے دے دو، یہ اپنے بھائی کے لئے کپڑے اور جوتے جا کر لائے گا۔ دورانِ سبق میں سوچ رہا تھا کہ گھر سے پیسے آئیں گے تو بھائی کو کپڑے وغیرہ لے کر دوں گا، کسی ساتھی پر اس کا اثر ہوا یا نہ لیکن مجھے اس وقت عین الیقین ہوگیا کہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ صاحبِ کشف بزرگ ہیں۔

(حافظ الحدیث نمبر ص: ۴۵۹)

حکم ملا کہ جاؤ اور مولانا عبیداللہ انورؒ کا جنازہ پڑھاؤ :

مولانا جمیل احمد بالاکوٹی لکھتے ہیں :

حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ کے سانحۂ ارتحال کے وقت بندہ شیخوپورہ میں زیرِ تعلیم تھا۔ ہم طلباء ان کے جنازے میں شرکت کے لئے لاہور جاتے ہوئے تبصرہ کر رہے تھے کہ حضرت مولانا عبید اللہ انور کی نمازِ جنازہ کی امامت کون کرائے گا۔ بُعدِ مسافت کی بناء پر خانپور سے مردِ قلندر حضرت درخواستی کا بروقت پہنچنا ممکن نہیں دکھائی دے رہا تھا، اس لئے طلباء کا یہی خیال تھا کہ یہ سعادت کسی اور کے حصہ میں آئے گی۔ ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ نمازِ جنازہ مردِ قلندر حضرت درخواستی پڑھائیں گے اور انہیں خواب وغیرہ کے ذریعہ پہلے ہی علم ہو جائے گا۔ ہم لاہور پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مردِ قلندر حضرت درخواستی بیان فرما رہے ہیں۔ اسی بیان میں فرمایا :

''مجھے حکم ملا کہ جاؤ لاہور میں مولانا عبید اللہ انورؒ کا جنازہ پڑھاؤ میں چل پڑا''۔

بعد میں معلوم ہوا کہ مولانا عبید اللہ انور کی رحلت کے وقت مردِ قلندر حضرت درخواستی لاہور آنے والی ریل میں سوار تھے اور رحلت کے تھوڑی دیر بعد لاہور پہنچ گئے تھے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۴۴۰)

مچھلیاں اُچھل کر کشتی میں تڑپتی رہیں :

صاحبزادہ مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی لکھتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے ایک دفعہ بنگلہ دیش کا سفر کیا۔ اس سفر میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا اجمل خانؒ اور اس وقت کے مشائخ میں سے کچھ اور علماء بھی آپ کے رفیق تھے۔ یہ تمام علمائے کرام ایک کشتی میں سوار تھے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا جس کو حضور ﷺ کی سیرت پر اشعار

آتے ہیں' سنانا شروع کرے، جب مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی باری آئی تو حضرتؒ نے علامہ جامی (جو کہ ایک بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں) کے قصائد پڑھنا شروع کئے جو حضور ﷺ کی تعریف میں بہت مشہور ہیں۔انہوں نے فارسی زبان میں ایک قصیدہ لکھا ہے لکھتے ہیں کہ: جب حضرت عبدالرحمٰن جامی نے اس قصیدے کو پڑھا تھا، اس وقت وہ دریا میں سفر کر رہے تھے اور جب اس قصیدے کو پڑھا تو ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔اس وجد کی کیفیت کے ساتھ دریا کی مچھلیاں دریا کے پانی سے اُچھل اُچھل کر کشتی میں آنا شروع ہوئیں اور وہاں بے خودی کے عالم میں تڑپنا شروع ہوئیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں حضرت جامی کے بعد حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کو دیکھا کہ جس وقت مردِ قلندر حضرت درخواستی نے اس تیرتی ہوئی کشتی میں جس میں بڑے بڑے علماء وصلحاء موجود تھے، حضرت جامی کے اس قصیدے کو پڑھا تو دریا کی مچھلیاں باہر آکر کشتی کے اردگرد جھومنا شروع ہوگئیں، پھر بے خود ہو کر اُچھل اُچھل کر کشتی کے اندر آئیں اور وہاں تڑپنا شروع ہوگئیں، علماء پر سناٹا طاری ہوگیا، آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور مردِ قلندر حضرت درخواستی حبیبِ کبریا ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر اشعار پڑھ رہے تھے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۴۴۵)

ٹھیک ہو جاؤ یا نام بدل ڈالو :

مانسہرہ کے پرانے دینی ادارے کے مہتمم قاری محمد ارشد صاحب جو حضرت استاذ العلماء والقراء مولانا قاری فضل ربی کے فرزند ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ہمارے ہاں معہد القرآن الکریم میں تشریف لائے تو حضرت قاری

صاحب نے ہمارے ایک بھائی کو پیش کیا اور عرض کیا کہ حضرت! دُعا کریں یہ شرارت کرتا ہے۔ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا ''نام کیا ہے''؟ قاری صاحب نے کہا ''محمد عبداللہ'' مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا ''ٹھیک ہو جاؤ یا اپنا نام بدل دو''۔ دو کام ایک ساتھ نہیں ہو سکتے۔ عبداللہ بھی اور پھر شرارت بھی! کچھ عرصہ کے بعد عبداللہ کو پیارے ہو گئے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص ۴۹۰)

بیوی کو منتظر پایا:

مولانا عبدالسلام صدیقی نارتھ کراچی لکھتے ہیں:

جامعہ انوار القرآن میں جلسہ تھا۔ میں حاضر ہوا اور جلسہ کے بعد مردِقلندر حضرت درخواستی کی خدمت میں مصروف ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا عبدالسلام گھر نہیں جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا کہ آج آپ کی خدمت میں رہوں گا۔ حضرت نے فرمایا گھر جاؤ تمہاری گھر والی تمہارا انتظار کر رہی ہے اور پھر اپنے پوتے حسین احمد درخواستی سے فرمایا کہ قاری عبدالسلام کو گاڑی کا انتظام کر کے گھر چھوڑ آؤ، جب گھر پہنچا تو حضرت کے فرمان کے مطابق اہلیہ کو منتظر پایا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۵۰۰)

ظہورِ برکت اور نزولِ برکت:

مولانا محمد اسلم تھانوی ملتانی لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ جلالپور پیروالا کے مضافات بیٹ قیصر کے علاقے میں کئی سال تک بارش نہ ہوئی۔ لوگوں نے علماءِ کرام کی اقتداء میں نمازِ استسقاء ادا کی، مگر بارش نہ ہوئی۔ علماء نے باہمی مشاورت کی کہ مردِقلندر حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ کو بلوایا جائے۔ چنانچہ حضرت تشریف لائے، ابھی خطبہ مسنونہ ہی پڑھ رہے تھے کہ لوگوں نے

آسمان پر نگاہ کی تو بادل چھا گئے اور جب تقریر شروع فرمائی تو موسلا دھار بارش ہوئی، سارا علاقہ جل تھل ہو گیا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۵۱۵)

بیٹھ جاؤ سینما کی کمائی کے لئے نہ جاؤ :

جاوید ابراہیم پراچہ لکھتے ہیں :

ایک مرتبہ کوہاٹ میں اعلان ہوا کہ سیرت النبی ﷺ کے جلسہ سے جمعیت علماءِ اسلام کے امیر اور اولیاءِ کرام کے سربراہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی خطاب فرمائیں گے۔ کوہاٹ میں جلسوں میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا تھا، مسجد حاجی بہادر میں انسانوں کا سمندر تھا، مردِ قلندر حضرت درخواستی کوہاٹ میں پہلی بار تشریف لائے اور خطاب فرمایا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے، اچانک جلسہ کے اندر سے ایک شخص اُٹھا اور باہر جانے لگا، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے اُس شخص سے فرمایا بیٹھ جاؤ، سینما کی کمائی کے لئے مت جاؤ، کوہاٹ کا ہر شخص اس کو جانتا تھا، وہ شفیع نام کا ایک ملازم تھا اور واقعتاً سینما جا رہا تھا تاکہ وہاں سے رقم لے کر مالک کو پہنچائے۔ حضرت کے اس کشف کو دیکھ کر پورا شہر مردِ قلندر حضرت درخواستی کا دیوانہ ہو گیا کہ یہ ولی کامل ہے، ان کو کشف سے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص محمد شفیع سینما جا رہا ہے۔

مکان کی دیواروں سے آگ نکل رہی ہے :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو قیام کے لئے جس مکان میں لے گئے، وہ ایک مشہور نامی گرامی شخص کا مکان تھا۔ اس نے حضرت کے لئے قیام کا انتظام کیا ہوا تھا۔ تمام لوگ جلسہ کے بعد مردِ قلندر حضرت درخواستی کے ساتھ اس مکان میں پہنچے تو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا کہ یہ مکان تو حرام کی کمائی سے بنا ہوا معلوم ہوتا

ہے۔اس مکان کے دیواروں سے آگ نکل رہی ہے، مجھے اس مکان میں کیوں لائے ہو؟ محمود اُستاذ اور باباشاہجہان فوراً مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو تبلیغی مرکز والی مسجد میں لے گئے۔اس واقعہ پر لوگ مزید حضرتؒ کے عاشق بن گئے،کوہاٹ کے تمام مذہبی، دینی اور تبلیغی،تجارتی،خواص وعوام بڑی تعداد میں حضرتؒ کے مرید بن گئے، جب میں نے مردِقلندر حضرت درخواستی سے بیعت کے لئے خواہش ظاہر کی تو حضرت نے کئی دفعہ دوسرے وقت کا وعدہ فرمایا اور بالآخر راولپنڈی روانگی کے وقت بیعت فرمایا۔میرا گزشتہ چالیس سال سے مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی خدمت میں آنا جانا رہا۔

امامت کا مقصد :

جاوید ابراہیم پراچہ تحریر فرماتے ہیں :

میں بہاولپور اسلامی یونیورسٹی میں کئی سال تک یونین کا صدر رہا۔پشاور یونیورسٹی میں یونین کا سربراہ رہا اور جمعیت طلباءِ اسلام کا مرکزی صدر رہا۔طالب علمی کے زمانہ میں کچھ خرابیاں سیاست اور لیڈر ہونے کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھیں۔مردان سے ایک بڑی موٹر کار میں جو میرے ماموں حاجی محمد ایوب پراچہ کی تھی ایک جلسہ میں جارہے تھے،کار میں چلا رہا تھا،مردِقلندر حضرت درخواستی اگلی نشست پر تشریف فرما تھے،جبکہ پچھلی نشست پر مولانا عبیداللہ انور،مفتی محمود،مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا سید گل بادشاہ امیر جمعیت صوبہ سرحد تھے راستہ میں نمازِ عصر کا وقت ہوگیا تو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے حکم فرمایا کہ آج جاوید پراچہ امامت کرائے۔میں نے ادب کی وجہ سے امامت کرنے سے معذرت کی، میں نے حضرت مفتی محمودؒ،حضرت

غلام غوث ہزارویؒ اور حضرت سید گل بادشاہؒ سے پشتو زبان میں بہت عاجزی کے ساتھ منّت سماجت کی، مگر حضرت الامیر کا حکم تھا تو وہ تیار نہ ہوئے۔ بالآخر میں نے نمازِ عصر پڑھائی اور یہ تمام بزرگ مقتدی بنے۔ امامت کرانے کے بعد جب میں نے سلام پھیرا تو مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا کہ ان بزرگوں کی امامت کی وجہ سے توبہ کرو کہ آئندہ تم سینما نہیں جاؤ گے، تم بزرگوں کو جلسہ میں پہنچا کر سینما دیکھنے چلے جاتے ہو، آج وعدہ کرو، تمام بزرگ مجھے کہنے لگے کہ امامت کا مقصد سمجھ گئے ہو، اُس نماز کی امامت کرانے کے بعد سے آج تک میں نے سینما نہیں دیکھا۔

جمعیت کا بنک :

ایک مرتبہ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کوہاٹ تشریف لائے اور حکم فرمایا کہ سدہ کے قریب پارہ چنار میں افغان مہاجرین کے کیمپوں میں جانا ہے، لہٰذا ہم لوگ قافلہ لے کر حضرت کے ساتھ روانہ ہوگئے، جب تورا بورا پہاڑوں کے قریب مہاجرین کے کیمپوں میں پہنچے تو تمام مہاجرین نکل آئے، مردِقلندر حضرت درخواستی نے امداد کی تقسیم شروع فرمائی، وہ کہنے لگے کہ حضرت! آپ ہمارے اسلحہ پر دم کر کے دے دیں، آپ کی یہ امداد کافی ہے، ہزاروں افراد نے اسلحہ پر دم کرایا، پھر افغان مہاجرین سے حضرتؒ نے خطاب بھی فرمایا۔ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی تقریر کی کیسٹ اب بھی میرے پاس موجود ہے۔

میں نے مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو سفر میں کبھی زیادہ کھاتے ہوئے یا زیادہ سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ راستے میں جو حضرات مہمان نوازی کرتے تو کھانا گاڑی میں رکھ لیتے اور کسی جگہ پر سب ساتھیوں کو بٹھا کر کھلاتے یا گاڑی میں ہی کھلا

دیتے۔ وقتاً فوقتاً جمعیت علماءِ اسلام اور جمعیت طلباءِ اسلام کے ساتھیوں سے مالی تعاون فرماتے رہتے تھے، چنانچہ جمعیت علماءِ اسلام کے تمام اکابر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو جمعیت کا بینک کہتے تھے۔ حضرتؒ کے ساتھ ریل گاڑی اور موٹر کار میں تیس سالہ سفر میں عجیب وغریب واقعات میں نے دیکھے۔

حضرت ! یہ جن تھا یا انسان ؟

ایک دفعہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سرگودھا سے کوہاٹ تشریف لا رہے تھے، قاضی عبدالقادر، چودھری فرزند علی اور حاجی اشرف کلیار نے مجھے مشورہ دیا کہ دوپہر کے وقت کالاچٹا پہاڑ پر سفر کرنا ممنوع ہے اور گاڑی گرم ہوجاتی ہے۔ میں بالکل نیا ڈرائیور تھا، مگر میں اور مردِ قلندر حضرت درخواستی وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو گاڑی کا ٹائر پھٹ گیا اور مجھے ٹائر لگانا اور اُتارنا نہیں آتا تھا، اس دوران ایک شخص سائیکل پر آیا تو حضرت نے مجھے فرمایا کہ گاڑی کا سارا کام یہ آدمی کرے گا تو اسی آدمی نے آکر میری مدد کی اور گاڑی کا ٹائر لگا دیا۔ جب گاڑی تیار ہوگئی تو ہم روانہ ہوئے۔ میں نے راستہ میں کہا کہ حضرت یہ جن تھا یا انسان تھا، اس گرمی میں تو بارہ (۱۲) بجے دوپہر پہاڑ کی چوٹی پر سائیکل پر کوئی نہیں آسکتا۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ گاڑی چلاتے رہیں، میں نے عرض کیا کہ حضرت! گاڑی کا ٹائر مرمت کروالوں تو حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے، کوہاٹ پہنچ کر بنوالینا۔ کوہاٹ پہنچ کر دیکھا تو ٹائر ٹکڑے ٹکڑے تھا مگر گاڑی درست چلتی رہی۔

مَا شَاءَ اللّٰهُ قَلْبُهُ جَيِّدٌ :

حضرت مولانا نور محمد سابق ایم این اے جنوبی وزیرستان فرماتے ہیں :

۱۹۶۰ء کی دہائی کے آخر میں علامہ قاضی عبدالکریم صاحب نے نجم المدارس کلاچی کے سالانہ جلسہ میں تقریر کے لئے بندہ کو دعوت دی اور اسی جلسہ میں مردِ قلندر حضرت درخواستی بھی مدعو تھے۔ بعد نمازِ مغرب قاضی صاحب کے کمرے میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ تشریف فرما تھے، میں نے حضرت اقدس کا دایاں پاؤں دبانا شروع کیا تو میرے دل میں ذکر خفی جاری ہوگیا مگر خصوصیت کے ساتھ میں نے اپنے قلب کو کنٹرول میں رکھا۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی معراج کی آیات مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی کے نکات بیان فرما رہے تھے کہ میں نے اندر ہی اندر پاسِ انفاس کا عمل جاری رکھا تھا، اس لئے کہا جاتا ہے کہ: اِنَّ اَهْلُ اللّٰهِ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْبُ (اہل اللہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں)...... دورانِ گفتگو اچانک اور غیر مربوط طور پر مردِ قلندر حضرت درخواستی نے قاضی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا: ”قاضی صاحب یہ کون ہے؟“ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے قاضی صاحب نے میرا تعارف کرایا اور حضرت مفتی محمود کے ساتھ اور جمعیت کے ساتھ وابستگی بتائی، پھر آپ فرمانے لگے:

”مَا شَاءَ اللّٰهُ قَلْبُهٗ جَيِّدٌ“۔

یہاں کوئی اللہ والا رہ چکا ہے:

شاہ صاحبان کی مسجد میں نمازِ ظہر پڑھ کر ہم جا رہے تھے، مردِ قلندر حضرت درخواستی بھی آگے چل رہے تھے، باقی سب حضرات حضرت کے پیچھے چل رہے تھے، شاہ صاحبان کے گھر کے ساتھ ایک بہت پرانا کمرہ تھا، جو کہ گھاس اور بھوسے سے بھرا ہوا تھا اور اس کمرے کا دروازہ ٹوٹا ہوا تھا، کمرہ انتہائی خستہ حالت میں تھا، اس کے سامنے گزرتے ہوئے اچانک مردِ قلندر حضرت درخواستی رُک گئے اور حضرت مفتی

محمود سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ :

''مفتی صاحب ! یہاں تو کوئی اللہ والا رہ چکا ہے''۔

''اس پر وہاں کے مکین شاہ صاحبان نے فرمایا کہ یہ ہمارے بڑے حضرت کا حجرہ تھا''۔

رات مفتی محمودؒ کے ہاں گزاری، صبح وہاں سے روانہ ہوئے، چونکہ عبدالخیل تک سڑک پختہ نہ تھی، جگہ جگہ ریت کی کثرت کے باعث ہمیں کار سے اُتر کر پیدل چلنا پڑتا۔اس لئے کہ کار ریت میں پھنس جاتی تھی، چنانچہ پنیالہ کے قریب ہم تینوں پیدل جارہے تھے' میرا ڈرائیور آہستگی سے ہمارے پیچھے کار چلا کر آرہا تھا، مردِقلندر حضرت درخواستی کا معمول تھا کہ وہ بہت تیز چلتے تھے، چنانچہ مفتی محمود صاحب اور میں دونوں پیچھے رہ گئے اور مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کافی آگے نکل گئے۔

وہ میرے شیخ تھے :

جیل کے اندر میرے مخصوص احاطہ میں عبدالہادی آف بھرچونڈی شریف نامی ایک حوالاتی لایا گیا، عبدالہادی نے اپنے خاندان کے آپس کے قتل، مقاتلے اور ایک دوسرے پر ظلم کی وہ داستانیں سنائیں کہ سن کر دل لرز اُٹھتا۔ایک دن اُس نے بتایا کہ میرا دادا جو گدی نشین تھا، اس کو کسی نے قتل کر کے نہر میں دبا دیا، مدت کے بعد لاش ملی جو کہ مسخ ہو چکی تھی۔اس خاندان میں اندھے قتل کا سلسلہ بیسیوں سال سے جاری تھا۔ظلم کے ان واقعات سے میری ہمدردی کا اس کے ساتھ ہونا فطری بات تھی۔

ایک دن باتوں باتوں میں سنانے لگے کہ سندھ میں عبداللہ نامی ایک وہابی مُلا تھا۔دیہاتوں میں وہابیت کا پرچار کررہا تھا، میرے دادا شہید جسے نہر میں قتل کرنے

کے بعد دبایا گیا تھا نے مریدوں کو حکم دیا کہ اس کو قتل کردو، چنانچہ موقع پا کر انہوں نے مُلا عبداللہ کو گھوڑے سے گرا کر اس کی ناک پر چھری چلائی اور ذبح کر کے چھوڑا مگر بعد میں پتہ چلا کہ اس کی لمبی داڑھی اس کے گلہ کاٹنے میں رُکاوٹ بنی، چونکہ ناک کا خون گلے پر بہہ چکا تھا، قاتلوں کو گمان ہوا کہ ہم نے گلہ کاٹ دیا۔ یہ قصہ عبدالہادی ہنستے ہوئے استہزاء کے موڈ میں سنا رہا تھا مگر میرے دل پر آری سی چل رہی تھی۔ میں یہ واقعہ خاموشی سے سن رہا تھا، میرے ذہن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان اُبھر رہا تھا، حدیثِ قدسی ہے: ''مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ''۔

''جس نے میرے ولی سے دشمنی میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے''۔

کیونکہ جس مُلا عبداللہ کی وہ بات کر رہا تھا وہ میرے شیخ حضرت عبداللہ درخواستی تھے۔

چلتی گاڑی رُک گئی:

مولانا قاری محمد یوسف نقشبندی فرماتے ہیں:

حضرت شیخ درخواستیؒ کا میرے ساتھ اتنا پیار اور محبت کا معاملہ تھا، میں ملتان قاسم العلوم میں پڑھتا تھا۔ آپ جب ملتان شہر تشریف لاتے تو مجھے بلوا لیتے تھے۔ ایک دفعہ ملتان تشریف لائے، مجھے بلوایا، پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد واپس خانپور جانا تھا مجھے فرمایا چلو اسٹیشن تک میں اور چند ساتھی ساتھ ہوئے، اسٹیشن پر پہنچے، حضرت کا ٹکٹ پہلے سے لیا ہوا تھا، معلوم ہوا کہ ریل گاڑی تین گھنٹے لیٹ ہے، عشاء کے بعد کا معاملہ تھا۔

حضرت نے فرمایا جہاں گاڑی کے ٹھہرنے کا نمبر ہے، یہاں لوگوں کا اژدہام

ہے آگے مغرب کی جانب ذرا دور جا کر آرام کر لیں، وہاں گئے وقت بہت باقی تھا۔
آپ نے فرمایا میں ذرا آرام کر لیتا ہوں۔ جب گاڑی آئے گی تو وہاں جا کر سوار
ہو جائیں گے۔ ہمیں ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ بھی سو جائیں۔ ایک ساتھی سے فرمایا کہ تم
جاگتے رہو، جب گاڑی آئے تو ہمیں بیدار کر لینا، ہم سو گئے، مجھے بھی نیند آ گئی اور
حضرت کو بھی نیند آ گئی، جس ساتھی کو فرمایا تھا کہ جاگتے رہو، اس کو بھی نیند آ گئی۔

گاڑی آئی اپنے نمبر پر ٹھہری سواریوں کو اُتارا، جانے والی سواریاں سوار
ہوئیں، گاڑی نے وسل دی، چل پڑی جب ہمارے سامنے سے گزر رہی تھی، اس
وقت میری آنکھ کھلی، میں نے عرض کیا کہ حضرت گاڑی تو نکل گئی، حضرت بیدار
ہوئے، گاڑی عین ہمارے سامنے سے گزر رہی تھی کہ اچانک ٹھہر گئی، اسٹیشن کے
ملازمین اپنے چراغ لئے ہوئے ڈبوں کے نیچے گھس گئے، گاڑی رُکی ہوئی تھی۔

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے مجھے فرمایا جاؤ اپنا ڈبہ تلاش کرو اور سامان
اُٹھاؤ، میں بھاگا ہوا گیا، ڈبہ تلاش کرنے کے بعد سیٹ پر بستر لگایا، پھر میں نے آکر
حضرت سے عرض کیا کہ گاڑی پر تشریف لے چلیں۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی جوں
ہی اپنے بستر پر تشریف فرما ہوئے گاڑی چل پڑی۔ میں چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا کر
نیچے اُترا۔ یہ تھی آپ کی کرامت کہ ریل کو بھی آگے جانے کی طاقت نہیں ہوئی۔

آپ کی سیادت مسلّم تھی' آپ سید الاولیاء کے مقام پر تھے' آپ امام العلماء
تھے' آپ حافظ القرآن اور حافظ الحدیث تھے' آپ شیخ القرآن و شیخ الحدیث تھے۔

قے آ جاتی :

حضرت مولانا عبدالمالک خان گورمانی ایک عالم دین تھے، انہوں نے ایک

مرتبہ مردِ قلندر حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہٗ کی کرامات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں حقہ نوشی اور مچھلی کے شکار کا بہت شوقین تھا۔ حقہ نوشی کی وجہ سے میرے منہ سے بدبو آتی تھی۔ غالباً ۱۹۶۲ء میں مردِ قلندر حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہٗ کوٹ اڈو تشریف لائے، مجھے کسی ذریعہ سے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی آمد کا پتہ چل گیا تو میں حضرت کی زیارت کے اشتیاق میں کوٹ اڈو پہنچا۔

جلسہ میں حضرت کا بیان سنا۔ حضرتؒ کا بیان الہامی تھا اور سامعین پر عجیب وجد و کیف طاری ہوا۔ قرب و جوار کے دیہاتوں سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے، صبح کو پھر لوگ پروانوں کی طرح مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے اردگرد جمع ہو گئے اور ایک بڑا حلقہ بن گیا۔ میں بھی حلقہ کے ایک کنارے کپڑے سے منہ چھپا کے شرمساری کی وجہ سے دور بیٹھ کر حضرت کے ملفوظات سنتا رہا۔ دورانِ گفتگو اچانک حضرت نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا کہ مولوی صاحب! کوئی حرج نہیں آگے آجاؤ اور کپڑا منہ سے اُتار دو۔ تعمیلِ ارشاد کرتے ہوئے میں آگے بڑھا، حضرت نے بہت شفقت فرمائی اور میں نے بیعت ہونے کا اظہار کیا جو کہ حضرت نے قبول فرمالیا۔ اس کے بعد میں اپنے گھر واپس آگیا اور عادت کے مطابق حقہ تازہ کرنے کا ارادہ کیا تو اُلٹی (قے) آگئی۔ القصہ جب کبھی حقہ کا ارادہ کرتا اُلٹی (قے) آجاتی چنانچہ یہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی کرامت تھی کہ اس روز سے ہمیشہ کے لئے حقہ نوشی ترک ہوگئی اور پھر کبھی حقہ کے قریب نہیں گیا۔

خواب میں تلقین :

ایک مرتبہ بندہ نے مردِ قلندر حضرت درخواستی نور اللہ مرقدہٗ کو خواب میں

دیکھا کہ چوک شہیداں ملتان میں بہت بڑا اجتماع ہے اور ایک بہت بڑا اسٹیج ہے۔ حضرتِ اقدس اس پر تشریف فرما ہیں اور حضرت کا جنوب کی طرف رُخ ہے۔ لوگ دو قطاروں میں لائن میں لگے ہوئے ہیں، باری باری جاتے ہیں اور مردِ قلندر حضرت درخواستی سے مصافحہ کر کے دوسری طرف نکل جاتے ہیں۔ جب بندہ کی باری آئی اور حضرت سے مصافحہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ تسبیح پڑھا کرو :

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

بندہ نے اسی دن سے اس تسبیح کو لازم کر لیا اور اس کے کئی برکات بھی دیکھے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص ۵۲۹)

دو ہزار روپے آ رہے ہیں :

مولانا فداء الرحمٰن درخواستی تحریر فرماتے ہیں :

میں ۱۹۷۱ء میں بچوں کے ساتھ خانپور سے کراچی آ گیا تھا۔ ایک گوٹھ میں چھوٹا سا گھر بنایا اور ساتھ ہی ایک بڑا ہال مدرسہ تعلیم القرآن کے لئے بنایا۔ مجھے مستری مزدوروں کو دینے کے لئے کچھ رقم کی ضرورت پیش آئی۔ میری عادت تھی کہ میں اپنی ضرورت حضرت سے بیان نہیں کرتا تھا لیکن حضرت کی مجھ سے شفقت اور قلبی تعلق اتنا زیادہ تھا کہ آپ کے دل مبارک پر وہ ضرورت کشفی طور پر آشکارا ہو جاتی تھی۔

میں رات کو سو رہا تھا کہ خواب میں حضرت کی زیارت ہوئی اور میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت میٹھے قسم کا نہایت خوشبودار خمیرہ اپنی دو انگلیوں سے مجھے کھلا رہے ہیں۔ میں بیدار ہوا تو صبح میں نے گھر کے تمام افراد سے کہا کہ :

''حضرت کی طرف سے دو ہزار روپے آ رہے ہیں''۔ (حافظ الحدیث نمبر ۶۰)

مدینہ منورہ میں قیام کی اجازت :

حضرتؒ نے فرمایا کہ :

اکثر رشتہ دار اور دوسرے لوگ کہتے رہے کہ ان کو واپس لے جائیں کیونکہ ان کے پاس اقامہ نہیں ہے لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ آپ کی نیت صحیح ہے اور مجھے اُمید ہے کہ آپ کو درسِ قرآن مجید کی بھی اجازت مل جائے گی اور میں یہ دعا بتلاتا ہوں، یہ کثرت سے پڑھا کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ہر طرح محفوظ رہیں گے اور جو حاسدین ہیں وہ بھی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ وہ دعا یہ ہے :

(۱) اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنِیْ بِسِتْرِكَ الْجَمِیْلِ الَّذِیْ سَتَرْتَ بِهٖ نَفْسَكَ فَلَا عَیْنٌ تَرَاكَ۔

(۲) سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَیْنَا وَ عَیْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَیْنَا۔

(۳) فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

بحمد اللہ تقریباً تین سال تک بغیر اقامہ کے حرمین الشریفین میں رہا۔ مسجد نبوی ﷺ میں نو (۹) مہینے اور حرمِ مکہ میں دو سال درسِ تفسیر اردو میں دیتا رہا۔ سبحان اللہ۔

(حافظ الحدیث نمبر ص: ٦٠)

کشف و کرامات معیارِ فضیلت نہیں بلکہ فروتنی و بے نفسی اہل اللہ کی خاص صفت اور ایسا مرتبۂ کمال ہے جو ہزار کرامتوں سے بلند اور ہزار فضیلتوں سے بالاتر ہے۔ ہمیں تو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی اسی صفت نے ایسا گرویدہ بنا لیا ہے کہ جب سے ان کے حالات و واقعات پڑھے سُنے تو بس ان ہی کے ہو کر رہ گئے ......

کم نہیں ہے آبِ حیواں سے محبت کی شراب
دل یہ مئے پیتا رہا اور نوجوان بنتا رہا

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی ذات جامع صفات، جامع حیات اور جامع حیثیات ہے۔ان کو عظمت کا بلند ترین مقام ملا۔ان کو علمِ حدیث کی عظیم منزلت ملی، اُن کا فیض پھیلا، اور مقبول درگاہِ الٰہی ہو گئے۔اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی ان کو عطا فرمایا، وہ دین پر استقامت کی راہ سے عطا فرمایا کہ :

الاستقامة فوق الكرامة ....

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

☆

باب : ۱۷

قوتِ حافظہ اور لطائف وظرائف

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِىْ — فَاَوْصَانِىْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِىْ
فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِنْ اِلٰهٍ — وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰى لِعَاصٍ

امامِ شافعیؒ نے اپنے استاد امام وکیعؒ سے عرض کیا۔ حضرت! میرا حافظہ کمزور ہوتا جارہا ہے۔ تو امام وکیعؒ نے فرمایا : بیٹے کبائر سے اجتناب کرو، صغائر چھوڑ دو، علم اللہ کا نور ہے اور یہ "نور" اللہ اپنے باغیوں کو نہیں دیتا، اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے۔ اولیاء اللہ میں سے امامِ بخاریؒ اور امامِ ترمذیؒ کے حافظے کی ایسی ایسی داستانیں تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں جنہیں سن کر آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔

مؤرخین نے امامِ ترمذیؒ کے متعلق لکھا ہے کہ بڑھاپے میں آپ کی بینائی جاتی رہی۔ اس دور میں ایک قافلہ کے ساتھ سفرِ حج پر جارہے تھے، اونٹ پر سوار تھے، دورانِ سفر اونٹ پر بیٹھے ہوئے ایک جگہ امامِ ترمذیؒ نے اپنا سر اور کمر جھکالی۔ رفقاءِ سفر نے اس عمل کی وجہ دریافت کی، تو فرمایا کہ تمہیں اس جگہ کوئی درخت نظر نہیں آتا۔ رفقاء نے نفی میں جواب دیا۔ حضرت! یہاں کوئی درخت موجود نہیں تو فرمایا، تحقیق

کرو۔ کیا پہلے یہاں درخت تھا یا نہیں؟ چنانچہ معلوم ہوا کہ واقعتاً کسی زمانے میں یہاں بڑا درخت تھا، مگر اب کاٹ دیا گیا ہے۔ امامِ ترمذیؒ نے فرمایا اگر میری بات غلط ثابت ہوتی تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ میرا حافظہ کمزور ہو چکا ہے اور مجھے اپنے حافظہ پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا میں حدیث بیان کرنا ترک کر دیتا۔ محدّثین اور اکابر علماء کی طرح اللہ تعالیٰ نے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو بھی اَن گنت خوبیوں کی طرح حافظے کی دولت سے بھی نوازا تھا۔

قوتِ حافظہ و یادداشت :

اللہ تعالیٰ نے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو زبردست قوتِ حافظہ سے نوازا اور بے شمار نعمتوں سے مالا مال فرمایا تھا۔ ایک بڑی نعمت جس کی آپ پر ارزانی ہوئی وہ قوتِ حافظہ اور مضبوط یادداشت ہے۔ برسوں کی سنی ہوئی بات، دیکھی ہوئی شخصیت کا نام اور کام یاد ہوتا۔ حافظہ کی سکرین سے محو نہ ہوتا بلکہ محفوظ رہتا۔

معروف سکالر مولانا زاہد الراشدی صاحب فرماتے ہیں :

''حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ صوبہ سرحد کے کسی شہر سے واپس جاتے ہوئے پہلے گکھڑ اور پھر گوجرانوالہ رُکے تو والدِ محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے انہیں کچھ دیر کے لئے روک لیا اور اس طرح مجھے اپنا آخری سبق انہیں سنا کر ان سے تلمذ کا شرف حاصل کرنے کی سعادت مل گئی۔ سورۃ مرسلات کا دوسرا رکوع میرا آخری سبق تھا جو میں نے مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ اور تین بزرگوں (والد صاحب، قاری فضل کریم صاحب، قاری سید حسن شاہ) کو ایک عام اجتماع میں سنایا۔ شاید یہ ان حضرات کا رُعب تھا کہ میں اس چھوٹے

سے سبق میں بھول گیا اور سناتے ہوئے ایک آیت مجھ سے رہ گئی۔اس کے تقریباً دو برس بعد کی بات ہے، جب میں نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں زیرِ تعلیم تھا۔ایک روز معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے دفتر میں تشریف لائے ہیں۔میں بھی زیارت و ملاقات کی نیت سے وہاں پہنچا، وہ عقیدتمندوں کے ہجوم میں گھرے ہوئے تھے، میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔خیال تھا کہ جب ہجوم کم ہوگا تو مصافحہ کرلوں گا، مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب مردِ قلندر حضرت درخواستی نے نظر پڑتے ہی مجھے آواز دے کر بلوایا اور فرمایا کہ ''ادھر آؤ، اب ملتے بھی نہیں ہو''۔ میں قریب ہوا، مصافحہ کیا تو سبق میں بھول جانے والی آیت پڑھی اور پوچھا کہ اب وہ آیت یاد ہے یا نہیں؟'' میرے لئے اتنی بات ہی کافی تھی کہ اس بزرگ کو دو تین سال قبل ایک عام اجتماع میں سبق سنانے والے طالب علم کا چہرہ بھی یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ وہ سبق سناتے ہوئے کونسی آیت بھول گیا تھا''۔(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۳۱)

ہر روز تین سو احادیث یاد کرلیتے تھے :

معروف مفسر اور ثقہ عالمِ دین حضرت صوفی عبدالحمید سواتیؒ تحریر فرماتے ہیں:

آپ متقی، پرہیزگار، عبادت گزار اور خدا پرست آدمی تھے۔دنیادار بالکل نہ تھے خدا تعالیٰ نے مولانا درخواستی کو اتنا بلند حافظہ عطا فرمایا تھا کہ ہر روز تقریباً تین سو احادیث یاد کرلیتے تھے، وعظ کہتے تھے، درس دیتے تھے، پڑھاتے تھے اور بیعت کرتے تھے۔(حافظ الحدیث نمبر ص ۲۲۷)

اقبال احمد صدیقی لکھتے ہیں :

حافظہ اور ذہانت انہوں نے وراثت میں پائی تھی جو بات ایک دفعہ سن لیتے

تھے، وہ ذہن نشین ہو جاتی تھی، دوبارہ دریافت نہ کرتے تھے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۴۰)

کمی بیشی کرو گے تو بے ادب شمار ہو گے :

مدرسہ جنیدیہ لیاری کراچی کے مہتمم مولانا عبد المجید فرماتے ہیں :

ایک مرتبہ میں سبق کے دوران احادیثِ مبارکہ پڑھ رہا تھا، باری میری تھی، میں نے درمیان میں جان بوجھ کر تین راویوں کو چھوڑ دیا وجہ یہ تھی کہ حدیث مبارکہ بڑی لمبی تھی، میں مختصر کرنا چاہ رہا تھا۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی نے فرمایا کہ :

"یہ بخاری شریف ہے کلام اللہ کے بعد اس کا درجہ ہے اگر اس میں کمی بیشی کرو گے تو بے ادبوں میں شمار ہو گا"۔

جو حدیث میں نے پڑھی تھی حضرت نے فی البدیہہ وہ حدیث شریف مکمل زبانی راویوں کے ناموں کے ساتھ پڑھی، اتنا زبردست حافظہ میں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ سے لے کر آج تک کسی کا نہیں دیکھا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۶۱)

بلا کا حافظہ :

مولانا میاں عبد الرحمٰن صاحب انارکلی لاہور فرماتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستی کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا، جیسا کہ ہم نے اسلاف کے حافظہ کے بارے میں پڑھا بھی اور سنا بھی۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی کی صورت میں بارہا اسی حافظہ کا مشاہدہ کیا کسی شخص کو سالہا سال پہلے دیکھا ہوتا، جب وہ دوبارہ ملتا تو فرماتے میں نے تمہیں اتنے سال قبل فلاں جگہ فلاں موقع پر دیکھا تھا، نام تک بھی بتا دیتے کوئی شخص دوبارہ ملتے وقت اپنا تعارف کروانے لگتا، فرماتے میں نے پہچان لیا، آپ فلاں ہیں، فلاں جگہ، فلاں سن میں آپ سے ملاقات

ہوئی تھی ۔ایسا حافظہ کیوں نہ ہو، دان رات ہر وقت ان کی زبان پر اللہ کا ذکر ہوتا، کوئی لمحہ بھی اللہ کے ذکر کے بغیر نہیں گزرتا تھا فی زمانہ حافظہ کی یہ کیفیت اللہ نے مردِقلندر حضرت درخواستیؒ ہی کو عطا فرمائی تھی ۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۵۷)

تم مولوی میرٹھی نہیں ہو ؟

قوتِ حافظہ کا ایک اور واقعہ مولانا عبدالسلام صدیقی کراچی سے سنئے :

ایک جلسہ کی اختتامی دُعا کے بعد مردِقلندر حضرت درخواستی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرتؒ نے نام پوچھا، میں نے عرض کیا عبدالسلام صدیقی ، پھر حضرتؒ نے پوچھا کہ "رہنے والے کہاں کے ہو؟"۔ میں نے عرض کیا میرٹھ (انڈیا) کا' اگلے سال ۱۹۵۷ء میں مردِقلندر حضرت درخواستی کے دورۂ تفسیر سے فیضیاب ہوا' اس کے بعد حضرتؒ کا سلسلہ جاری رہا، مجھے ۱۹۶۵ء میں پنجاب کو خیرباد کہنا پڑا اور یوں مردِقلندر حضرت درخواستیؒ سے ملاقات کا سلسلہ وقتی طور پر منقطع ہوگیا۔ ۱۹۷۰ء میں مردِقلندر حضرت درخواستی کراچی تشریف لائے ۔ میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا، حضرت نے حسبِ عادت نام پوچھا، میں نے عرض کیا عبدالسلام صدیقی۔ فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کیا ملتان سے ۔ فرمایا نہیں صحیح بتلاؤ، میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کا حافظہ اتنا قوی ہوگا۔ فرمایا: تم مولوی میرٹھی نہیں ہو؟ میں نے عرض کیا: جی حضرت!"۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۹۹)

تیس سال قبل کی شادی اور دُلہا کا نام یاد رہا :

مولانا عبدالمالک رحمانی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ ملتان کی زبانی سنیئے :

چوہدری طفیل احمد صاحب جو علاقہ خان بیلہ جلال پور پیر والا کے بڑے

رئیس اور زمیندار ہیں کی شادی وہاں قریب کی بستی میں ہوئی تھی۔ حضرت حافظ الحدیثؒ نے خود نکاح پڑھایا تھا اور اس شادی میں شریک تھے۔ تیس سال بعد اسی علاقہ کے جلسہ میں حضرت حافظ الحدیث وعظ کے لئے تشریف لائے اور مجمع میں موجود چوہدری طفیل احمد صاحب کو کھڑا کر کے فرمایا کہ تمہارا نام طفیل احمد ہے اور تمہاری شادی تیس سال پہلے علاقہ کی فلاں بستی میں ہوئی تھی اور میں اس شادی میں شریک تھا، سب کہو سبحان اللہ۔ سارا مجمع حضرت کے اس قوتِ حافظہ پر حیران رہ گیا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۵۱۵)

ممکن ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو کہ مجمع عام میں سالہا سال پہلے کے واقعات جو لوگوں ہی سے متعلق ہوں اور دل و دماغ سے محو ہو چکے ہوں کسی کا ان واقعات کی طرف التفات بھی نہ رہا ہو اور حضرت ان واقعات کو بمع قیدِ مقام اور قیدِ سن کے بیان فرمائیں تا کہ ہر خاص و عام کو معلوم ہو جائے کہ حضرت غیر معمولی قوتِ حافظہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت ان کو بے بہا حاصل ہے تا کہ احادیثِ مبارکہ تکاثر کے ساتھ جب بیان فرمائیں تو کسی کے وہم و گمان میں یہ بات نہ آئے کہ شاید احادیث صحیح نہ پڑھ رہے ہوں اور یہی وجہ ہے کہ آج تک یہ کسی سے سننے میں نہیں آیا کہ مردِ قلندر حضرت درخواستی احادیث صحیح نہیں پڑھتے تھے یا پڑھنے میں غلطی کرتے تھے۔ فلحمد للّٰہ علی ذلك ...... ع یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

خداداد حافظے کی علامت :

مولانا حسین احمد قریشی صاحب فرماتے ہیں :

تقریباً تین سو (۳۰۰) طلباء شریک دورۂ تفسیر تھے جن میں سے ہر ایک طالب علم کو حضرت اس کے نام، شہر اور تعلیمی قابلیت کے ساتھ جانتے تھے اور بوقتِ

ضرورت اس کے نام سے اس کو پکارتے، یہ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے خداداد حافظے کی بہت بڑی علامت ہے۔ (حافظ الحدیث نمبرص:۵۳۸)

''جن'' سے آپ کا حافظہ تیز تھا:

جنوبی وزیرستان کے معروف عالمِ دین، مفسّرِ قرآن مولانا نور محمد صاحب مدظلہٗ سابق ایم این اے تحریر فرماتے ہیں:

دورانِ گفتگو حافظہ کی قوت کی بات چلی تو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے مفتی صاحب (حضرت مفتی محمود) کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں نے ایک جن کی قوتِ حافظہ جیسا کسی کا حافظہ نہیں دیکھا، پھر فرمایا کہ میرے پاس پنجاب کے شہر شیخوپورہ سے آدمی آئے انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر میں ایک نوجوان لڑکی ہے۔ اس پر جن کا سایہ ہے تکلیف یہ ہے کہ اچانک جب ہم دیکھتے ہیں تو یہ لڑکی کسی بلند ترین درخت پر بیٹھی ہوتی ہے یا کسی بلند بلڈنگ کی دیوار پر بیٹھی ہوتی ہے اور پھر نیچے اُتارنے میں گھر والوں پر قیامت گزر جاتی ہے۔

وہ جن کہتے ہیں کہ ہم درخواستی کے مرید ہیں، اگر وہ تشریف لے آئیں اور فلاں تعویذ دیں تو ہم اس لڑکی کو ستانا چھوڑ دیں گے۔ یہ قصہ سنا کر ان آدمیوں نے مجھ سے وہاں جانے کی درخواست کی۔ چنانچہ میں ساتھ چلا، میرے وہاں پہنچنے پر لڑکی پر جن آ گئے۔ میں نے ان سے پوچھا تم کیسے میرے مرید ہو گئے؟

انہوں نے کہا: فلاں قصبہ میں آپ رات کو تقریر فرما رہے تھے اور مجمع کو کچھ اوراد و وظائف بھی بتا رہے تھے، ہم اس مجمع میں حاضر تھے۔ اس رات سے ہم آپ کے مرید بن چکے ہیں، پھر میں نے سوال کیا کہ کیا تمہیں وہ تقریر یاد ہے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کچھ سناؤ، پھر اس لڑکی کی زبانی جن نے ابتداء سے لے

کر آخر تک اڑھائی گھنٹے کی وہ تقریر بمع آیات اور احادیث حرف بحرف سنائی اور سنایا بھی میرے مخصوص لہجے میں۔ حالانکہ یہ تقریر میں نے بیس (۲۰) سال پہلے کی تھی۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ کو خود بیس سال پرانی تقریر یاد تھی؟ فرمانے لگے مفتی صاحب مجھے کیوں یاد نہ ہوتی، میں نے تو وہ تقریر خود کی تھی۔ مفتی محمود نے ہنس کر فرمایا، میں تو کہتا ہوں کہ اس جن سے آپ کا حافظہ تیز ہے کہ بیس سال پرانی تقریر حرف بحرف یاد ہے ہم تورات کہہ کر صبح بھول جاتے ہیں۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۰۹)

خوش طبعی اور لطائف :

اعتدال پسند طبائع میں جہاں دوسری اخلاقی صفات ہوتی ہیں، وہاں ان میں خوش طبعی اور ظرافت بھی پائی جاتی ہے۔ احادیث مبارکہ کی کتابوں میں ہنسی اور مزاح کا مستقل باب ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کے ساتھ بغیر ایذاء اور تکلیف دہی کے ہنسی خوشی اور دل لگی کا معاملہ کرنا اور اگر اس میں معاملہ ایذاء تک جا پہنچے تو پھر یہ مزاح نہیں بلکہ تحریہ اور استہزاء ہے اور حقارت کے ساتھ دوسرے بھائی کا مذاق اُڑانا ہے اور یہ ناجائز ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ایک بڑھیا سے فرمایا کہ کوئی بوڑھی جنت میں نہ جائیگی۔ وہ کہنے لگیں بوڑھی عورتوں کا کیا قصور؟ وہ تو قرآنِ کریم کی تلاوت کرتی ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا آپ نے قرآن مجید میں یہ نہیں پڑھا :

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا۔ (سورۂ واقعہ:۳۷)

(ترجمہ : تحقیق ہم نے پیدا کیا عورتوں، (جوان کیا ان کو) پس کیا ہم نے ان کو کنواریاں۔ یعنی بوڑھی عورتیں بھی جوان ہو کر جنت میں جائیں گی)

مشہور صحابی حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی ابوعمیر کی چڑیا جس سے وہ کھیلا کرتے تھے ایک روز مرگئی۔ حضرت سرورِ کائنات ﷺ نے ان سے ہنسی کی بات کی کیونکہ ابوعمیر اپنی چڑیا کے مرنے پر مغموم بیٹھے تھے۔ فرمایا :

''یا ابا عمیر ما فعل النغیر''۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ : اے ابوعمیر ! تمہاری بلبل کا کیا ہوا؟

بے موسم کا رمضان :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ اپنے احباب اور تعلق والوں سے دل لگی فرمایا کرتے تھے۔ جامعہ ابوہریرہ کے سابق اُستاذ مولانا قاری محمد رمضان صاحب فرماتے ہیں کہ :

''ایک مرتبہ جامعہ انوار القرآن کراچی میں مردِ قلندر حضرت درخواستی تشریف لائے۔ میں خدمت کے لئے آگے بڑھا، مردِ قلندر حضرت درخواستی نے مجھے دیکھ کر فرمایا تو بے موسم کا رمضان آگیا، ڈرانے کے لئے آئے ہو کہ ہم وقت سے پہلے سنبھل جائیں''۔

خیر پوری خیر سے آیا ہے :

مولانا عبدالشکور خیر پوری لکھتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ جامعہ مخزن العلوم خانپور میں تشریف فرما تھے۔ حضرت کو دیکھ کر دل کی عجیب کیفیت ہوگئی۔ ایسا محسوس ہورہا تھا کہ گویا رحمت کا آبِ حیات قلب پر برس رہا ہے۔ شیخ درخواستیؒ کی نگاہ اپنے خادم پر پڑی تو فرمایا :

''خیر پوری خیر سے آیا ہے''۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۴۸۷)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن :

مولانا عبدالسلام صدیقی تحریر فرماتے ہیں :

ایک اور موقع پر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے ساتھ جامعہ انوار القرآن سے برمی کالونی جانے کا اتفاق ہوا جس میں مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی اور دوسرے ساتھی شریکِ سفر تھے۔ برمی کالونی پہنچنے کے بعد مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا بیان شروع ہوا۔ دورانِ تقریر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے فرمایا کہ آج قاری عبدالسلام سے امتحان لیتا ہوں۔ فرمایا سورۃ البقرہ کا فلاں رکوع سناؤ اس کے بعد فرمایا: مولانا زکریا کو بلاؤ۔ فرمایا بتاؤ قرآن مجید میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن کتنی مرتبہ آیا ہے۔ مولانا نے عرض کیا چار مرتبہ۔ حضرت نے فرمایا کچھ پتا نہیں، دیوانے ہو، قرآن مجید میں پانچ دفعہ الحمد للہ ربّ العالمین آیا ہے اور پھر ساری آیات پڑھ کر سنائیں۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۵۰۰)

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی زندگی میں ان کا حافظہ قوتِ استحضار اور ذکاوت وذہانت نمایاں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تفسیر' حدیث' فقہ اور لغت کے ذخیرہ پر عبور عطا فرمایا تھا۔ قوتِ حافظہ خداداد صلاحیت ہے۔ اس میں اضافے، ترقی اور کمال کی بنیادی شرط یہ ہے کہ آدمی گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے وعظ وارشاد، درس وتدریس اور ذکر وفکر کے سوا کسی مشغلہ سے اپنا تعلق نہیں جوڑا۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ساری عمر گناہوں سے اپنا دامن بچاتے رہے، ہمیشہ علمِ دین کا اشتغال اختیار کیے رکھا، اشاعتِ دین میں اپنی صلاحیتیں کھپادیں...........

نہ خوشی یاد رہی مجھ کو نہ غم یاد رہا — ہاں تیرا سلسلۂ حسن کرم یاد رہا

☆

باب : ۱۸

شفقت ومحبت، تشجیعات اور حوصلہ افزائیاں

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جہاں اور خوبیاں، کمالات اور عمدہ صفات ہیں، ان میں ایک اعلیٰ وصف جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ آخری کلام قرآن مجید میں بیان فرمایا، یہ ہے :

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (توبہ:۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس ایک پیغمبر آئے ہیں تمہاری ہی جنس میں سے جو چیز تمہیں مضرت (تکلیف) پہنچاتی ہے انہیں بہت گراں گزرتی ہے تمہاری (بھلائی) کے حریص ہیں، ایمان والوں کے حق میں تو بڑے ہی شفیق ہیں، مہربان ہیں۔

آپ ﷺ کو مؤمنین پر آنیوالی مشقت بڑی گراں گذرتی، مؤمنوں پر خیر اور بھلائی کے حریص اور بڑے مہربان اور شفیق ہیں ۔ جتنا ایک باپ اپنی اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام اپنی اُمت پر اس سے بھی زیادہ شفقت فرمانے والے ہیں۔ حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منقبت میں ایک ہندو شاعر ہری چند اختر نے

کیا خوب کہا ہے .... ؎

کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

ان اشعار میں شفقتوں کا ہی ذکر ہے۔

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ اس وصف سے خوب خوب آراستہ تھے۔ایک دنیا اس حوالے سے حضرت کے گن گاتی ہے .... ؎

اے مہرحسن یہ تری ذرہ نوازیاں
شاہوں کے تو نے پیش گدا سر جھکا دیئے

حوصلہ افزائی کا مخصوص انداز :

مولانا زاہدالراشدی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں :

حافظ الحدیث مردِقلندر حضرت درخواستیؒ جس علاقہ میں جاتے وہاں کے علماء اور دینی کارکنوں کو اس جدوجہد کے لئے تیار کرتے۔ان سے عام اجتماعات میں عہد لیتے اور بعض کی دستار بندی کراتے ،جس عالم یا کارکن کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتے ،اس کے سر پر سب کے سامنے دستار بندھاتے اور نفاذِ شریعت کے لئے کام کرنے کا وعدہ لیتے۔یہ ان کی حوصلہ افزائی کا مخصوص انداز تھا جسے ان کے عقیدت مند اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے اور بہت سے علماء اور کارکنوں نے وہ رومال اور دستاریں برکت کے لئے سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں ،جو کسی نہ کسی موقع پر مردِقلندر حضرت درخواستی نے

ان کے سر پر بندھوائی تھیں۔

اپنے سر کی ٹوپی کارکن کے سر پر رکھ دی :

خود میرے ساتھ کئی بار اس شفقت کا مظاہرہ فرمایا۔ایک بار مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں مردِ قلندر حضرت درخواستی کا بیان تھا،حسبِ روایت بہت سے علماء اور کارکنوں کی دستار بندی فرمائی، پھر مجھے آواز دی مگر جب میں پہنچا، دستاریں اور رومال ختم ہو چکے تھے۔سردیوں کا موسم تھا،حضرت نے اپنے سر پر گرم ٹوپی پہن رکھی تھی، جس پر رومال بندھا تھا،رومال کھول کر ٹوپی اُتاری اور میرے سر پر رکھ دی، جو اَب بھی میرے پاس محفوظ ہےاور کبھی کبھی میں وہ ٹوپی تبرک کے لئے پہنا کرتا ہوں۔ بعد میں کئی مواقع پر حضرت نے اس کا تذکرہ کیا اور مختلف مجالس میں یوں فرمایا کہ میں نے راشدی کو اپنی ٹوپی پہنا دی ہے اور اب وہ اُڑا پھرتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں اس وقت جو کچھ بھی ہوں چند بزرگوں کی دعاؤں اور شفقتوں کے باعث ہوں، ورنہ اپنے دامنِ اعمال کی طرف دیکھتا ہوں تو اس میں شرمندگی اور حسرت کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

ایک بڑھیا کیلئے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کا اہتمام :

حضرت مولانا سیف الرحمٰن المہند فرماتے ہیں :

والدہ مرحومہ کی وفات حسرتِ آیات کی وجہ سے تقریباً دو ہفتہ مدرسہ سے غیر حاضری کے بعد جب تعلیم کے لئے خانپور واپس آیا اور مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کا عصا اور جوتے حسبِ عادت اُٹھا کر مسجد سے نکلتے ہوئے پیشِ خدمت کیے تو

حضرتِ والا نے فرمایا: اتنا عرصہ کیوں اور کہاں غائب رہے ہو؟ بندہ نے عرض کیا کہ والدہ صاحبہ بیمار تھیں اور پھر ان کا انتقال ہوگیا، اس لئے غیر حاضر رہا تو فرمایا کہ کہاں کے ہو؟ عرض کیا مہند شریف کا۔ فرمایا کس کے لڑکے ہو؟ عرض کیا: حاجی عبدالمالک مرحوم۔ فرمایا کہ جانتا ہوں تم نے اپنا تعارف کیوں نہیں کرایا؟ بندہ خاموش رہا ......

حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ واپس مسجد تشریف لائے، جو طالب علم مسجد سے نکل چکے تھے مولوی محمد حسین صاحب سے اعلان کروا کر واپس بلوائے اور والدہ مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لئے تلاوتِ کلامِ پاک کروا کر بہت لمبی دعا کی اور اسی دوران مسجد میں ہی فرمایا کہ میں تمہارے ہاں مدرسہ مہند شریف میں کافی عرصہ پڑھتا رہا ہوں اور تمہاری والدہ مرحومہ ہی تمام لڑکوں کے لئے سالن وغیرہ پکاتی تھیں اور طلبہ کرام کی خوب خدمت فرماتی تھیں۔

مدرسہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ ظریفیہ مہند شریف میں ان دنوں مطبخ کا نظام نہیں تھا اور روٹیاں مختلف گھروں سے طلبہ اکٹھی کر کے لاتے تھے۔ سالن گھر ہی میں حضرت والدہ مرحومہ پکاتی تھیں، اسی طرح مدرسین اور ان کے مہمانوں کا کھانا اور بیماری کی حالت میں طلبہ کا پرہیزی کھانا کھچڑی وغیرہ بھی گھر ہی میں پکتا تھا۔

والدین کا نعم البدل :

غرض یہ کہ حضرت والاؒ نے خوب ہی آبدیدہ ہو کر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے حضور دعائیں فرمائیں اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مدرسہ میں اپنے خاص کمرہ میں لے گئے اور دن کا کھانا اور روزہ کی افطاری حضرت والا مدظلہٗ کے ساتھ شروع ہوگئی۔ حضرت والا کی شفقتوں سے میں اتنا متاثر ہوا کہ والدہ مرحومہ کی وفات کے بعد عید الفطر اور

عید الاضحیٰ کا کافی عرصہ حضرت والا کے ساتھ خانپور آکر گزارتا تھا۔والد اور والدہ مرحومہ کی مادرانہ اور پدرانہ شفقت کا مجسمہ اس وقت مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ ہی تھے۔(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۵۰)

یہ نیند بھی عجیب چیز ہے :

پروفیسر ڈاکٹر حافظ احمد خان صاحب لکھتے ہیں :

مردِقلندر حضرت درخواستی کا بیان کئی کئی گھنٹوں پر محیط ہوتا تھا۔دورۂ سندھ میں ایک مرتبہ میں سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند سے مغلوب ہوکر مسجد کے صحن میں سوگیا۔حضرت بیان ختم فرما کر مسجد کے دروازے تک پہنچ چکے تھے،لوگوں کا جم غفیر تھا، دروازے پر گاڑیوں کی قطار لگی ہوئی تھی، ہر ایک کی خواہش تھی کہ اُسے شرف میزبانی بخشیں۔حضرت میرا انتظار فرمارہے تھے،فرمارہے تھے دیکھو حافظ کہاں ہے؟ دیوانہ کہیں سوگیا ہوگا۔ایک دم میرے کان میں آواز سنائی دی، جلدی سے اُٹھ کر حاضرِ خدمت ہوا تو ناراضگی کے بجائے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے"یہ نیند بھی عجیب چیز ہے" اللہ کی شان ہے، حضور ﷺ جہاد کے سفر سے تھکے ہوئے تھے،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھکے ہوئے تھے،آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ :

"آپ جاگتے رہو اور ہمیں نماز کے وقت اُٹھا دینا"۔

اللہ کی شان دیکھیں حضور ﷺ بھی سوگئے،سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی سوگئے ، حضرت بلالؓ جاگتے رہے،نماز سے ذرا پہلے نیند غالب آگئی،حضرت بلالؓ بھی سوگئے،سب کی نماز قضا ہوگئی۔سب کہو سبحان اللہ۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۲۷۴)

چھوٹوں کی دل جوئی :

مولانا محمد یوسف مہتمم مدرسہ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور فرماتے ہیں :

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ایک دفعہ جمعیت علماءِ اسلام کے پروگراموں کے سلسلہ میں بہاولپور ڈویژن کے چند روزہ دورے پر تشریف لائے۔ نور پور نورنگا کے قریب دیہاتی علاقہ میں پروگرام تھا۔ خان غلام سرور خان مرحوم راقم الحروف اور غالباً مولانا غلام مصطفیٰ مرحوم حضرت کے ساتھ ایک کار میں پروگرام میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر خان غلام سرور خان نے بطورِ مزاح (دل لگی) حضرت سے عرض کی کہ حضرت! مولوی محمد یوسف نظم بہت اچھی پڑھتے ہیں جبکہ میں نے نہ کبھی نظم پڑھی نہ یاد کی۔ حضرت نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ نظم سناؤ، میں حیران تھا کہ حضرت سے کیسے معذرت کروں اور کیسے یقین دلاؤں کہ میں نے کبھی بھی نظم نہیں پڑھی۔ حضرت نے اصرار فرمایا کہ نظم سناؤ، حضرت کے بار بار اصرار پر میں نے اپنی جان چھڑانے کے لئے کسی نظم کے دو شعر جو مجھے یاد تھے سنا دیئے، حضرت نے فرمایا انہیں ترنم سے سناؤ، چنانچہ میں نے ترنم سے سنائے تو فرمایا پھر سناؤ، دوبارہ سنانے پر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سب مل کر پڑھو، اشعار حسب ذیل تھے ....

اے میرے ہم نشیں چل کہیں اور چل
اس چمن میں ہمارا گزارا نہیں
بات پھولوں کی ہوتی تو سہ لیتے ہم
اب تو کانٹوں پہ بھی حق ہمارا نہیں

اور پھر بار بار فرماتے، ایک بار پھر پڑھواور خود بھی ساتھ پڑھتے، بڑا عجیب تھا وہ سفر جو آج تک مجھے یاد ہے۔ اس سفر کے بعد جب بھی حضرت سے شرف ملاقات حاصل ہوتا تو اکثر فرماتے وہ نظم پوری یاد کی ہے؟ میں عرض کرتا کہ حضرت ابھی تو یاد نہیں ہوئی۔ اس سفر میں حضرتؒ کی شفقت اور انداز سے حضرت والاؒ سے دلی محبت ہوگئی تھی۔ جب بھی ملاقات کا موقع ملتا بہت ہی شفقت فرماتے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۳۳۱)

طلباء سے ایک سوال :

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب شہید فرماتے ہیں :

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ دارالعلوم ہنگو تشریف لے گئے جہاں پر ناشتے کا پروگرام تھا، پھر وہاں سے دارالعلوم عربیہ ٹل ضلع کوہاٹ تشریف لے گئے۔ جہاں پر مردِقلندر حضرت درخواستیؒ نے میرے شاگردوں سے بخاری شریف کا امتحان لیا۔ سوالات میں ایک یہ سوال ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف کے کتاب العلم میں دو بار ''باب فضل العلم'' کیوں لایا گیا ہے؟ جو بظاہر تکرار ہے۔

چونکہ پٹھانوں پر بالعموم حیاء کا غلبہ ہوتا ہے اور اردو سے ناواقفیت کی وجہ سے کچھ جھجک محسوس کرتے ہیں۔ ایک طالب علم نے جواب میں کہا کہ ایک جگہ ''فضل'' کے معنی فضیلت اور بہتری ہے اور دوسری جگہ ''فضل'' کے معنی بقیہ اور پس خوردہ ہے۔ لہٰذا تکرار نہیں ہے۔ اس پر مردِقلندر حضرت درخواستی بہت زیادہ خوش ہوئے اور تمام فضلاء کی اپنے دستِ مبارک سے دستار بندی فرمائی۔

زندہ کرامت :

سفیرِ اسلام مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کا ایک سفر میں حادثہ ہوا، سر پر شدید

چوٹیں آئیں اور کافی خون بہہ گیا تھا۔ آپؒ کو میو ہسپتال لاہور داخل کیا گیا۔ اس اثناء میں مردِقلندر حضرت درخواستی بھی اپنی بیماری کی بناء پر میو ہسپتال میں داخل ہوئے، جب حضرتؒ کو مولانا چنیوٹیؒ کے حادثہ کا علم ہوا تو عیادت کے لئے تشریف لائے، جس کا حال مولانا چنیوٹیؒ خود بیان فرماتے ہیں :

مردِقلندر حضرت درخواستی ایک روز خود عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے دو شکایتیں ذکر کیں تو آپ دیر تک کچھ پڑھتے رہے، دم کیا اور دُعا فرمائی۔ اس ناچیز کی دل جوئی کے لئے چاروں سلسلوں میں اجازت بھی مرحمت فرمائی اور سبز چادر عنایت فرمائی، ورنہ ''من آنم کہ من دانم'' والا معاملہ ہے۔ بس یہ مردِقلندر حضرت درخواستی کی ذرّہ نوازی تھی یا دل جوئی بندہ تو اپنے آپ کو قطعاً اس کا اہل نہیں پاتا اور نہ اس غلط فہمی کا شکار ہے۔ حضرتِ والاؒ کی زندہ کرامت جو دیکھی کہ اس روز قے بند ہوگئی، کچھ نہ کچھ کھایا جانے لگا اور اجابت بھی ٹھیک ہوتی گئی، میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ مردِ قلندر حضرت درخواستی کے دَم کا اثر تھا۔

میرے معالج ڈاکٹر صاحب اور دیگر ڈاکٹر صاحبان حیران تھے کہ کوئی دوائی کارگر نہ ہوئی لیکن مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی دعاء اور دم سے دونوں تکلیفیں رفع ہوگئیں۔

تقریبِ نکاح میں تشریف آوری :

مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحبؒ انارکلی لاہور بیان کرتے ہیں :

حضرتؒ کی شفقت ہر ایک پر اس قدر تھی کہ شاید والدین کی بھی اتنی نہ ہو۔ مجھ ناچیز کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ ۱۹۷۴ء میں میں نے حضرت سے دورۂ تفسیر

پڑھا۔اس کے علاوہ حضرت کے بے پناہ احسانات ہیں جن کو میں نہیں بھول سکتا۔ ۱۹۷۵ء میں لاہور تشریف لائے۔میرے والدمحترم جنہیں حضرتِ اقدس سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی، صاحب فراش تھے، چلنے پھرنے سے بھی قاصر تھے،مردِقلندر حضرت درخواستی عیادت کے لئے تشریف لائے، یہ منظر بھی بڑا عجیب تھا۔والدِ محترم کومعذور دیکھ کر حضرت کے آنسو جاری ہو گئے کیونکہ انہوں نے والدِ محترم کی جوانی کو دیکھا، جمعیت کے لئے کام کرتے دیکھا، مسلک کے لئے کام کرنا ان کے سامنے تھا، طبیعت پر بوجھ ہوا فطری امر تھا، کچھ دیر قیام فرمایا دعائیں دیں اور راقم کے متعلق پوچھا کہ اس کا نکاح ہوا ہے یا نہیں؟ پھر فرمایا اچھا استخارہ کرتا ہوں، استخارہ فرمانے کے بعد اباجی سے پوچھنے لگے آپ کے کوئی بھائی ہیں، اباجی نے جواب دیا جی ہیں، پوچھا ان کی کوئی بیٹی ہے، فرمایا جی ہاں ہے، پھر فرمایا یہ دوسو روپے میری طرف سے لے لو اور بھائی سے ان کے لئے رشتہ طے کرو۔والدمحترم حضرت کے حکم کے مطابق بھائی کے گھر تشریف لے گئے اور میرا رشتہ طے کیا۔والد محترم نے عریضہ لکھ کر حضرتؒ کو اطلاع دی کہ ۱۹۷۶ء میں نکاح اور رخصتی طے ہوئی ہے۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۴۶۱)

کلماتِ عہد وتبرک :

حضرت مولانا محمد اسلم تھانوی لکھتے ہیں :

دارالعلوم مدنیہ کوٹ مٹھن ضلع راجن پور میں سالانہ جلسہ تھا۔حضرت مہتمم مولانا حفیظ الرحمٰن مدنی نے احقر کو بھی دعوتِ خطاب دی تھی ۔ جلسے کے آخر میں حضرت حافظ الحدیث نے اپنے مبارک ہاتھوں سے علماءِ کرام کی دستار بندی بھی

فرمائی۔ جب اس عاجز کا نمبر آیا تو حضرت نے دستار بندی کرنے کے بعد چند کلمات بطورِ قول وقرار اور عہد کے کہلوائے جن کو یہاں بطورِ تبرک نقل کیا جاتا ہے۔

''میرا نام مولوی محمد اسلم تھانوی ہے'' تھانوی حضرات ''وہ تھے کہ جنہوں نے یہ پیارا ملک پاکستان بنایا، میں بھی پاکستانی ہوں اور تھانوی ہوں، اس لئے اس ملک کی حفاظت اور نفاذِ اسلام کے لئے کوشش و کاوش سے دریغ نہیں کروں گا۔ استحکامِ پاکستان کی خاطر اور اسلامی آئین کے نفاذ کی خاطر انتھک جدو جہد کرونگا''۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۵۱۴)

کاتبِ دُعا ہونے کا اعزاز :

ڈاکٹر احمد خان صاحب لکھتے ہیں :

حضرت اپنے کمرے میں فرش پر بچھے ہوئے گدے پر تکیے سے ٹیک لگائے بخاری شریف کا مطالعہ فرمارہے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ جواباً فرمایا کہ ان کو مولانا عبدالواسع صاحب کے پاس لے جاؤ اور اُن سے کہو کہ ان کو دُعا لکھنا سکھادیں۔

حضرت مولانا عبدالواسع (مخزن العلوم خانپور) میں شعبہ فارسی کے استاذ اور بہت اچھے خطاط تھے۔ دعائیں لکھنے کی سعادت انہیں کو حاصل تھی۔ ایک نوعمر لڑکے کے بارے میں حضرت کا یہ پیغام سُن کر انہیں حیرت ہوئی اور سوال کیا کہ تم کس پیر صاحب کے بیٹے ہو؟ تمہارا تعلق کس خانقاہ سے ہے۔ یہاں تو علماء اس سعادت کے منتظر ہیں، آپ کو اجازت کیسے مل گئی؟ میں خاموش رہا، میرے پاس ان سوالات کے جوابات نہ تھے، خیر قلم دوات لانے کا حکم ہوا اور میں بحمد اللہ متعلم ہونے کے ساتھ ساتھ ''کاتبِ دعا'' ہونے کا اعزاز بھی پا گیا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۷۲)

عمامہ، قمیص اور عطر سے عنایت و شفقت :

مولانا ڈاکٹر فیوض الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں :

مجھے ۱۳۸۲ھ میں مردِ قلندر حضرت درخواستی سے تفسیرِ قرآن پڑھنے کی سعادت ملی اور حضرتؒ ہی کے ارشاد پر اس سال تراویح میں قرآنِ پاک سنانے کی دوسری بڑی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ عیدگاہ کی پہلی دو صفیں حفاظِ کرام کی ہوتی تھیں، مگر باضابطہ سماعت مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے ہی فرمائی۔ ختم قرآن مجید کے بعد حضرتؒ کا بیان ہوا جس میں دعا دی کہ ''اللہ تعالیٰ اِن کا سنانا اور ہمارا سننا قبول فرمائے''۔

ختمِ تفسیر قرآن مجید کے بعد الوداعی ملاقات میں ازراہِ شفقت مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے اپنی پگڑی، قمیص اور عطر ہدیۃً عطا فرمائیں اور خصوصی دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۳۲۱)

ہمارے اکابرؒ اتباعِ سنت میں اپنے شاگردوں سے شفقت اور پیار کرتے تھے۔ آج ہم میں سے کوئی بھی نہیں چاہتا کہ اس کے بچے کو کوئی کانٹا بھی چبھوئے، اگر ہم اپنے بچوں کا مستقبل محفوظ و مامون دیکھنا چاہتے ہیں تو دوسروں کے بچوں کا مستقبل محفوظ بنانے میں ہمیں کردار ادا کرنا ہوگا۔ اُن سے شفقت کا رویہ اختیار کرنا ہوگا۔ مدارس میں بعض اساتذۂ کرام اپنے شاگردوں پر تشدد کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں، مکافاتِ عمل کے تحت جب ان کے اپنے بچے دوسرے اساتذہ کے زیرِ نگرانی آتے ہیں، تو ان کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اس وقت ایسے باپ کا دل مٹھی میں آجاتا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے سکون وچین سے زندگی گزاریں، اور تعلیم حاصل کریں تو آج ہی ہمیں اپنا رویہ بدلنا ہوگا، آج فضائیں بدل چکیں، ہوائیں بدل چکیں، کفریہ وملحدانہ تہذیب وثقافت اور تمدن کی آندھیاں اور طوفان ہر گھر کے شیرازے کو اُکھاڑ پھینکنا چاہتے ہیں۔ اب فیصلہ ہم پر ہے کہ ہم اپنے بچوں کو کیسا ماحول دیتے ہیں، اگر ہم نے اپنے بچوں کو شفقت، محبت اور تعاون کا ماحول دیا تو جس ماحول اور تربیت سے ہم اپنے بچوں کا دامن بھریں گے وہ وہی کچھ آنے والے کل میں اپنی اولاد کے سپرد کریں گے، پھر یہی ورثہ آگے منتقل ہوتا رہے گا۔ فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔

ماہرینِ نفسیات کا کہنا ہے کہ جس بچے پر ہر وقت تنقید کی جاتی ہے، وہ ہر چیز رَد کرنا سیکھتا ہے، جس بچے کا ہر وقت مذاق اُڑایا جاتا ہے، وہ بزدل بن جاتا ہے، جس بچے کو ہر وقت مار پیٹ کا سامنا ہوتا ہے اس کی صلاحیتیں دَب جاتی ہیں، جس بچے پر شفقت برتی جاتی ہے، وہ محبت کرنا سیکھتا ہے، جس بچے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، اس میں اعتماد بڑھتا ہے، جس بچے کو تعریف، حوصلہ افزائی اور داد وتشجیع دی جاتی ہے، وہ ایک اچھا انسان بنتا ہے۔

اس لئے ہمیں بھی اپنے بچوں اور شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ کسی نہ کسی اچھے کام میں شاباش کے الفاظ کہہ کر ان کا حوصلہ بڑھانا چاہئے۔ جزاک اللہ اور ماشاء اللہ کے الفاظ سے ان کی کمر بستی کرنی چاہئے، کہ کل ان بچوں نے ہی ملک وقوم کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔

☆

باب : ۱۹

ذوقِ شعروادب اور پسندیدہ اشعار

ایمان وحکمت سے لبریز اشعار کو لسانِ نبوت سے یوں پیش کیا گیا ہے :

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً۔ (بعض اشعار حکمت سے معمور ہوتے ہیں)

عمدہ اشعار کو نبی علیہ السلام نے بڑے شوق سے ایک نہیں دسیوں اشعار سنے۔حضرت شریدؓ فرماتے ہیں :

ایک مرتبہ مجھے سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ ہمرکابی کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ ﷺ نے فرمایا شرید! تمہیں امیہ بن الصلت کے اشعار آتے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یاد ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا سناؤ۔میں نے ایک شعر سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا اور سناؤ میں نے اور سنایا۔اسی طرح فرمائش کرتے گئے اور میں سناتا گیا حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کو اُمیہ کے سو اشعار سنائے۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شاعر تو اسلام کے قریب تھا۔

نبی کریم ﷺ کسی سے برموقع شعر سن لیتے تو اس پر خوش ہوتے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ :

ایک دن میں سوت کات رہی تھی اور آنحضرت ﷺ اپنی آستین مبارک کو سی رہے تھے آپ کی پیشانی مبارک عرق آلود تھی اور پسینہ کے قطرات روشنی کی کہکشاں کی بہار کا منظر پیش کرر ہے تھے۔ میں آپ کے حسن کی بہاروں میں کھوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ ! اتنی حیرت زدہ کیوں ہورہی ہو؟ میں نے کہا کہ آپ کی ناصیۂ جبیں سے جونور کی لہر اُٹھ رہی ہے۔اس نے مجھے حیرت زدہ کردیا ہے اگر ایسے میں ابوبکر ہذلی اس جمالِ جہاں آرا کا مشاہدہ کرتا تو وہ سمجھتا کہ اس کے شعر کے مصداق آپ ﷺ ہی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اشعار کیا ہیں؟ میں نے وہ اشعار پیش کیے ....

و مبرءٌ من کل غبر حیضة   و فسادِ مرضعة و داء مغیل

و اذا نظرت الی اسرة وجهه   برقت کبرق العارض المتهلل

ترجمہ : میرا ممدوح حیض کی کدورت، دودھ پلانے کے دوران پائے جانے والے فسادِ مزاج اور ایامِ حمل میں ہونے والی بیماریوں سے بالکل پاک وصاف ہے اور اگر تمہیں اس کی پیشانی خطوط ونشانات دیکھنے کا موقع ملے تو ابر گہر بار کے درمیان چمکنے والی بجلیوں کا منظر یاد آجائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا شغل چھوڑ کر میری پیشانی کو چوما اور فرمایا عائشہ! اللہ تجھے جزائے خیر دے تجھے میرے حسن سے اتنی خوشی نہیں ہوئی ہے جتنی خوشی مجھے تیری ذہانت اور برجستہ اشعار پیش کرنے سے ہوئی۔ (رزین)

مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی لکھتے ہیں :

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ شعر پڑھنے کا اچھا ذوق رکھتے تھے اور عربی میں تو

اشعار کہہ بھی لیتے تھے۔ ذیل میں مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے اردو، فارسی وغیرہ کے پسندیدہ اشعار نقل کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی اہمیت پر جب وعظ فرماتے تو یہ اشعار سناتے ....۔

در فیضِ محمدؐ وا ہے، آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں، جائے جس کا جی چاہے
میریضانِ گنہ کو دو خبر فیضِ محمدؐ کی
بلاقیمت دوا ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

(حافظ الحدیث نمبر ص:۱۳۳)

....

نہ کتابوں سے، نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

....

حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ بیان کرتے ہیں :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کی زبان مبارک ہر وقت یادِ خدا اور بیانِ حدیث میں مشغول ہوتی تھی۔ فرماتے تھے ....۔

ما ہرچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

اور فرماتے ....۔

مِنْ مَذْهَبِي حُبُّ النَّبِيِّ و صَحْبِهٖ وَلِلنَّاسِ فِي مَا يَعْشَقُوْنَ مَذَاهِبُ

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ اُمت مسلمہ کی دین دوری پر دل میں کڑھتے

تھے اور حسرت بھرے انداز میں علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر پڑھتے ....

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زِیاں جاتا رہا

مردِ قلندر حضرت درخواستی مسلمانوں کی دین اسلام سے کمزور وابستگی کی وجہ سے پریشان رہتے اور فرمایا کرتے ....

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اور لوگوں کی دنیا سے محبت اور دین سے بے رُخی دیکھ کر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ....

بے کسے شد دین احمد ، ہیچ او را یار نیست

ہر کسے با کار خود بادینِ احمد کار نیست

(ترجمہ : دینِ مصطفیٰ ﷺ بے کس و بے آسرا ہو گیا ہے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے کام سے غرض ہے۔ دینِ مصطفیٰ ﷺ سے کسی کو غرض نہیں)

حضرت علامہ اقبالؒ کا یہ شعر بڑے پرسوز انداز میں پڑھا کرتے تھے......

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ترجمہ : اپنے آپ کو دینِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ کرلو کہ آپ ﷺ کی اطاعت ہی اصل دین ہے، اگر اطاعت مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ ان کے دامن سے وابستہ نہیں ہوئے تو پھر یہ سارے کا سارا ابولہب کا کردار رہ جاتا ہے)

تقویٰ کی تشریح میں حسب ذیل اشعار پڑھتے .... ؎

خَلِّ الذُّنُوبَ صَغِیْرَھَا وَکَبِیْرَھَا ذاكَ التُقٰی

و اصنع کماش فوق ارض الشَّوكِ یحذر مایریٰ

لا تحقرنَّ صغیرۃً ان الجبال من الحصٰی

ترجمہ: چھوٹے اور بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دے یہی تقویٰ ہے۔ خدا کی راہ میں اس طرح چل جس طرح کہ خاردار جنگل میں ڈرڈر کر سنبھل سنبھل کر کوئی چلتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی چھوٹا مت سمجھو کیونکہ چھوٹے چھوٹے سنگریزوں ہی سے پہاڑ بنتا ہے۔ (حافظ الحدیث نمبر ص:۲۰۴)

حضرت مولانا محمد نواز بلوچ رقمطراز ہیں :

اردو کا یہ شعر تو بہت مدت سے پڑھتے سنتے آئے ہیں .... ؎

توقع سے ترے لطف و کرم کو بیشتر پایا

میں خود شرما گیا جب اپنا دامن مختصر پایا

مگر اِس معنیٰ کو اس سے کہیں اچھے انداز میں فارسی کا یہ شعر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ سے ہی پہلی مرتبہ سنا۔ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں الطاف وعنایات اور رحمتوں کے تذکرہ میں بڑے مخصوص والہانہ بلکہ عاشقانہ انداز میں پڑھتے ۔ ملاحظہ فرماویں........... ؎

دامانِ نگہ تنگ و گل حسنِ تو بسیار

گل چیں بہارِ تو زداماں گلہ دارد

(حافظ الحدیث نمبر ص:۱۴۲)

مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو خطابت کی طرح ذوقِ شعروشاعری بھی اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا تھا، ورنہ حقیقی معنوں میں تو آپ حدیث پڑھنے پڑھانے کی دُنیا کے آدمی تھے اور حدیثِ رسول ﷺ کے بغیر ہر چیز آپ کے ہاں ثانوی حیثیت رکھتی تھی۔

☆

باب : ۲۰

سفرِ آخرت

اس سرائے دہر میں روز کا آنا ہے اور روز کا جانا ہے۔ ایک تانتا لگا ہوا ہے، اگر ایک کنارے پر شادیانے بج رہے ہیں تو دوسری طرف غم والم کے ساتھ کچھ لوگ نوحہ کناں بھی ہیں۔ اس دنیا کی ترکیب میں یہ تضاد بھی ہے اور اسی سے اس کو زیب ہے۔ لیکن بعضوں کا آنا تو سبھوں کی طرح ہوتا ہے، مگر جانا بہت مختلف ہوتا ہے۔ ہاں بہت تو مرنے ہی کے لئے آتے ہیں، مگر کچھ جینے کے لئے، جن کا نقشِ ہستی اسقدر اُجلا ہوتا ہے جسے دنیا کا ڈھول دھپا مٹانا تو کجا گدلا بھی نہیں کرسکتا۔ یہ ایسی کھلی کتاب ہوتے ہیں جو کبھی بند نہیں ہوتی صرف خود چلنے کے لئے نہیں بلکہ اپنی جادۂ پیمائی کے تابندہ نقوش پر ایک دنیا کو چلانے کے لئے آتے ہیں اور یہی لوگ اس کائناتِ رنگ و بو کا ایسا حسن بنتے ہیں جسے کوئی بھی خزاں ماند نہیں کرسکتی۔ ایسے خوش نصیب اور خوش خصال لوگوں میں ایک مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ بھی ہیں، جن کے سفرِ آخرت پر کوچ کر جانے کو مرنا نہیں بلکہ واصل بحق ہونا کہیں گے، جس پر کوئی افسوس بھی نہیں بلکہ افسوس اگر ہے تو وہ ان کے فراق پر ہے اور بقولِ حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ ان کے

وصال و مغفرت پر ان کا رونا نہیں رونا اپنا اور اپنی محرومی کا ہے کہ ایسا جاذبِ مغفرت خزانہ ہم سے جاتا رہا۔

حضرت امام محمد کو جب ان کے وصال کے بعد عارفین نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے محمد ! حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ اے محمد! اگر مجھے تیری مغفرت منظور نہ ہوتی تو میں اپنا علم تیرے سینہ میں کیوں ڈالتا؟

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ مغفور ہیں، ان کا سینہ بے کینہ نورِ علم سے منوّر تھا، قرآنِ کریم اور تفسیرِ قرآن اور ''حدیثِ یار صلی اللہ علیہ وسلم'' سے لبریز تھا اور جامِ زندگی بھی اسی کتاب و سنت کے علم پر لبریز ہوا .... ؎

یہ مرکر بھی ہے کون زندہ جہاں میں
یہ جان کس نے کس جانِ جاں پر فدا کی

آخری لمحات ''کلمہ ہے تیرا پاک' تو سب سے بڑا ہے'' :

ماہنامہ نورٌ علیٰ نور کے مدیرِ شہیر حضرت مولانا عبدالرشید انصاری لکھتے ہیں :

۱۹؍ربیع الاوّل/ ۲۸؍اگست ۱۹۹۴ء کو دنیا کا سورج اُفقِ مشرق سے جوں جوں بلند ہو رہا تھا، ادھر علم و عمل اور جہدِ مسلسل کا یہ آفتاب عالمتاب جو ایک سو تین سال قبل بستی درخواست کے خوش بخت اور خدا پرست مجاہد آزادی حافظ محمود الدینؒ کے گھر میں طلوع ہوا تھا اور ساری زندگی دلوں کی بستیوں کو اپنی ضیاء پاشیوں سے منوّر کرتا رہا، آج غروب ہونے کے لئے آہستہ آہستہ اپنے مغرب دین پور کے قریب ہو رہا تھا، صبح تقریباً پونے سات بجے چائے کی آدھی پیالی نوش کی اور طبیعت

بگڑ گئی، معالج کو بلانے کی کوشش کی گئی لیکن پاس بیٹھنے والوں سے فرمایا رہنے دو اب ضرورت نہیں ہے، سب پڑھو :

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کچھ دیر ذکرِ الٰہی جاری رہا پھر آواز بند ہو گئی مگر لب ہلتے رہے، پھر آخر ہچکی کے ساتھ ایک آواز بلند ہوئی ''اللہ'' اور جاں بحق تسلیم ہو گئی۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ :

دل کے ظرف میں ماسوی اللہ کے ہر چیز کی نفی ہو چکی تھی، فرشتۂ اجل نے اوپر سے آئی روح کو واپس لے جانے کے لئے بہشتی طشت میں ظرف کو انڈیلا تو اس میں جو تھا وہ سامنے آ گیا .... لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ وہ جوہرِ گرانمایہ تھا جو روزِ محشر جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا، کام آئے گا۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں شفیع عاصیاں ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے پہلے اور زیادہ وہ شخص اہل ہوگا جو خلوصِ قلب اور روح کی صفائی کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھے۔ جبکہ مردِ قلندر حضرت درخواستی کا تو سرمایۂ حیات اور غذائے روح ''سب کہو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ'' کے چار کلماتِ مقدسہ و مطہرہ ہی تھے، خلوت و جلوت میں ان کا یہی وظیفہ تھا ، لاکھوں انسان گواہ ہیں کہ وہ اپنی تقریر اور وعظ میں انہی پاکیزہ و ارفع کلمات کا ورد سامعین سے بھی بار بار کروایا کرتے تھے اور جاتے وقت بھی ان کی روح نے لا الٰہ الا اللہ کا پھریرا لہراتے ہوئے پرواز کی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔

(حافظ الحدیث نمبر ص:۳۷۳)

اللہ جل جلالہ :

مولانا سیف الرحمٰن درخواستی مہتمم دارالعلوم محمدیہ رو جھان تحریر فرماتے ہیں :

سب کہو ''اللہ''، زور سے کہو ''اللہ''، شوق سے کہو ''اللہ''، دردِ دل سے کہو ''اللہ''۔ یہ وہ جملے ہیں جو میرے مربی، میرے شیخ، میرے نانا جان حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ہر تقریر میں ارشاد فرماتے اور فرمانِ نبوی ﷺ ہے :

كَمَا تَحْيَوْنَ تَمُوْتُوْنَ كَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ۔ (کنز العمال)

(جیسے تم زندگی گزارتے تھے، ویسے تمہیں موت آئے گی جیسے تمہیں موت آئے گی، ویسے اُٹھائے جاؤ گے اور اسی طرح حشر میں لائے جاؤ گے)

اور میرے نانا جان ہر وقت اللہ اللہ کہتے رہے اور کہلواتے رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے زبان پر بھی آخری کلمہ ''اللہ'' جاری کرادیا۔

۱۹ ربیع الاوّل بمطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء بروزِ اتوار صبح سات بجے سینہ میں درد کی شکایت کا اظہار فرمایا۔ آپ کے داماد عبدالجبار صاحب خدمت کر رہے تھے، ڈاکٹر کو بلایا گیا لیکن لمبی سانس لے کر فرمایا ''اللہ'' اور بس جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

دنیا کو ''اللہ اللہ'' کا ذکر کرانے والی زبان آخری بول ''اللہ'' بول کر ہمیشہ کے لئے واصل باللہ ہوگئی۔ (حافظ الحدیث نمبر ص: ۴۰۹)

میرے حضرت دنیا سے رخصت ہوئے تو گویا تقویٰ، پرہیز گاری، للّٰہیت، روحانیت، تصوّف اور دینی سیاست کا ایک باب ختم ہوگیا۔

حضرتِ اقدسؒ کی وفات کی خبر شہر خان پور اور پورے ملک میں فوراً پھیل

گئی، لوگ جوق در جوق چشمِ گریاں اور دلِ مغموم کے ساتھ مخزن العلوم پہنچنا شروع ہو گئے۔

غسل اور زیارت نمازِ جنازہ :

۹ بجے حضرت اقدس کو غسل دیا گیا، غسل دینے والوں میں آپ کے شاگرد میاں مسعود احمد دین پوری، آپ کے نواسے شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، فرزند مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی، مولانا فضل الرحمٰن درخواستی، نواسے مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی، راقم الحروف سیف الرحمٰن درخواستی، آپ کے داماد میاں عبد الجبار صاحب حافظ عبدالحق صاحب، قاری عبدالعزیز صاحب اور دیگر صاحبزادگان، علماء و مشائخ شامل تھے۔

گیارہ بجے حضرت اقدس کا جنازہ دیدارِ عام کے لئے اس کمرے میں لایا گیا جہاں حضرتِ اقدس بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے۔ حضرتِ اقدس کا چہرہ ''سبحان اللہ'' کیا نورانیت تھی، کیا تازگی تھی، ہر دیکھنے والا بے ساختہ ''سبحان اللہ'' پکار اُٹھتا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے آرام فرما ہیں، ابھی اُٹھ کر پھر بخاری شریف پڑھانا شروع فرما دیں گے۔

زیارت کے لئے آنے والے قطار میں آتے، دوسرے دن صبح سات بجے تک لمبی لمبی قطاریں لگیں رہیں، ہر آنکھ اشکبار تھی، اہل اللہ علماء، صلحاء، طلباء، وکلا، سرکاری افسران اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے آنسوؤں کا نذرانہ اپنے شیخ و مرشد مردِ قلندر حضرت درخواستی کے حضور پیش کرتے رہے۔

۲۹ اگست سوموار کو مخزن العلوم سے جنازہ اُٹھایا گیا، بڑے بڑے بانس

چارپائی کے ساتھ باندھے گئے، جب جنازہ اُٹھایا گیا تو کہرام بپا ہوگیا۔ پورا مجمع گریاں تھے، آٹھ بج کر بیس منٹ پر نارمل اسکول کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے پڑھائی کیونکہ آپ کے جانشین حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مدظلہ العالی مکہ مکرمہ میں تھے، وہ بعد میں تشریف لائے۔

سفرِ آخرت کا منظر :

حافظ محمد حنیف سہارنپوری ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت مردِ قلندر حضرت درخواستی کے جنازے کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں :

نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے پورے پاکستان سے علماءِ کرام مذہبی اور سیاسی راہنما جن میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن بن مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا سمیع الحق، حافظ حسین احمد سینیٹر، مولانا اعظم طارق شہید ایم این اے، بزرگ حضرات سے حضرت مولانا سراج احمد دینپوری، حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ، مولانا مسعود احمد دین پوری اور دیگر بزرگ حضرات جید علماءِ کرام مولانا محمد اجمل خان، مولانا میاں اجمل قادری، یادگارِ اسلاف قاری محمد امین صاحب ممبرِ شوریٰ مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت، قاری محمد اخلاق مدنی لیکچرار فیصل مسجد اسلام آباد، مولانا محمود الحسن توحیدی فیصل آباد، مولانا حسین علی توحیدی، مولانا عبدالغفار غفاری، قاری محمد فاروق، مولانا محمد عبداللہ بھکر، مولانا صفی اللہ، حافظ ممتاز علی، مولانا محمد صدیق، مولانا عبدالہادی، مولانا مفتی حفیظ بھکر، مولانا قاری نذیر صاحب، مولانا عبداللطیف شاہ کوٹ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی فاروق آباد، مولانا عبدالغفور حقانی، عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت

مولانا مفتی جمیل خان، مولانا محمد علی صدیقی، حافظ عتیق الرحمٰن لدھیانوی کراچی، مولانا محمد بشیر احمد، مولانا حافظ احمد بخش، مولانا اسحٰق ساقی، مولانا امام الدین وٹو، مولانا عبدالرزاق، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مولانا مفتی محمد نعیم، مولانا غلام رسول، مولانا فیض اللہ آزاد، مولانا سیف اللہ ربانی، مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی بن مفتی احمد الرحمٰنؒ اور مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کے مریدین، شاگردان اور جمعیت علمائے اسلام کے قائدین اور کارکنان شامل تھے۔

پونے آٹھ بجے مدرسہ جامعہ مخزن العلوم سے جنازہ اُٹھایا گیا۔ حضرت کے جسدِ اطہر پر جمعیت علماءِ اسلام کا پرچم تھا جس کو مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ پرچمِ نبوی احادیث سے ثابت کرتے تھے اور چارپائی کے دائیں طرف جمعیت علماءِ اسلام کا پرچم لہرا رہا تھا۔ مخزن العلوم سے جب مردِ قلندر حضرت درخواستی کی چارپائی اُٹھائی گئی تو جس پر لمبے لمبے بانس باندھے ہوئے تھے تو شرکاء کی سسکیاں اور چیخیں نکل گئیں۔ ہر ایک دیوانہ وار مردِ قلندر حضرت درخواستی کی چارپائی کو کندھا دینے کے لئے بے چین تھا اور جنازہ گورنمنٹ کالج کے گراؤنڈ میں پہنچا تو اسکول کے میدان میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ تاحدِ نظر غمزدہ لوگوں کی سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ پورا خان پور شہر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے وصال کے افسوس میں بغیر کسی تحریک اور اعلان کے بند تھا اور جب تک آپ کی تدفین نہیں ہوئی شہر بند رہا۔ لاؤڈ سپیکر پر آوازیں بلند ہوئی صفیں درست کر لیں اور ایک اعلان سنیں۔ مائیک پر اعلان ہوا کہ مردِ قلندر حضرت درخواستی کے جانشین حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم ہوں گے اور مدرسہ کے مہتم مولانا فضل الرحمٰن درخواستی ہوں گے۔ دونوں حضرت کے صاحبزادے ہیں۔ مردِ قلندر حضرت درخواستی کے آٹھ صاحبزادے

ہیں۔ ماشاء اللہ دین کی خدمت میں مصروف ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان ہوا کہ حضرت کی نمازِ جنازہ خود مولانا فضل الرحمٰن درخواستی پڑھائیں گے۔اس کے بعد مولانا محمد اجمل خان قائم مقام امیر کی تقریر کا اعلان ہوا۔

لوگو ! ہم یتیم ہو گئے :

مولانا اجمل خان بشکل یہ کہہ پائے تھے کہ لوگو! ہم یتیم ہو گئے۔ گورنمنٹ کالج کا میدان ایک بار پھر سسکیوں سے گونج اُٹھا اور اکثر شرکاء جو اپنے آپ کو ضبط کئے ہوئے تھے ان کے بندھن ٹوٹ گئے۔ مولانا محمد اجمل خان نے اپنے مخصوص انداز میں مردِقلندر حضرت درخواستی کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ان سے پہلے مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق اور دیگر مقررین نے مردِقلندر حضرت درخواستی کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور مردِقلندر حضرت درخواستی کی وفات کو اپنے لئے ہی نہیں بلکہ پوری امت کے لئے ایک المناک واقعہ قرار دیا۔ ساڑھے آٹھ بجے مردِقلندر حضرت درخواستی کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ پہلی صف میں مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سراج احمد دین پوری، مولانا مسعود احمد دین پوری، مولانا سمیع الحق، مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ، مولانا ضیاء القاسمیؒ، وفاقی وزیرِ اُمورِ کشمیر جناب افضل خان اور دیگر رہنما شامل تھے۔ ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا گیا کہ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو بستی دین پور شریف میں دفن کیا جائے گا اور وہاں حضرتؒ کی دوبارہ نمازِ جنازہ ہوگی۔نمازِ جنازہ حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی دامت برکاتہم پڑھائیں گے۔ حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی عمرے کے سفر پر تھے، ان کو وہاں اطلاع دی گئی، کافی دیر دین پور شریف میں انتظار کیا گیا لیکن جہاز لیٹ ہونے کے سبب مولانا اپنے والد ماجد کی نمازِ جنازہ میں شرکت

نہیں کر سکے۔

یاد رہے کہ بستی دین پور شریف علماءِ دیوبند کا مرکز ہے۔ یہاں حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ، حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حضرت مولانا عبدالہادیؒ کی خانقاہ ہے اور اس بستی کو تمام دینی تحریکات میں خواہ تحریکِ ریشمی رومال ہو، خواہ وہ ختمِ نبوت کی تحریک، ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء ہو، یا تحریکِ نظامِ مصطفیٰ، اس بستی دین پور شریف نے اہم کردار ادا کیا۔ خان پور سے مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کی نمازِ جنازہ کے ساتھ پیدل تقریباً تین کلومیٹر کا سفر طے کر کے دین پور شریف بستی پہنچے تو تمام گھر غمزدہ مہمانوں کے لئے مہمان خانہ بن گئے۔ خصوصاً حضرت مولانا سراج احمد دین پوری اور مولانا میاں مسعود احمد دین پوری کا گھر۔ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کو دین پور شریف میں حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد دین پوری مولانا عبدالہادی رحمہما اللہ کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اس قبرستان میں جہاں حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد، مولانا عبدالہادی آرام فرما رہے ہیں، وہاں حضرت مولانا عبید اللہ سندھی اور عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے امیرِ چہارم حضرت مولانا لال حسین اختر، مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہم اللہ اور دیگر جید علماءِ کرام بھی آرام فرما رہے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ تمام واقعات مردِقلندر حضرت درخواستیؒ کا آخری دیدار، حضرت کے جنازہ کے ساتھ سفر، گورنمنٹ کالج کے میدان تک پھر نمازِ جنازہ میں شرکت اور پھر دین پور تک سفر اور دین پور شریف کے عظیم قبرستان میں اپنے ہاتھوں سے حضرت کی قبر پر مٹی ڈالنا اپنی نظروں کے سامنے ہونے کے باوجود بھی دل نہیں مان رہا کہ مردِقلندر حضرت درخواستیؒ ہمیں تنہا چھوڑ کر اس منزل کی طرف عازمِ سفر

ہو گئے، جہاں سے آج تک کوئی واپس نہیں آیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ہمیں بزرگوں کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور جمعیت علماءِ اسلام جو ملک میں نفاذِ اسلام کے لئے کوشاں ہے ان کو ہمت اور اتحاد نصیب فرمائے۔

(آمین)

☆

باب : ۲۱

خوانِ زعفران

مردِ قلندرؒ کی کہانی، ڈاکٹر سید شیر علی شاہ کی زبانی

اس باب کے تحت حضرت درخواستیؒ سے متعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ کے بیان فرمودہ ارشادات اور جناب قاری محمد داؤد صاحب حسن ابدال کے مشاہدات نقل کیے جارہے ہیں، جو ماہنامہ القاسم میں شائع ہوئے، اب کتاب کا حصہ بنائے جارہے ہیں۔

۱۴ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ/۱۲ مارچ ۲۰۰۹ء خان ٹاؤن حسن ابدال کے قاری محمد داؤد صاحب بانی ومہتمم مدرسہ مدنیہ تجوید القرآن کی دعوت پر المجاہد الکبیر شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدظلہم کی معیت میں وہاں جانا ہوا۔ علماء فضلاء اور دینی مدرسہ کا علمی وروحانی اجتماع تھا، مسجد کو اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ دامنی کی شکایت تھی۔ میں نے اپنی تقریر میں تین باتیں عرض کیں۔ اس کے بعد حضرت نے مفصل خطاب فرمایا۔ گل رحمٰن ڈرائیونگ کر رہے تھے، دورانِ سفر گاڑی میں احقر کی تازہ تالیف ''تذکرہ وسوانح مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ''، مولانا فضل الرحمٰن درخواستی اور علامہ مولانا زاہد الراشدی مدظلہم کے حضرت درخواستیؒ پر ماہنامہ ''الحق ن'' خانپور کی خصوصی اشاعت کے اہتمام کے حوالے سے کچھ عرض کیا، تو حضرت شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدظلہم نے اپنے مشاہدات، واقعات اور یادداشتیں بیان فرمائیں۔ ساری باتیں تو محفوظ نہ ہوسکیں، بعض ارشادات کے اشارات لکھ لئے تھے، ذیل میں وہی یادداشتیں نذرِ قارئین ہیں .... (عبدالقیوم حقانی)

بارش کے لئے دُعا فوراً قبول ہوئی :

مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے میری اور مولانا سمیع الحق کی دعوت پر تین روز تک جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں سورۂ فاتحہ پر درس دیا۔ حسن ابدال کے احباب کے اصرار پر چوتھے روز اندرونِ محلہ جامعہ اشرفیہ تشریف لے گئے اور تین گھنٹے خطاب فرمایا۔ شدت کی گرمی تھی، لوگ گرمی سے بے حال اور نڈھال ہو رہے تھے، لوگوں نے بارش کے لئے دُعا کا کہا، حضرت درخواستیؒ نے ایک گھنٹہ دُعا کے موضوع پر گفتگو فرمائی، اور بارش کے لئے دُعا کی۔ دُعا جاری تھی کہ بادل چھا گئے، ٹھنڈی ہوائیں چلیں اور خوب بارش برسی، ہم لوگ بارش کی وجہ سے گیلے کپڑوں کے ساتھ گھروں کو واپس ہوئے، یہاں اکوڑہ خٹک آئے تو اس قدر بارش ہوئی تھی کہ زمینیں سیراب ہوئیں اور گھٹنوں تک پانی بھی موجود تھا۔

چاولوں کی دیگ میں برکت :

اس موقع پر خان ٹاؤن حسن ابدال کے مدرسہ مدنیہ تجوید القرآن کے بانی ومہتمم قاری داؤد صاحب نے تائید کی اور فرمایا ہاں! وہ دُعا اور فوری بارش کا منظر مجھے بھی یاد ہے۔ قاری داؤد صاحب نے فرمایا: اس موقع پر ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ حضرت درخواستیؒ کے کسی مرید نے ایک دیگ چاول پکائے تھے، مجمع سینکڑوں کا تھا، پریشان ہو گئے کہ لوگ زیادہ ہیں اور چاول فقط ایک دیگ، کفایت کیسے ہوگی؟ گھبرائے ہوئے حضرت درخواستیؒ کے پاس آئے۔ حضرتؒ نے فرمایا: گھبرانا نہیں، جب چاول تقسیم کرنے کا وقت آئے تو مجھے چاولوں کے برتن کے پاس لے جانا، اور ڈھکن میرے آنے سے پہلے نہ اُتارنا۔ وقت آنے پر حضرتؒ کو لے جایا گیا۔ حضرتؒ نے کچھ پڑھا

اورفرمایا: ڈھکنا نہ اُتارنا اور ڈھکنے کے نیچے سے چاول نکال نکال کر دیتے رہنا۔ چنانچہ حضرتؒ کے ارشاد پر عمل کیا گیا۔ اسی ایک دیگ چاول سے سینکڑوں بندگانِ خدا نے کھایا، خدام اور کارکنوں نے کھایا، پھر بھی بچ کے رہا۔

۳۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے مدینہ منورہ مسجد نبوی میں میری اور علماء کی درخواست پر احادیث کا درس دیا۔ حضرتؒ کے درس میں عرب علماء بھی حاضر تھے۔ بالخصوص شیخ عمر فلاتہ الأمین العام للجامعة الاسلامیه بالمدینة المنورہ، جنہوں نے چالیس سال تک روضة من ریاض الجنة کے نورانی آغوش میں مؤطا امام مالک پڑھائی تھی، نے بڑی طلب ومحبت سے آپ کا درس سنا تو بے اختیار بول اُٹھے:

و اللّٰهِ رأینا فی الکتب و سمعنا من المشائخ ان السلف کانوا یسردون الأحادیث سندًا ومتنًا و رأینا هذ الشیخ۔

اللہ کی قسم! ہم نے کتابوں میں دیکھا تھا، اور مشائخ سے سنا تھا کہ سلفِ صالحین احادیث و اَسناد کو حفظاً سنایا کرتے تھے اور آج ہم نے شیخ (مردِ قلندر شیخ درخواستیؒ) کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر مجھ سے شام کے ایک سفید ریش معمر عالم نے پوچھا: مَنْ هذا الشیخ؟ میں نے کہا: هو حافظ الحدیث شیخ المحدثین عبدالله الدرخواستی أمیر جمعیة علماء الإسلام فی باکستان و مدیر جامعة مخزن العلوم بمدینة خان فور۔

خانہ کعبہ اور گنبد خضراء پر نظر:

۴۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے ایک موقع پر مسلسل احادیث سناتے ہوئے فرمایا کہ جب حدیث میں اشکال ہوتا ہے تو روضۂ اطہر پر نظر ڈالتا ہوں، اشکال ختم

ہوجاتا ہے اور جب قرآن میں اشکال ہوتا ہے تو خانہ کعبہ پر نظر ڈالتا ہوں تو اشکال رفع ہوجاتا ہے۔

مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ اور حضرتؒ کی دُعا :

۵۔ مدینہ یونیورسٹی میں میرا داخلہ ہو چکا تھا، رمضان کا مہینہ تھا، کراچی میں مجھے معلوم ہوا کہ اس دفعہ حضرت درخواستیؒ دورۂ تفسیر حیدرآباد میں پڑھا رہے ہیں۔ میں نے مناسب سمجھا کہ حجازِ مقدس جانے سے قبل حضرت دامت برکاتہم کی زیارت سے شرف باریابی حاصل کروں اور ان سے دُعائیں لے لوں۔ بندہ ان کے مبارک درس میں شریک ہوا، درس کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا :

> ''شیر علی آیا ہے مجھ سے دریافت فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: مدینہ منورہ جارہا ہوں، آپ سے دُعائیں لینے آیا ہوں، فرمانے لگے: کہیں جامعہ میں داخلہ تو نہیں ہوا، چلو! چلے جائیے خدا تمہارا حافظ ہو''۔ حضرتؒ صاحبِ کشف وکرامات تھے، کشف سے ان کو معلوم ہوا۔

حضرتؒ کو مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ اور اس کے اثرات سے اندیشہ تھا کہ آزاد خیالی آجائے گی اور دینی تصلّب ختم ہوجائے گا۔ اس لئے وہاں کے داخلے کو ناپسند کرتے تھے، مگر مجھ پر نہ تو غصہ ہوئے، نہ نارضگی کا اظہار کیا، بلکہ دُعائیں دیں۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہوا کہ الحمدللہ! مجھے حنفیت پر استقامت' جامعہ میں ترجمانی اور آج اس کے درس وتدریس' فروغ واشاعت کا موقع مل رہا ہے۔

۶۔ ایک قاری صاحب آرہے تھے، میں نے عرض کیا حضرت! فلاں قاری

صاحب حاضرِ خدمت ہیں۔ فرمایا: ہاں ہاں! میں جانتا ہوں، اب قاری قاری نہیں رہے، سب کاروباری بن گئے ہیں۔

امام لاہوریؒ کے جنازہ میں شرکت :

حضرت الامام مولانا احمد علی لاہوریؒ کا انتقال ہوا، تو حضرت درخواستیؒ نے میرے پاس طالب علم بھیجا کہ جنازہ میں جانا ہے میرے ساتھ چلو گے؟ (میں ان دنوں حضرتؒ کے ہاں دورۂ تفسیر میں شریک تھا) چنانچہ ''شاہین'' ایکسپریس کے ذریعہ روانگی طے ہوئی، رمضان المبارک کے ایام تھے، سحری کھا کر ہم لوگ اسٹیشن پر پہنچے، مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ تمام راستے میں روتے رہے اور آپ پر مسلسل گریہ طاری رہا۔

ہم لوگ جب شیرانوالہ پہنچے تو بتایا گیا کہ گھنٹہ ہو گیا جنازہ اُٹھایا جا چکا ہے۔ حضرتؒ پریشان ہو گئے، کسی صاحب نے حضرتؒ کو پہچان لیا اور گاڑی میں بٹھا کر جنازہ گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ میرے پاس حضرتؒ کا بستر بھی تھا، میں پریشان ہو رہا تھا کہ اللہ پاک نے میرے لئے رکشے کا انتظام کر دیا، بستر رکشے میں رکھا اور حضرتؒ سے پہلے پہنچ گیا، ابھی جنازہ نہیں پہنچا تھا کہ اللہ نے ہمیں وہیں پہنچا دیا۔ مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے مجھے دیکھا تو خوش ہوئے ارشاد فرمایا :

> ''جن ! پہنچ گئے ہو، یہ سب حضرت درخواستیؒ کے کرامات تھے، ورنہ عالمِ اسباب میں تو ایسا ممکن نہ تھا''۔ حضرت نے اورینٹیل کالج کے باہر ظہر کی نماز باجماعت پڑھائی اور ابھی جنازہ نہیں پہنچا تھا۔ حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی پنجاب یونیورسٹی کے وسیع گراؤنڈ میں تقریر فرما رہے تھے۔ اس نے حضرت درخواستیؒ

کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمانے لگے کہ اب حضرت درخواستیؒ بیان فرماویں گے۔

فقیر کا جنازہ :

تو اس موقع پر حضرت درخواستیؒ نے تقریر بھی فرمائی تھی، جو میں نے محفوظ کر لی تھی اور اسے طبع بھی کرایا تھا، حضرت کا ایک جملہ یہ بھی تھا کہ :

''لوگو ! لاہور نے کئی جنازے دیکھے ہیں، آج ایک فقیر کا جنازہ بھی دیکھ لو، غروب کا وقت ہے، ادھر دنیائے کائنات کا سورج غروب ہو رہا ہے اور یہاں دنیائے علم کا آفتاب غروب ہو رہا ہے''۔

لوگوں کے ہجوم' اژدحام' اور جنازہ کو ہاتھ لگانے اور کاندھے پر رکھنے کی تمنا اور خواہش کی تکمیل کے لئے جنازے کے ساتھ بانس باندھ دیئے گئے تھے، کئی بانس ٹوٹ گئے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ سے محبت :

ایک دفعہ دورانِ درس کسی نے حضرتؒ سے کہہ دیا کہ یہاں درس میں ایک ایسا طالب علم بھی آیا ہے جو امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کو گالیاں بکتا ہے، حضرتؒ پر امام ابوحنیفہؒ کی عظمت اور محبت حددرجہ غالب تھی، اس وقت طیش میں آئے، ناراض ہوگئے، اور درس بند کر دیا، ارشاد فرمایا: ہمارے اسلاف نے ہمیں علم پہنچایا ہے، دین پہنچایا ہے، اسلاف کی محنت و خدمت کا تسلسل ہے جو آج یہاں ہم قرآن پڑھ رہے ہیں، مگر یہاں

بے ادبی کا بیج بویا جارہا ہے۔طلبہ پریشان ہوگئے، پھر میں نے عربی میں درخواست دی، تو حضرتؒ نے میری درخواست منظور فرمالی اور دوبارہ درس شروع کردیا۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اور حضرت درخواستیؒ:

مدینہ منورہ میں شیخ الحدیثین' زینۃ العارفین حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ علومِ شرعیہ میں مقیم تھے۔علماءِ کرام و مشائخ عظام مسجد نبوی شریف میں نمازِ عصر پڑھ کر ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے۔میں نے بڑے بڑے مشائخ و علماءِ کرام کو دیکھا ہے کہ وہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے سامنے فرش پر تشریف فرما ہوتے تھے اور حضرت شیخ الحدیثؒ چارپائی پر جلوہ افروز ہوتے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ، حضرت العلامہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور دیگر' تنہا حضرت حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ کو میں نے دیکھا کہ :

حضرت شیخ الحدیثؒ ان کو چارپائی پر جلوہ افروز ہونے کا اعزاز و اکرام فرماتے۔ایک عجیب منظر ہوتا تھا کہ حضرت حافظ الحدیثؒ مسلسل احادیثِ نبویہ بیان فرماتے تھے اور حضرت شیخ الحدیثؒ پورے وجد و کیف کی حالت میں سنتے رہتے تھے۔

☆

مردِ قلندر

حضرت درخواستیؒ کے دلچسپ واقعات

۳ر مارچ ۲۰۱۰ء ...... اُستاذِ مکرم مولانا عبدالقیوم حقانی' مدینہ منورہ سے آئے ہوئے مہمان حضرت مولانا صوفی عبدالمالک صاحب مدظلہ کی زیارت و ملاقات کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ حضرت صوفی صاحب' الحاج جہانگیر صاحب کے ہاں شاہ جمال لاہور میں ان کے دولت کدہ پر تشریف فرما تھے۔

حضرت صوفی صاحب' حقانی صاحب سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ الحاج جہانگیر صاحب نے خوب محبت' شفقت' اکرام اور بھرپور ضیافت کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر حقانی صاحب کی تازہ سوانحی کتاب ''مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ'' کا ذکر آیا تو حضرت صوفی صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا مدینہ منورہ میں حضرت درخواستیؒ کی ضیافت و خدمت کا موقع ملتا رہا۔

الحاج جہانگیر صاحب (جنہیں امام لاہوریؒ' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت درخواستیؒ' مولانا عبیداللہ انورؒ' مولانا مفتی محمد حسنؒ' مولانا ادریس کاندھلویؒ اور کئی ایک اکابر کی صحبتیں اور قربتیں حاصل رہیں) نے حضرت درخواستیؒ کے متعدد واقعات و حکایات بیان فرمائے، بعض کے اشارے لکھ لئے تھے، ذیل میں وہی نذرِ قارئین کر رہا ہوں .... (حافظ حبیب اللہ رُکن القاسم اکیڈمی)

O حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ میو ہسپتال میں زیرِ علاج تھے، میں رات کے گیارہ بجے بیمار پرسی کر کے واپس آ رہا تھا کہ اُدھر مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ' مولانا عبیداللہ انورؒ

کی بیمار پرسی کے لئے سیڑھیوں پر اوپر تشریف لا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر میں کھڑا ہو گیا، مجھے دیکھ کر فرمایا او دیوانے تم کہاں آئے ہوئے ہو؟ دریافت کیا مولانا انورؒ کہاں ہیں ؟ میں نے بتایا تو مجھے کہا تم ٹھہرو اور خود اندر تشریف لے گئے۔ حضرت کوئی ایک گھنٹے تک مولانا انورؒ کے ساتھ کمرے میں رہے، میں کمرے سے باہر انتظار کرتا رہا۔ حضرت واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا حضرت! آپ رات کو تشریف لائے، تکلیف بھی ہوئی اگر کل صبح روانہ ہوتے اور دن کی روشنی میں آتے تو زحمت نہ ہوتی۔ ارشاد فرمایا: ہمارے ہاں سے کوئی جہاز تو آتا نہیں، پھر ہم صبح کیسے پہنچتے؟ حضرت کا ارشاد اپنی جگہ بجا' مگر اس وقت میں اسے نہ سمجھ سکا' حضرت انورؒ کا رات کو انتقال ہو گیا، دوسرے روز پہلے ٹائم جنازہ تھا' تب میں سمجھا کہ حضرت کی مراد کیا تھا؟ جنازہ حضرت درخواستیؒ نے پڑھایا۔

0 مردِ قلندر حضرت درخواستی ہسپتال میں داخل تھے، یہ حضرت کے آخری ایام تھے، مدہوشی طاری رہتی تھی، نماز کا وقت قریب ہوتا تو بار بار پوچھتے نماز کا وقت ہو گیا؟ جب وقت ہو جاتا فرماتے تیمم کراؤ' ایک روز میں بھی حاضرِ خدمت تھا' تیمّم کرایا گیا نماز پڑھی تو اونچی آواز سے کہا' سب لوگ ہاتھ اُٹھاؤ اور مل کر دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک بار پھر مدینہ منورہ دکھا دے سب نے کہا آمین۔

0 ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے رخصت ہو رہے تھے آنکھوں مین آنسو تھے، فراق کے درد بھرے اشعار ڑھ رہے تھے اور جب واپس ہونے لگے تو گریہ طاری ہو گیا اور خوب روتے اور بلبلاتے رہے۔

0 مردِ قلندر حضرت درخواستیؒ نے مدینہ منورہ میں مجھے یہ دُعا تلقین فرمائی تھی:

ذُنُوبِیْ کَثِیْرًا وَّ رَحْمَتُکَ وَسِیْعًا فَاغْفِرْلِیْ۔

o ایک روز ارشاد فرمایا : آج زیارات کرنی ہیں، ہم بھی ساتھ ہو لئے، حضرت جسم کے بھاری تھے میری عمر پینتالیس (۴۵) سال تھی، مگر حضرت جہاں بھی جاتے سب سے آگے نکل جاتے اور صفِ اوّل میں پہنچ جاتے، مسجدِ قبلتین پہنچے تو ہجوم تھا راستہ نہیں بن رہا تھا حضرتِ انگل سے اشارہ کرتے گئے تو راستہ بنتا جاتا، صف اوّل میں پہنچ گئے اور نماز ادا فرماتے۔

o جمعہ کے روز ہم لوگ حضرت کی معیت میں حرم شریف نمازِ جمعہ کے لئے حاضر ہوئے تیاری کرتے اور آتے آتے دیر ہوگئی ساری صفتیں بھر گئی تھیں بظاہر جگہ ملنی مشکل تھی مگر حضرت آگے آگے چلتے رہے، ساتھیوں کو جہاں جہاں جگہ ملتی رہی رُکتے رہے، سب کا خیال تھا کہ حضرت آگے جا رہے ہیں جگہ ہے نہیں، پھنس جائیں گے مگر حضرت کی ہمت تھی اگلی صفوں میں پہنچ گئے، کھلی جگہ پائی اور اطمیان سے نماز پڑھی۔

(ماہنامہ القاسم اپریل ۲۰۱۰ء)

☆

مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات

- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا علامہ انورشاہ کشمیریؒ
- تذکرہ وسوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ
- تذکرہ وسوانح قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ
- تذکرہ وسوانح شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
- تذکرہ وسوانح شیخ الحدیث مولانا حسن جان المدنیؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا غلام غوث ہزاریؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ
- تذکرہ وسوانح حضرت مولانا محمد احمدؒ